ہدیہ برائے ایصال ثواب
علامہ محمد حسین زیدی برستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی
میرزا سید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی

مترجم

سید محمد حسین زیدی برستی

محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

ناشر

ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ چنیوٹ (پاکستان)

[redacted]

ہدیہ برائے ایصال ثواب
علامہ محمد حسین زیدی برستی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی
میرزا سید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی

مترجم

سید محمد حسین زیدی برستی

محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

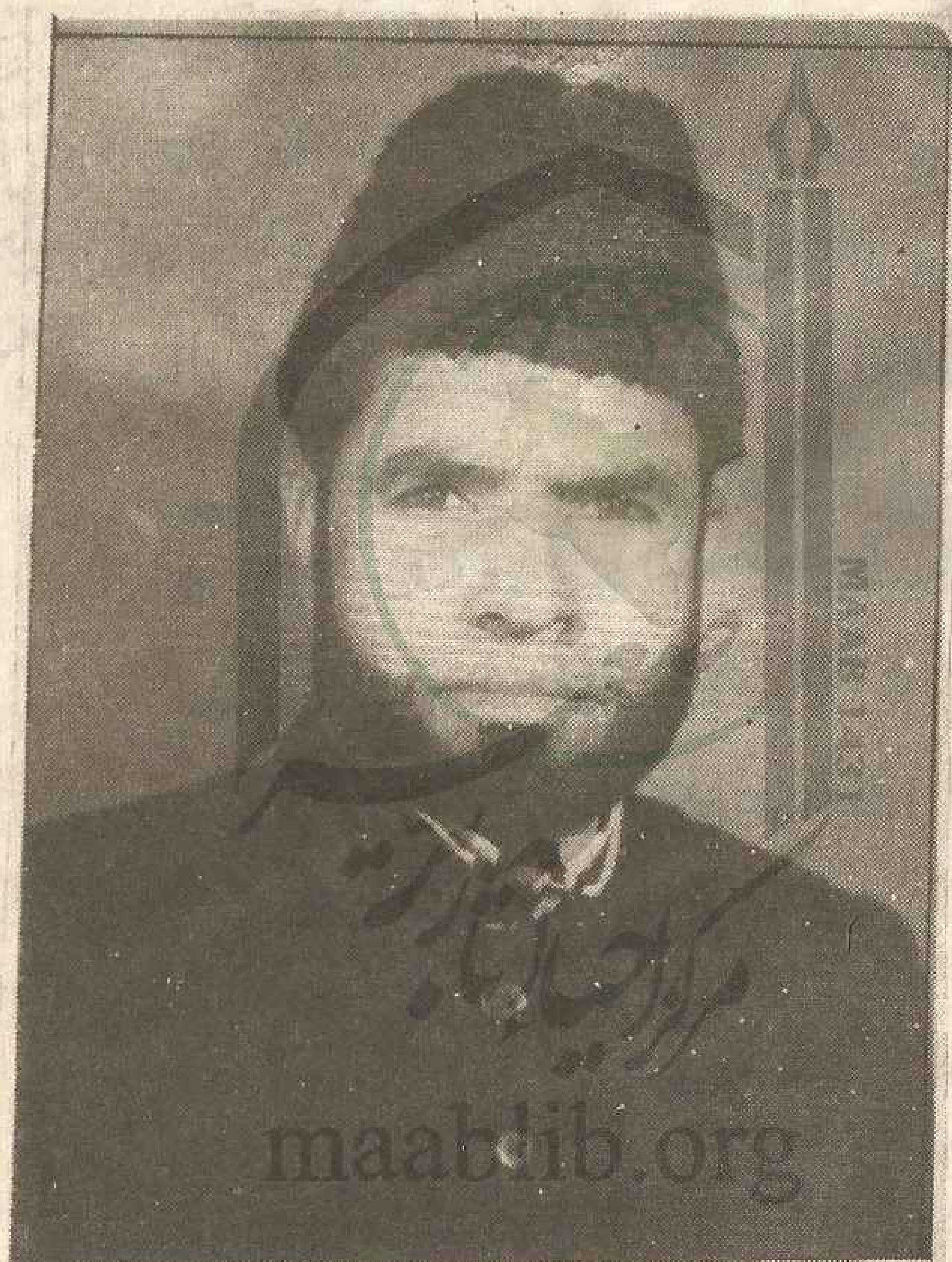
ناشر

ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ چنیوٹ (پاکستان)

[redacted]

I am Sorry !!!!

عکسِ مترجم



سیّد محمد حسین زیدی برستی

محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

هو الموفق

دانست واتفاق حکما را ادعا کرد باری اگر بخواهم همه تناقضهای

ان کتاب را یک یک بنویسیم از هزار زیاد تجاوز کند اما بجهة تنبیه آنام

ومنصفین عوام همین مقدار که حقیقة یا نصد را است کفایت

میکند اگر در ادعای اعلمیت صادق است کاغذ وقلم موجود است

یکی از این تناقضها را از کتاب خودش رفع کند بنحوی که اهل انصاف

تسلیم کنند والا سر خود را گرفته ما نند باقی دوستان انقیاد وتسلیم

از علما کند شاید نجات یابد وهمین قدر کافی است والسلام علی من

اتبع الهدی در روز یک شنبه بیست دوم

رجب المرجب سنه هزار ودویست وهفتاد

وپنج از هجرت باتمام رسید علی ید الاقل

الجانی مؤلفه الفانی محمد حسین الموسوی

الحسینی الشهرستانی عفی الله

عن سیئاته بحق ائمته

وساداته فی بلد کربلا

المترحه علی مشرفها

السلام

تمام شد استنساخ این کتاب از نسخه اصل بدست حقیر عبد الرضا

بن زین العابدین نجل المؤلف محمد حسین الشهرستانی

بتاریخ بیست سیم شوال سنه هزار وسیصد شصت وچهار

عکس صفحه آخر از نسخه قلمی آمده از کربلاء معلی

اظہارِ تشکّر

قارئین محترم آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے شیخیت کے خلاف آغاز جہاد کرنے سے پہلے مسلمانان پاکستان کی اکثریت فتنہ شیخیت سے یکسر ناواقف تھی شیخی مبلغ مسلمانوں کے بھیس میں اور شیعوں کے لباس میں شیخیت کی تبلیغ کر رہے تھے اور رؤسائے شیخیہ کی کتابوں سے مشرکانہ اور کافرانہ شیخی عقائد کو یہ کہہ کر نشر کر رہے تھے کہ یہ شیعہ عقائد ہیں اور سب سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ شیخ احمد احسائی مؤسس مذہب شیخیہ کی کتاب شرح زیارت جامعہ اور رئیس مذہب شیخیہ کشفیہ اسکوبیہ مرزا موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق سے عقائد کا استخراج کر کے عقائد شیعہ کے نام سے حقائق الوسائط جیسی کتابیں لکھ رہے تھے اور شیعان پاکستان کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی چوری کو اپنی تحقیق بتلا رہے تھے اور ان چرائے ہوئے شیخی عقائد کی تشہیر کرتے والوں کو علمائے محققین کا نام دے رہے تھے اور اس سے بھی بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ چوری گلدستہ مودت مصنفہ ڈاکٹر کاظم علی رسا سے پکڑی جا چکی ہے اور پاکستان کے اکثر و بیشتر شیعوں کو اس چوری کی خبر ہو چکی ہے مگر ان شیخی مبلغین نے پاکستان کے بعض سادہ لوح شیعہ عوام کو اتنا دھوکہ دیا ہے اور ایسا بے وقوف بنایا ہے کہ اس چوری کے پکڑے جانے کے باوجود اب بھی وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ مال ہمارا ہی ہے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شیعان پاکستان کو باخبر کرنے کے لئے جس جہاد کا ہم نے آغاز کیا تھا اس میں ہم کچھ نہ کچھ کامیاب ضرور ہوئے ہیں لیکن یہ کامیابی اس وقت تک مفید ثابت نہیں ہو سکتی تھی جب تک شیعان پاکستان کو اس بات کا علم نہ ہو کہ شیخی عقائد کیا ہیں اور ان کے مقابلے میں صحیح شیعہ عقائد کیا ہیں ہم نے اس مقصد کے حصول کے لئے اور شیعان پاکستان کو فتنہ شیخیت سے آگاہ کرنے اور ان کے مقابلے میں صحیح شیعہ عقائد کا بیان کرنے کے لئے چنیوٹ میں ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ کی بنیاد ڈال دی ہے ہماری یہ کتاب اس ادارہ کی پہلی پیش کش ہے اور انشاء اللہ العزیز اس کتاب کی نکاسی کے ساتھ ہی ہماری دوسری تصانیف و تالیفات بھی مومنین کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے شائع ہوتی رہیں گی،

ہماری یہ کتاب تقریباً ۱½ سال سے طباعت کے لئے تیار تھی لیکن طباعت کے اخراجات کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر پر تاخیر ہوتی رہی آخر خدا مسبب الاسباب ہے اس نے اس کتاب کی طباعت کے اسباب پیدا کر دیئے چنانچہ بعض مومنین نے بطور عطیہ ہمیں رقم مرحمت فرمائی بعض نے پیشگی قیمت کے طور پر امداد کی اور بعض حضرات نے بطور قرض حسنہ رقم مہیا فرمائی ہم اپنی اسی تحریر کے ذریعہ ان تمام مومنین کے مشکور و ممنون ہیں غرضیکہ جنہوں نے جس عنوان سے بھی اس کتاب کی طباعت کے لئے رقم مہیا کی اور ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا ان میں سے درج ذیل حضرات کے ہم خصوصیت کے ساتھ بہت بہت ممنون و مشکور ہیں خداوند تعالےٰ ان کے اس تعاون کو قبول فرما دے اور ان کو اس کا اجر عظیم عطا کرے جس کی وجہ سے ہم اس کتاب کی طباعت پر موفق ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ حجۃ الاسلام والمسلمین عالیجناب آقائے السید محمد کاظم شریعتمدار مجتہد اعظم قم ایران (۲) حضرت حجۃ الاسلام سماحۃ العلاّمہ عالیجناب آقائے محمد شیخ المشرلعیت کراچی (۳) فخر سادات افتخار ملت عالیجناب آقائے مولانا السید افتخار حسین صاحب نقوی فاضل نجف عراق (۴) حجۃ الاسلام عالیجناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ گوجرانوالہ (۵) زینۃ الاتقیا عالیجناب آقائے مولانا السید ساجد حسین صاحب نقوی فاضل نجف عراق حال قم ایران (۶) فخر قوم نازش ملت عالیجناب الحاج ممتاز حسین صاحب جعفری وزیر آباد (۷) فخر قوم نازش ملت عالیجناب الحاج شیخ منور حسین صاحب ماڈل ٹاؤن لائل پور (۸) فخر سادات حاتم دوراں زینۃ الاسخیا عالیجناب السیّد سجاد علی زیدی صاحب بستی چنیوٹ (۹) فخر قوم نازش ملت زبدۃ الحکماء عالیجناب حکیم سید حسین زیدی صاحب بستی چنیوٹ (۱۰) فخر سادات برادر مہربان عالیجناب السید اکمل حسین صاحب بستی سمن آباد لاہور (۱۱) مجاہد ملت فخر قوم عالیجناب ساغر حسین صدیقی صاحب بہاولپور (۱۲) عمدۃ المقررین فخر الذاکرین عالیجناب مولانا السیّد محمد حسن شاہ صاحب دجانہ یا علیؑ، کنڈ سرگانہ تحصیل کبیر والا (۱۳) زینۃ المصلی عالیجناب مولانا السیّد زین العابدین صاحب بورے والا (۱۴) فخر قوم عالیجناب خان ظہور حسین خان شاہانی جھامٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی (۱۵) وہ جملہ حضرات مومنین جنہوں نے صرف ایک جلد کتاب کی پیشگی قیمت ادا کر کے تعاون فرمایا۔

بارگاہِ خداوندی میں عرض

بارالٰہا تو دلوں کے حال سے بخوبی آگاہ ہے کہ میں نے اس جہاد کا بیڑا صرف اس لئے اٹھایا ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اس فتنہ سے بالکل بے خبر ہیں جو ایران و عراق میں شیخیت کے نام سے نمودار ہوا اور اس بے خبری کی وجہ سے شیخی مبلغین مسلمانوں کے بھیس میں اور شیعوں کے لباس میں خفیہ طور پر تیرے بھیجے ہوئے اسلام کے بنیادی عقائد کی بیخ کنی کرتے رہے ہیں اور شیخی عقائد کو شیعہ عقائد کے نام سے سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں میں بٹھاتے رہے حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے حضرات بھی ان کافرانہ و مشرکانہ شیخی عقائد کو شیعہ عقائد سمجھنے لگ گئے۔

بارالٰہا میں نے مسلمانانِ پاکستان کو اسی دھوکہ سے بچانے کے لئے اس جہاد کا آغاز کیا ہے اور میری یہ کتاب اس سلسلہ کی پہلی پیش کش ہے جو طبع ہو کر مسلمانان پاکستان کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔

بارالٰہا میں اپنی اس ناچیز خدمت کو تیری بارگاہ بے نیاز میں نذر کرتا ہوں بارالٰہا تو میری اس ناچیز خدمت کو بحق محمد و آل محمد قبول و منظور فرمالے۔ بارالٰہا دوسری عرض میری یہ ہے کہ میری اس ناچیز خدمت کا جو ثواب تیری بارگاہ میں معین و مقرر ہو وہ میرے والدین مرحومین کی ارواح کو پہنچا دے جن کے حسنِ تربیت کے نتیجہ میں مجھے حق کی شناسائی ہوئی اور اپنے سادہ لوح شیعہ بھائیوں کو باطل شیخی عقائد سے باخبر کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔

تیرا گنہگار بندہ

سید محمد حسین زیدی برستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ

تنبیہ الانام بمفاسد ارشاد العوام

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ العظمیٰ شمس آفاقی

میرزا سید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی

[redacted]

مترجم

سید محمد حسین زیدی برستی

محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

ناشر

ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ چنیوٹ (پاکستان)

[redacted]

I am Sorry !!!!!

نام کتاب ——— تنبیہ الانام بمفاسد ارشاد العوام

تالیف ——— حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ العظمیٰ
آقائی میرزا سید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی

مترجم ——— سید محمد حسین زیدی برستی محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

ناشر ——— ادارہ انتشارات حقائق الشیعہ چنیوٹ پاکستان

کتابت ——— اشرف جمیل ممتاز ادارہ ممتاز الکتابت سرگودھا

مطبع ——— باہتمام سید مصطفیٰ حسین تاجدار القائم آرٹ پریس لاہور

تعداد ——— ایک ہزار

فہرست مطالب ارشاد العوام

جس کا رد اس کتاب میں کیا گیا ہے

فہرست مضامین!

کتاب ارشاد العوام رئیس مذہب شیخیہ مشتمل بر عقائد شیخیہ
جن کا رد آقائے شہرستانی نے اس کتاب تنبیہ الانام میں کیا۔

I am Sorry !!!!!

فہرست مضامین

فہرست مضامین

ایراد نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	یہ روح غفلت نہیں کرتی اگر یہ روح غفلت کرے تو ما سوا معدوم ہو جاوے	
۵۳	مقامِ لوحِ محفوظ حضرت فاطمہ ہے۔ مقامِ حضرت امیر مقامِ قلم ہے۔	۲۵۴
۵۴	روح من امر اللہ کے معنی پیغمبر آخر الزمان روح کل ہیں۔	۲۵۷
۵۵	خلق خدا کی خدا سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ پس خلق خدا واسطے کی محتاج ہے مخلوق واسطہ اول کے ساتھ بھی کوئی نسبت نہیں رکھتی واسطہ اول اس قدر لطیف ہے کہ وہ امر و حکم خدا کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ واسطہ اول مشیت کی حرکت کو دیکھتا ہے	۲۵۹
۵۶	مخلوق اپنی ہستی کے اعلیٰ مقام یعنی فواد سے بالاتر نہیں جا سکتی۔ کوئی بھی مخلوق مقامِ فواد سے بالاتر نہیں ہے۔ مخلوق فواد سے اوپر کی کوئی بات نہیں سمجھ سکتی	۲۶۱
۵۷	انسان کا ذہن آئینہ کی مانند ہے۔ اگر کوئی چیز موجود نہ ہو تو ذہن میں بھی اسکا عکس نہ ہوگا	۲۶۳
۵۸	دنیا میں ائمہ کے نور اور ان کی صفات کے سوا کچھ نہیں۔ فلسفہ وحدت الوجود کے مطابق ہر چیز آئمہ ہی ہیں۔	۲۶۵
۵۹	انسان اپنے عمل کی وجہ سے بد ہوتا ہے۔	۲۶۹
۶۰	ذات سعید وہ ہے جو طینت آلِ محمد سے ہو جو طینت آلِ محمد سے خلق ہوا اسمیں ان کی صفات ہوتی ہیں جو طینت دشمنان آلِ محمد سے خلق ہوا اس میں ان کی صفات ہوں گی۔ ہر چیز کا خالق خدا ہے۔	۲۷۱
۶۱	امر آخرت اس دنیا کے مانند ہی ہے۔ جتنا کماؤ گے اتنا ہی پاؤ گے۔ سب اعمال کا قطب ائمہ کی محبت ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ خمس جہاد کی کوئی ضرورت نہیں،	۲۷۳
۶۲	سب سے پہلے خدا نے ایک دریا کو خلق کیا اس دریا کا ہر قطرہ یکدہ صورت	۲۷۵

ایراد نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اس دریا کے خلق کرنے کے بعد ہر قطرے سے سوال کیا کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں جس قطرے نے سب سے اول جواب دیا وہ اوّل مخلوق ہو گیا۔	
۶۳	پیغمبروں کے فضل کے بادل سے جو پانی برسا اس سے آب عقل وجود میں آیا۔ اس سے جو قطرے ٹپکے وہ مقامِ روح ہوئے مقامِ روح سے عالمِ محشر یا عالم ذر میں قطرے ٹپکے اس سے زمین نفوس بنی۔	۲۷۹
۶۴	اس دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کے کرنے والے آئمہ طاہرین ہیں تمام مخلوق کی ان سے نسبت اسی طرح ہے۔ جسطرح نور آفتاب کی نسبت آفتاب سے	۲۸۱
۶۵	کل کائنات ملک خدا ہے۔ کل ملک سب سے پہلے عبداللہ ہے۔ ملک خدا کے باپ سید الشہدا ہیں۔ ان کے سوا جو بھی ہے ان کی بندگی میں ہے پیغمبر بھی سید الشہدا کے وجود کی فرع ہیں۔	۲۸۳
۶۶	خدا نے کربلا کو بہشت کا ایک قطعہ بنایا ہے جو کربلا میں دفن ہے وہ بہشت میں ساکن ہے	۲۸۷
۶۷	من قتل نفساً بغیر نفس کے معنی سید الشہدا کلی ہیں اور تمام عالم ان کی شعاع سے خلق ہوا ہے۔ ان کے قتل سے تمام عالم کا نور ختم ہو جائے گا۔	۲۹۱
۶۸	آئمہ ہمارے گناہوں کی خاطر مصائب میں مبتلا ہوئے۔ ہمارا ان پاک اور طیب ہستیوں کی طرف اپنے کو نسبت دینا حیف ہے۔	۲۹۳
۶۹	علمائے شیعہ آج تک مسائل طہارت و نجاست اور حلال و حرام میں ہی لگے ہوئے ہیں۔ علمائے شیعہ نے آج تک اصولِ دین کی طرف توجہ نہیں دی۔ اب تن اسلام میں روح پھونکنے کا وقت آیا ہے۔ اب خدا نے علمائے ربانی	۲۹۵

گفتارِ مترجم

گذارشِ احوالِ واقعی

برادرانِ ایمانی کتاب تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے میں نے یہ کتاب ادبی نکتہ نظر سے ترجمہ نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کتاب کے ترجمہ کر کے پیش کرنے سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جو بات آج تک شیعانِ پاکستان سے چھپائی جاتی رہی ہے اس سے شیعانِ پاکستان کو آگاہ کردوں۔ لہٰذا اس کتاب کے ترجمہ میں میری زیادہ سے زیادہ کوشش یہی رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سیدھے سادے اور عام فہم الفاظ میں مفہوم کو پیش کروں، ہو سکتا ہے بعض جگہ کما حقہ مفہوم کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گئی ہو لہٰذا اصل متن کتاب ساتھ موجود ہے اگر کہیں کوئی فروگذاشت نظر آئے یا کوئی جملہ اصلاح طلب ہو یا کوئی عبارت اس سے بہتر مفہوم کی مقتضی ہو تو اس حقیر کو مطلع فرما کر ممنون فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا خیال رکھا جائے۔

افسوس ناک تغافل

قارئینِ محترم! موسس مذہب شیخیہ یعنی شیخ احمد احسائی سن ۱۱۶۶ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۲۴۱ھ میں اس نے وفات پائی یعنی روزِ وفات سے بھی اگر شمار کیا جائے تو تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ عرصہ اس تحریکِ شیخیت کو جاری ہوئے گزر چکا ہے۔

اس کے مقابلے میں مرزا غلام احمد کی وفات تقریباً سنہ ۱۹۰۶ء میں ہوئی یعنی اگر روزِ وفات سے شمار کیا جائے تو تحریکِ مرزائیت کو صرف ۷۰ سال گزرے ہیں۔ ذرا اندازہ لگائیے کہ اس ۷۰ سال کے عرصہ میں مرزائیت کہاں سے کہاں پہنچی ہے۔ تو ۱۵۰ سال کے عرصے میں شیخیت نے کس قدر ترقی کی ہو گی اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے البتہ انتہائی تعجب کا مقام ہے

یہ کہ اہلِ پاکستان اس فتنۂ شیخیہ سے کیوں بالکل ہی بے خبر رہے اور علم کلام میں مذاہب عالم پر بحث کرنے والوں نے اپنی کتابوں میں اور منبروں پر تقریریں کرنے والوں نے اپنی تقریروں میں اس مذہب کی رد میں آج تک کوئی لفظ کیوں نہیں بیان کیا؟ کیا تعرف الاشیاء باضدادھا کا اصول یہاں کام نہیں کرتا تھا؟ کیا آج تک کبھی دُنیا بھر کے باطل عقائد کے مقابلے میں اسلامی عقائد کے برحق ہونے کے دلائل نہیں دیئے گئے؟ کیا مارکس ولینن کے نظریات کو رد کر کے اسلامی نظریات کی برتری وحقانیت ثابت نہیں کی جاتی رہی؟ کیا مرزائیت کے عقیدۂ خاتم النبیینؐ کی تاویل کی منبروں پر قلعی نہیں کھولی جاتی رہی؟ پھر ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں پھیلائے ہوئے ان شیخی عقائد سے ان متکلمین پاکستان نے کیوں چشم پوشی کی؟ عراق و ایران میں شیعہ علمائے کرام ومجتہدین عظام کا روسائے شیخیہ کے ساتھ معرکہ کارزار گرم رہا اور بے شمار کتابیں شیعہ علماء ومجتہدین نے ردِّ شیخیت میں لکھ ڈالیں، لیکن پاکستان میں کسی نے بھی اہلِ پاکستان کو اس فتنہ سے آگاہ نہ کیا اور ان کو بالکل اسی طرح بے خبر رکھا جیسے کہ ابھی ماں کے پیٹ سے باہر آئے ہوں اور انہیں کسی بھی بات کا علم نہ ہو۔ کیا ایران وعراق پاکستان سے بہت زیادہ دور ہیں؟ کیا ہر سال زائرین کے علاوہ علم کے پیاسے اپنی تشنگی بجھانے کے لئے ایران و عراق نہیں جاتے رہے؟ کیا انہیں وہاں معلوم نہیں ہوا کہ شیعہ علماء مجتہدین نے شیخ احمد احسائیؒ اور ان کے اتباع کی تکفیر کی ہے؟ کیا انہیں معلوم نہیں ہوا کہ شیخی عقائد کیا ہیں؟ اگر معلوم نہیں ہوا تو پھر انہوں نے وہاں جا کر کیا پڑھا؟ اور اگر معلوم ہو گیا تھا تو کیا ان کا فرض یہ نہیں تھا کہ وہ پاکستان میں آکر بتلاتے کہ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے ایک نیا مذہب جاری ہوا تھا جو شیعوں میں سے اسی طرح جدا ہوا تھا جس طرح حنفی سنیوں میں سے مرزائی جُدا ہوئے تھے اور جس کو اس کے بانی شیخ احمد احسائی کی نسبت سے اسی طرح شیخی کہتے ہیں جس طرح مرزائی مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد کی نسبت سے مرزائی کہلاتے ہیں؟ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ علم الکلام میں جہاں دوسرے باطل عقائد کی رد کر کے اپنے عقائد کی برتری وحقانیت ثابت کی جاتی ہے

اسی طرح شیخی عقائد پر بھی بحث کر کے ان کا بطلان اور شیعی واسلامی عقائد کی حقانیت کو ظاہر کیا جاتا؟

حضرات قارئین! ذرا غور کیجیے اور انصاف سے کہیئے کہ کتنے تعجب کی بات ہے یہ اور کتنی حیرت کی انتہا کا مقام ہے یہ کہ سینکڑوں عربی وفارسی کتابوں کے مترجم اور سینکڑوں کتابوں کے مؤلف ومصنف کو آج تک یہ پتہ نہ ہو کہ شیخیت کیا ہے؟ اور شیخ احمد احسائیؒ کون تھا؟

اور اس سے بھی بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے شیعہ علماء ومجتہدین ایران وعراق نے بے شمار کتابیں رد وابطال شیخیت پر لکھیں لیکن اہلِ پاکستان نے آج تک ان میں سے کسی ایک کتاب کا بھی ترجمہ کر کے آج تک شیعہ عوام کے ہاتھوں تک نہیں پہنچایا، تاکہ انہیں پتہ چلتا کہ شیخیوں اور شیعوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔ کیا آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔ کہ ایسا کیوں ہوا؟

قارئین محترم! ذرا غور کیجئے اور خوب اچھی طرح سے غور کیجیے کہ جب صرف ۷۰ سال کے عرصے میں مرزائیت پاکستان سے نکل کر دنیا کے بیشتر ممالک میں پھیل چکی ہے اور مرزا صاحب کے ماننے والے مشرق میں چین وجاپان اور انڈونیشیا تک افریقہ میں مڈغاسکر سے لے کر نائجیریا تک اور یورپ اور دوسری دنیا میں امریکہ تک پاؤں پھیلا چکے ہیں تو ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں شیخیت نے کہاں کہاں پاؤں پھیلائے ہوں گے؟ کیا پاکستان میں شیخیت نہیں پہنچی؟ کیا پاکستان میں شیخی عقائد درآمد نہیں ہوئے؟ کیا کوئی جانتا ہے کہ شیخی عقائد کیا ہیں؟ اور شیعہ عقائد اور شیخی عقائد میں کیا فرق ہے۔ کیا حق کو باطل سے تمیز کرنا لازم نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس ان تمام سوالات کا کوئی جواب ہے؟

العجب ثم العجب کیا کوہ ہمالہ کے سامنے آنکھیں بند کر کے کھڑے ہونے سے کوہ ہمالہ کے وجود سے انکار کیا جا سکتا ہے؟ لیکن قارئین محترم شیخی مذہب سے بے خبر ہونا کوہ ہمالہ کے وجود سے بے خبر ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔

اے اہالیانِ پاکستان اگر ایران و عراق کے شیعہ علماء و مجتہدین کی لکھی ہوئی کوئی کتاب آپ کی نظر سے نہیں گزری تو اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام یعنی اردو دائرہ معارف اسلامیہ تو آپ کے ملک کے عروس البلاد یعنی لاہور میں دانش گاہ پنجاب نے شائع کی ہے۔ ذرا اسی کو کھول کر دیکھ لو۔ اگر آپ نے یہ کتاب بھی نہ دیکھی ہو تو ہم آپ کے ملاحظہ کے لئے اس کے چند اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اس اردو دائرہ معارف اسلامیہ شائع کردہ دانش گاہ پنجاب کی جلد نمبر ۲ کراسہ ۱ کے صفحہ ۴۲ کالم ۱ سطر ۹ تا سطر ۱۳ پر یوں لکھا ہے

الاحسائی :۔ شیخ احمد بن زین الدین بن ابراہیم ایک فقہی مذہب (یا پھر اس لئے کہ شیعی مجتہدین نے اسے خارج از مذہب قرار دے دیا تھا۔ زیادہ صحیح طور پر ایک فرقے) کا بانی جو اس کی نسبت سے شیخی کے نام سے مشہور ہے۔

قارئین محترم کیا آپ اس جملے سے ذرا بھی چوکنا نہیں ہوئے کہ شیعی مجتہدین نے شیخ احمد بن زین الدین کو خارج از مذہب کیوں قرار دیا، کیا آپ اس سے یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مذہب شیخیہ اسی طرح سے شیعوں میں سے پھوٹا ہے۔ جس طرح مرزائی مذہب حنفی سنیوں میں سے جدا ہوا ہے؟ کیا آپ اس سے یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ہمیں شیخی مذہب اور اس کے عقائد کا اس وجہ سے علم نہیں ہو سکا۔ کہ شیخی حضرات ہم میں خود کو شیعہ ظاہر کر کے اسی طرح گھسے ہوئے ہیں جس طرح سابق میں مرزائی حضرات سنیوں میں ملے ہوئے تھے۔ قابلِ مبارک باد ہیں اہلِ سنت اس کوشش میں کہ انہوں نے انتہائی جدوجہد کر کے اس بدنما دھبے کو اپنے اوپر سے ہٹا دیا۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ مرزائی حضرات سنی مسلمان نہیں ہیں دوسرے مسلمانوں کی اس جدوجہد میں ہم نے بھی بھرپور حصہ لیا اور پورا پورا ساتھ دیا کیوں کہ ہم بھی اہلِ سنت کے تمام فرقوں کو اپنی طرح مسلمان سمجھتے ہیں لیکن مرزائیوں کو اسی طرح سے مسلمان سمجھتے ہیں جس

طرح سے کہ ہم شیخیوں کو خارج از مذہب اسلام سمجھتے ہیں اس گفتارِ مترجم میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم تفصیل سے اس بات پر روشنی ڈالیں کہ شیخیت کی نشر و اشاعت کے مقابلہ میں مرزائیت کی نشر و اشاعت پاسنگ کے برابر بھی نہیں ہے۔ البتہ قارئین کے ملاحظہ کے لئے اسی اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی جلد نمبر ۲ کراسہ ۲ صفحہ ۸۴ کالم ۱ سطر ۱۳ تا سطر ۲۸ سے شیخی پیشواؤں کی تالیفات کا بیان پیش کرتے ہیں جو یہ ہے کہ "شیخیہ پیشواؤں کی تمام تالیفات جو شمار کر کے درج کی جا چکی ہیں ۸۴۵ رسالوں ۸۲ قاعدوں ۳۲ عائدوں ۷ خطبوں ۱۵۵۲ موعظوں ۱۶۵۳ درسوں ۱۸ مراسلوں ۲ مقالوں اور ۱۴ واردوں پر مشتمل سمجھی گئی ہے۔ شیخیہ کے ہر پیشوا کی تالیفات کی جدا جدا تفصیل یہ ہے۔

(۱) شیخ احمد: ۱۱۵ رسالے ۵ خطبے ۳۵ قاعدے اور ایک مراسلہ۔

(۲) حاجی سید کاظم (رشتی): ۱۹۶ رسالے ۲ خطبے ۳ قاعدے اور ایک مراسلہ۔

(۳) حاجی محمد کریم خان: ۲۴۶ رسالے ۲۲۶ قاعدے ۹ مراسلے ۱ مقالہ ۲۱ موعظے ۳ واردے اور ۳۲ عائدے۔

(۴) حاجی محمد خان: ۱۳۸ رسالے ۱۰ قاعدے ۲ مراسلے ایک مقالہ ۱۴۲ درس اور ۷ موعظے۔

(۵) حاجی زین العابدین: ۴۶۴ جلد

(۶) سرکار آقائے ابوالقاسم خان :۔ ۱۱۴ رسالے

دائرہ معارف اسلامیہ نے شیخی پیشواؤں کی مذکورہ فہرست میں مذہب شیخیہ کے صرف ایک ہی سلسلہ کو مدنظر رکھا ہے حالانکہ شیخ احمد احسائی کی جانشینی کے دعویداروں کے تین سلسلے ہیں اور ہر ایک نے اسی طرح بے شمار کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ دائرہ معارف اسلامیہ نے جس سلسلے کے پیشواؤں کا بیان کیا ہے اس کا ذکر جلد ۲ کراسہ ۲ صفحہ ۸۸ کالم ۱ سطر ۶ تا آخر و کالم ۲ سطر ۱ تا سطر ۱۱ میں یوں لکھا ہے۔ "شیخ احمد احسائی کے بعد حسبِ ذیل لوگ سلسلہ شیخیہ کے پیشوا ہوئے۔

(۱) حاجی سید کاظم رشتی فرزند سید قاسم رشتی ؛ د ۱۲۱۲ ۔ ۱۲۵۹)

(۲) اس سلسلے کے تیسرے پیشوا حاجی محمد کریم خان کرمانی فرزند محمد ابراہیم خان ظہیر الدولہ والی کرمان د ۱۲۲۵ ۔ ۱۲۸۸) (ان ہی محمد کریم خان کرمانی کی ایک کتاب کا نام ارشاد العوام ہے جس کا رد ہمارے ممتاز عالم دین اور کربلائے معلیٰ میں مرجع تقلید شیعہ مجتہد حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے محمد حسین الشہرستانی نے تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام کے نام سے لکھا جن کا ترجمہ زیر نظر ہے ۔ مترجم)

(۳) اس سلسلے کے چوتھے پیشوا حاجی محمد خان فرزند حاجی محمد کریم خان د ۱۲۶۳ ۔ ۱۳۲۴) ہیں

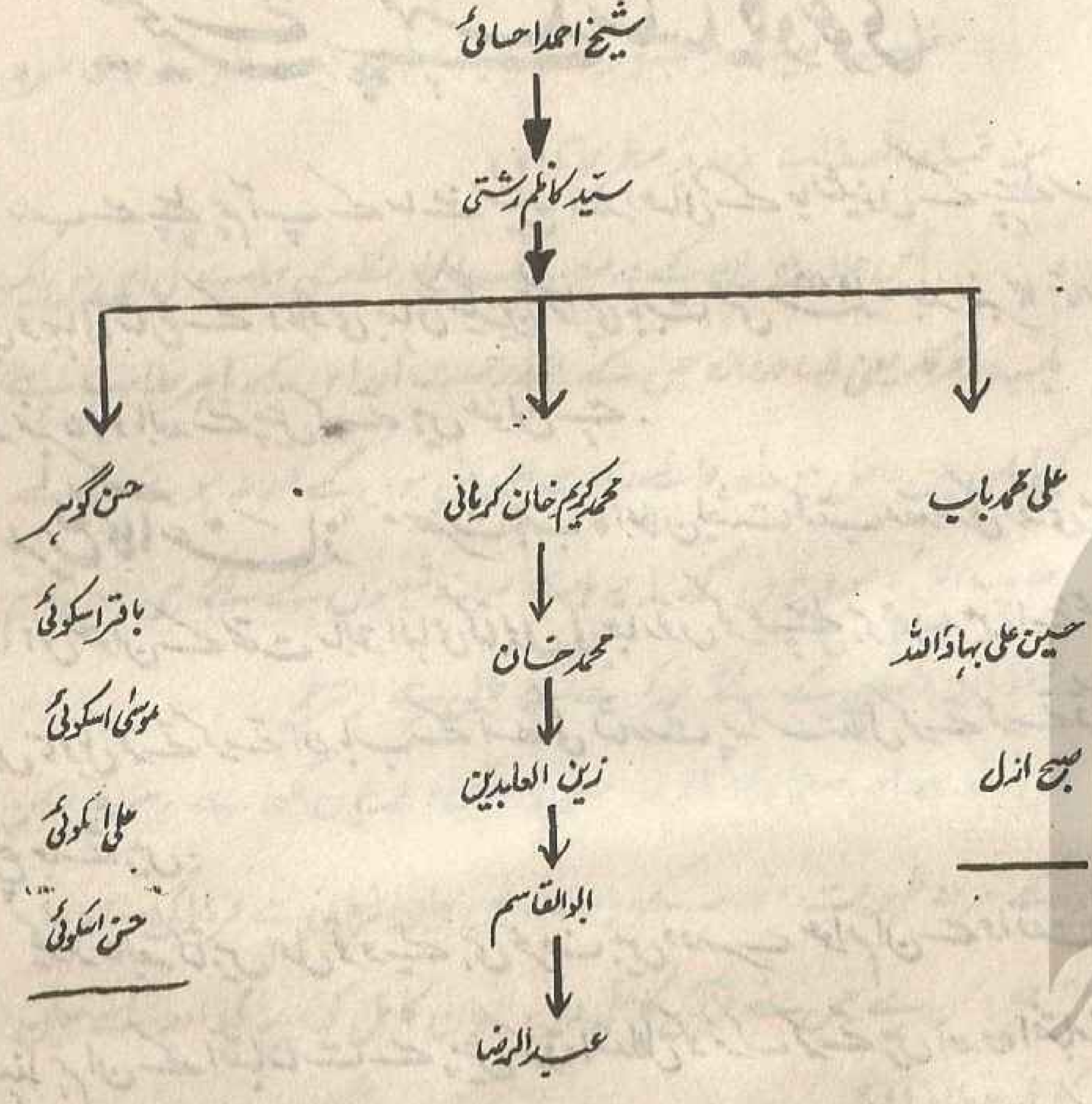
(۴) (اس سلسلے کے پانچویں پیشوا) حاجی زین العابدین خان کرمانی فرزند حاجی محمد کریم خان (۱۲۷۶ ۔ ۱۳۶۰)

(۵) (اس سلسلے کے چھٹے پیشوا ابو القاسم خان ابراہیمی فرزند حاجی زین العابدین خاں پیدائش ۱۳۱۴ ھ) اس وقت زندہ اور سلسلہ شیخیہ کے مقتدر رہنما ہیں ۔

یہاں تک کا بیان دائرہ معارف اسلامیہ شائع کردہ دانشگاہِ پنجاب لاہور کا بیان ہے لیکن اب ابو القاسم خاں کا بھی انتقال ہو چکا ہے ۔ اور اب ان کے فرزند یعنی آغا عبد الرضا ابراہیمی فرزند ابو القاسم خاں اس سلسلہ شیخیہ کے مقتدر رہنما ہیں اور اس وقت زندہ ہیں اور کرمان میں اپنے سلسلہ شیخیہ کی ترویج میں مصروف ہیں اور انہوں نے ہی مدرسہ ابراہیمیہ کرمان کی شاخ پاکستان میں کراچی کے مقام پر کھولی ہے جس کے مدیر و منصرم ڈاکٹر کاظم علی رسا کو مقرر کیا گیا ہے ۔

دائرہ معارف اسلامیہ نے شیخ احمد احسائی کی جانشینی کے دعویداروں کے صرف ایک ہی سلسلہ کا بیان کیا ہے ۔ لیکن شیخ کے جانشینوں کے دعویداروں کے تین سلسلے ہیں جن میں سے ہر ایک نے اپنے مذہب کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے ہم ذیل میں شیخ کی جانشینی کے دعویداروں کے تینوں سلسلوں کو بنظرِ اختصار ایک شجرہ

شکل میں پیش کر رہے ہیں جو اس طرح ہے ۔



شیخیہ کے ان تینوں سلسلوں کو علیحدہ علیحدہ ناموں سے مشخص کیا جاتا ہے ۔

چنانچہ پہلا سلسلہ بابی بہائی اور ازلی کہلاتا ہے

دوسرا سلسلہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کہلاتا ہے اور

تیسرا سلسلہ شیخیہ ، کشفیہ ، اسکویہ کہلاتا ہے ۔

ان میں سے ہر ایک خود اپنے بارے میں کیا کہتا ہے خود ان ہی کی زبانی سنیئے ۔

شیخیہ کے پہلے سلسلہ کا دعویٰ

سب سے پہلے ہم آپ کے سامنے شیخ احمد احسائی کے جانشینوں کے پہلے سلسلہ یعنی بابی و بہائی شاخ کے دعاوی بہائی میگزین کراچی بابت مئی ۱۹۷۵ء جلد نمبر ۱۴ شمارہ نمبر ۵ کے صفحہ نمبر ۲۵ و مابعد سے پیش کرتے ہیں عنوان ہے۔

"دور بدیع کا آغاز" "حضرت باب کا اعلان بعثت کتب مقدسہ کی روشنی میں"

اس عنوان کے تحت سابقہ الہامی کتابوں کی عبارتوں کو جو پہلے ہی محرف ہیں اپنے مخصوص انداز میں تاویل کرتے کرتے اور باب کے آنے کی بشارت پر استدلال کرتے کرتے قرآن کریم پر پہنچ جاتے ہیں۔

کیونکہ سابقہ کتابیں اول تو ویسے ہی محرف ہیں دوسرے عوام ان سے واقف نہیں ہیں لہٰذا ہم ان کے اقتباسات سے پیش کردہ استدلال کو ترک کرتے ہیں اور وہ اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے قرآن کریم سے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ عنوان ہے "قرآن کریم کی شہادت" اس عنوان کے تحت صفحہ ۲۶ کالم ۲ سطر ۲۰ تا سطر ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ عربی میں باب دروازہ کو کہتے ہیں حضرت سید علی محمد نے اپنے دعوے میں اپنے آپ کو ایک بڑے ظہور کا بشارت دینے والا اور باب (دروازہ) کہا ہے۔ واتو البیوت من ابوابھا گھروں میں تم دروازوں سے داخل ہو۔

اشارہ:- زیرِ نظر کتاب تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام میں پڑھیئے کہ یہی بات سلسلہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کے سربراہ الحاج محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں اپنے لئے کہی ہے۔ مترجم۔ پھر اس بہائی میگزین کے صفحہ ۲۷ کالم ۱ سطر ۴ تا سطر ۶ پر لکھا۔

"قرآن مجید میں حضرت باب کا دور اور اس کے واقعات اور ظاہر ہونے والے موعود کا عہدہ و نام اس طرح بیان فرمایا گیا"

"فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب (حدید سطر ۱۴ تا ۲۱)

اُس حال میں ان کے درمیان ایک دیوار لگا دی جائے گی اس میں ایک باب ہوگا۔ یعنی ایسا دروازہ جس کے اندر رحمت اور اس کے باہر عذاب ہے"۔ گویا اس میں داخل ہونے والے رحمتِ الٰہی میں ہوں گے اور نہ ہونے والے عذاب الٰہی کا مورد ہوں گے۔ (یہ بات صرف شیعوں کے لئے ہی نہیں تمام مسلمانانِ پاکستان کے لئے غور کرنے کے قابل ہے (مترجم)

اس کے بعد اسی صفحہ ۲۷ کالم ۱ سطر ۲۲ تا ۲۷ پر یوں لکھا ہے۔ سورۂ رحمٰن جو اس دور عظیم کے ہر دو ظہورات مقدسہ کے بارے میں بیان فرمائی ہے فرمایا گیا ہے۔

"وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن کا علم دیا۔ انسان کامل کو پیدا کیا اور اسے بیان کا علم عطا فرمایا"۔

"حضرت باب پر جو کتاب الٰہی نازل ہوئی اس کا نام۔ بیان ہے جو آج کل قرآن مجید کے علم و اسرار کھول کھول کر ظاہر کر رہی ہے"۔

(حضرات قارئین! تمام سلسلہ ہائے شیخیہ نے قرآن کریم کی آیات کریمہ اور احادیث و اخبار کی اپنے ڈھب اور اپنے مقصد کے مطابق اسی طرح تاویلیں کی ہیں۔ ملاحظہ ہو زیرِ نظر کتاب میں مابین قبری و ممبری نوٹ از مترجم)

بہرحال اس کے بعد اس میگزین میں دانشوروں کی شہادت و اعتراف کے عنوان کے تحت صفحہ ۲۷ کالم ۲ سطر ۱ تا سطر ۶ پر یوں لکھا ہے۔

"مشہور دانشور اور اٹلی کے ادیب فلاگنان نے مجلہ مشرق نایل مطبوعہ ۱۸۹۴ء میں

I am Sorry !!!!!

یہ بیان لکھا ہے۔

"۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء میں پیغمبرِ اسلام کی نسل سے پچیس سالہ جوان سید علی محمد باب نے اعلان کیا کہ وہ قرآن کے موعود پیغمبر ہیں اور کہا کہ وہ "باب" یعنی عرفانِ الٰہی کا دروازہ ہیں۔"

پھر اسی میگزین کے صفحہ ۲۷ کالم ۲ سطر ۲۲ تا سطر ۲۶ وصفحہ ۲۸ کالم ۱ سطر ۱ تا سطر ۳ پر یوں لکھا ہے۔

مسٹر گاستون ماسپرو لولشرو جو فرانس کے مستشرق اور زبانِ فارسی کے استاد ہیں اپنی کتاب تاریخ ایران میں لکھتے ہیں۔

"ایرانیوں کی مذہبی تاریخ میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے روح القدس الٰہی کا ظہور ہوگا جیسا کہ کتاب اوستا میں لکھا ہے کہ بہاؤ اللہ آخری زمانے میں آکر لوگوں کو ہدایت کریں گے اور نوع بشر کو نجات دلائیں گے۔"

پھر اسی میگزین کے صفحہ ۲۸ کالم ۱ سطر ۱۴ تا سطر ۱۷ پر یوں لکھا ہے۔

"حضرت باب جل اسمہ نے ۲۲ مئی ۱۸۴۴ء کی رات دعویٰ فرمایا کہ پرانا دور اب ختم ہوگیا اور میں نئے دور کا دروازہ (باب) ہوں اور پھر یہ نیا دور عظیم ۲۱ اپریل ۱۸۶۳ء کو باغِ رضوان بغداد میں بہاؤ اللہ کے دعوئ موعود کل ادیان کے اعلان سے شروع ہوا۔"

اس کے بعد سطر ۱۸ تا ۲۱ پر یوں لکھا ہے۔

"مشہور انگریز ادیب مسٹر بلاک اپنی کتاب "ایک سال ایران میں" لکھتے ہیں"

"حضرت باب و حضرت بہاؤ اللہ دو پیغمبر او نجات دہندہ ہیں جنہوں نے اس قومیت پر جو تعصب پر مبنی ہے بچاؤ کے لئے وحدت نسل انسانی

کا اصول ایجاد کیا ہے ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا کہ ان دونوں پیغمبروں کا دین نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اور روز بروز نئے پیرو ان پر ایمان لاتے جا رہے ہیں۔"

(اس مقام پر تمام مسلمانان پاکستان سے اپیل کی جاتی ہے کہ شیخ احمد احسائی کے ہر سلسلہ کے جانشینوں کے بیانات کو غور سے پڑھیں اور شیخیت کے خلاف جو جہاد ہم نے شروع کیا ہے اگر آپ ہمیں حق پر سمجھیں تو اس جہادِ مقدس میں ہمارا ساتھ دیں۔ مترجم)

بہر حال اس کے بعد "پرانے زمانے کا اختتام نئے دور کا آغاز" کے عنوان کے تحت صفحہ ۲۸ کالم ۲ سطر ۱ تا مابعد و سطر ۲۹ کالم ۱ سطر ۱ تا مابعد میں یوں لکھا ہے

"گردشِ ایام اور مقدس کتابوں کی پیش گوئیوں اور نوشتوں کے مطابق جس زمانے میں قائم آلِ محمد مہدی موعود کو ظہور فرمانا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ زمانہ قریب آن لگا تھا وہ صدیاں شروع ہو چکی تھیں قمری و اسلامی تقویم کے حساب سے یہ تیرہویں صدی اور شمسی عیسوی میلادی حساب سے انیسویں صدی تھی ان صدیوں میں مختلف ممالک میں بے چینی اور مایوسی پھیلی ہوئی تھی۔ اور اوہام پرستی نے اس مایوسی میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ ایران بھی توہم، بد نظمی، مذہبی مناقشات اور ریشہ دوانیوں کا شکار تھا (یہ جملہ خاص طور پر قابل غور ہے) (مترجم)

ایسے اضطراب انگیز دور میں ایران میں ایک مردِ مجاہد اٹھے جن کا نام شیخ احمد تھا۔ اور وہ احسا کے رہنے والے تھے، شیخ احمد احسائی ادیانِ عالم کا کافی مطالعہ رکھتے تھے۔ اور دینِ اسلام کا تو بڑا گہرا اور معلوماتی اور تحقیقی مطالعہ تھا انہوں نے علمی اور باطنی قوت سے اندازہ لگایا کہ مختلف اقوام کو اور مسلمانوں کو جس موعود کی آمد کے تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے

وہ وقت اب بالکل قریب آن لگا ہے چنانچہ چالیس سال کی عمر میں انہوں نے اپنے گھر بار اہل وعیال اور مال و منال اور وطنِ عزیز کو خیر باد کہہ کر کربلا و نجف کا رخ کیا۔ اور یہاں وہ اپنے علم و تقویٰ کی وجہ سے خلق کے مرجع بن گئے۔

آپ یہاں لوگوں کے سامنے آیات قرآن اور آئمہ طاہرین کے اقوال میں پوشیدہ معانی بیان کرتے اور ظہور موعود کے لئے تیار رہنے کا ذکر کرتے۔ جب شیراز کا ذکر آتا تو اس کی بڑی تعریف کرتے جو لوگ اس پر حیرت کرتے تو فرماتے تعجب نہ کرو، بہت جلد میرے الفاظ کا راز کھل جائے گا اور تم میں سے بہت سے زندہ رہیں گے جو اس دن کے جلال کو دیکھیں گے جس کے دیکھنے کی تمنا تمام انبیاء علیہم السلام نے کی تھی۔

شیخ احمد احسائی کربلا سے شیراز آئے اور کچھ دنوں اس شہر میں قیام کیا اس کے بعد آپ یزد روانہ ہو گئے۔ اور وہاں بھی اپنی دعوت اصلاح وہدایت جاری رکھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اسی شہر میں انہوں نے اپنے جلیل القدر اور فاضل شاگرد سید کاظم رشتی کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ اور خراسان جانے سے پہلے یزد کی مسند درس و اصلاح اُن کے سپرد کر دی۔ شیخ احمد کے جانے کے بعد سیّد کاظم رشتی نے اپنے محترم استاد کے کام کو جاری رکھا۔ ۱۲۴۲ھ میں شیخ احمد کا انتقال ہو گیا اور وہ مدینہ میں واقع جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ احمد احسائی نے اپنی روانگی سے قبل اپنے جانشین سیّد کاظم رشتی کو یہ وصیت کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سید کاظم درس وہدایت میں ہی مشغول رہے۔ اور انہوں نے اپنے ایک معتمد اور جاں نثار شاگرد ملا حسین بشروئی کو ایک ضروری خط دے کر اصفہان بھیجا اور جب اس کام کی خاطر خواہ تکمیل کی اطلاع ملی تو آپ نے ملا حسین بشروئی کی بڑی تعریف کی۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا سیّد کاظم کو موعودہ وقت کے قریب تر آتے جانے

کا احساس بڑھتا چلا جاتا۔ ان دنوں آپ شاگردوں کو جمع کرتے اور بار بار ہدایت فرماتے۔

"خوب یاد رکھو تم جس ہستی کی آمد کی توقع کر رہے ہو وہ جابلقا یا جابلسا سے ظاہر نہیں ہو گی"

"کبھی کبھی تو آپ نے شاگردوں کو یہاں تک بتا دیا کہ تم اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو مگر پہچاننے سے قاصر ہو"

سیّد کاظم رشتی کی وفات کے بعد ملا حسین بشروئی واپس کربلا پہنچے تو سیّد کاظم کے شاگردوں میں ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔ کیونکہ تمام شاگردوں پر ملا حسین بشروئی کی قابلیت روزِ روشن کی طرح عیاں تھی انہوں نے اپنے تمام ساتھیوں کو تلاش موعود کا اٹل وعدہ یاد دلایا۔ اور تلاش جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔

صفحہ نمبر ۳۰ کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ ملا حسین بشروئی اس موعود کو تلاش کرتے کرتے شیراز پہنچے تو شہر کے دروازے پر اس موعود یعنی علی محمد باب سے ملاقات ہو گئی اس ملاقات کا تفصیلی حال بیان کرتے ہوئے ملا حسین بشروئی کی زبانی اس بہائی میگزین کے صفحہ ۸۲ کالم ۲ سطر ۲۰ تا ۲۵ پر یوں لکھا ہے۔

"پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ سیّد کاظم کی وفات کے بعد آپ کسے ان کا جانشین اور اپنا استاد سمجھتے ہیں؟"

"میں نے جواب دیا کہ وفات کے وقت ہمارے مرحوم استاد نے بڑی تاکید کے ساتھ نصیحت کی ہے کہ ہم اپنا گھر بار ترک کر کے موعودہ محبوب کی تلاش میں دور دور تک پھیل جائیں ہم ان کی اسی وصیت کے مطابق یہاں آیا ہوں۔ اور تلاش میں لگا ہوا ہوں"

اس کے بعد ملا حسین بشروئی نے اس موعود کی نمایاں خصوصیات اور اس موعود

کے مفصل نشانات بتلائے۔ مفصل نشانات کے بعد اس۔ بہائی میگزین کے صفحہ ۳۱ کالم نمبر ۱ سطر نمبر ۸ تا سطر ۱۱ پر "اعلان بعثت" کے عنوان کے تحت یوں لکھا ہے۔

"دیکھو یہ تمام نشانیاں مجھ میں موجود اور ظاہر ہیں"

پھر صفحہ نمبر ۳۱ کالم نمبر ۲ سطر ۱ اور ۲ پر یوں لکھا ہے۔

"خوب غور سے دیکھیں کہ کیا وہ شخص جس کی بابت سید کاظم نے فرمایا تھا کوئی اور ہو سکتا ہے"

پھر صفحہ نمبر ۳۲ کالم نمبر ۱ سطر نمبر ۵، سطر نمبر ۶ پر یوں لکھا ہے۔

"پھر ملا حسین بشروئی کو رخصت کرتے وقت حضرت باب نے فرمایا"

"اے شخص تو جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ میں باب یعنی باب اللہ ہوں اور تو باب الباب ہے یعنی باب اللہ کا باب"

پھر اسی میگزین کے صفحہ نمبر ۳۲ کالم نمبر ۱ سطر نمبر ۲۳ و سطر نمبر ۲۴ پر یوں لکھا ہے "کہ اگست ۱۸۴۵ء میں حضرت باب نے شیراز کی جامع مسجد میں ایک بار پھر اپنے من جانب اللہ ہونے کا اعلان فرمایا"

پھر اسی میگزین کے صفحہ نمبر ۳۴ کالم نمبر ۱ سطر نمبر ۱۲ تا سطر نمبر ۱۵ پر یوں لکھا ہے۔

"۲۲ مئی ۱۸۴۴ء کی رات کو جس اعلان کا آغاز ایک فردِ واحد ملا حسین بشروئی کے سامنے کیا گیا آج اس اعلان و فرمان کی تعمیل کرۂ ارض کے ہر ملک و ہر جزیرے میں کی جا رہی ہے۔ دنیا کے ہر چھوٹے بڑے ملک اور جزیرے میں حضرت باب کے مومنین برپا ہو چکے ہیں"

قارئین محترم! مذکورہ بیانات مذہب باب و بہا کے آرگن بہائی میگزین بابت ماہ مئی ۱۹۷۵ء سے اخذ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں کوئی بھی لفظ ہمارا

اپنا نہیں ہے۔ اور اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ اس پر ہم کوئی تبصرہ کرنا بھی نہیں چاہتے لیکن یہ اقتباسات پیش کر کے ہم جو بات اپنے قارئین کے سامنے لانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ بابی و بہائی حضرات کاظم رشتی کے بعد کاظم رشتی کا جانشین علی محمد باب، کو مانتے ہیں اور علی محمد باب، کے بعد کاظم رشتی کا شاگرد ہونے سے شیخیوں کے دوسرے سلسلوں کے سربراہوں کو بھی انکار نہیں ہے چنانچہ الحاج علی الحائری الاسکوئی اپنی کتاب عقیدۃ الشیعہ کے صد ۹۱ پر لکھتے ہیں کہ

"ومن الواضح الذی لا ینکر و المحقق الذی لا یمتری ان الباب المذکور لم یکن من تلامذہ الشیخ احمد بن زین الدین قطعا وھذا ثابت عند اھل المعرفۃ ومن لہ ادنی تفحص فی ھذا الباب بل انما ھو علی التحقیق من تلامذۃ السید کاظم الرشتی" الخ

"یعنی یہ بات ایسی واضح ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور ایسی تحقیق شدہ ہے کہ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ (علی محمد) باب مذکور شیخ احمد بن زین الدین کا قطعاً شاگرد نہیں رہا۔ اور جو شخص ذرا بھی معرفت رکھتا ہے۔ اور کچھ بھی اس بارے میں جستجو رکھتا ہے اس پر یہ بات ثابت ہے، لیکن اس میں قطعاً کوئی شک نہیں اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ وہ سید کاظم رشتی کے شاگردوں میں سے تھا۔ (نمونہ کیلئے اور ثبوت کے طور پر بس اتنا ہی کافی ہے" مترجم)

اب مذہب شیخیہ کے دوسرے سلسلے یعنی شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کی بات سنئے کہ وہ خود اپنے لئے کیا کہتے ہیں۔

شیخیہ کے دوسرے سلسلہ کا دعویٰ

الحاج محمد کریم خان کرمانی رئیس سلسلہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان اپنی کتاب ارشادالعوام جس کا یہ کتاب تنبیہ الانام رد ہے جلد اوّل طبع چہارم چاپخانہ سعادت، کرمان کے صفحہ ۷۸ سطر نمبر ۱ تا ۵ پر یوں لکھتے ہیں۔

" ما بر مذہب او از غیر آگاہ تریم و بارث علم او را از او دریافتہ ایم و وارث علم او مائیم نہ غیر ما ہر کہ خواہد اقرار کند و ہر کہ خواہد انکار نماید پس آنہا نمی توانند کہ بکتاب شیخ بر ما بحث نمایند و ہمچنیں نمی توانند کہ از رسالہ اعتقادات فارسی سید مغفور رفع اللہ شانہ بر ما بحث کنند زیرا کہ وارث علم او مائیم و با بد مذہب او را از ما آموخت "۔

یعنی ہم شیخ احمد احسائی کے مذہب سے دوسرے تمام لوگوں اور غیروں (یعنی جانشینی کے دوسرے دعویداروں) کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں اور ہم نے اس کے علم کو ورثہ میں حاصل کیا ہے اور شیخ احمد احسائی کے علم کے اصلی و حقیقی وسچے وارث ہم ہی ہیں۔ (نہ کہ جانشینی کے دوسرے دعویدار یعنی ہمارے غیر اس کے وارث نہیں ہیں، خواہ کوئی اقرار کرے یا انکار کرے پس وہ شیخ کی کتاب سے ہمارے ساتھ بحث نہیں کر سکتے اور اس طرح سیّد کاظم رشتی کے رسالہ اعتقادات فارسی سے بھی ہمارے ساتھ بحث نہیں کر سکتے کیونکہ سیّد کاظم رشتی کے علم کے وارث بھی ہم ہی ہیں اور اس (سیّد کاظم رشتی) کے مذہب کو اگر کوئی حاصل کرنا چاہے اور سیکھنا چاہے تو اس کو) ہم سے سیکھنا چاہیئے۔

اور محمد کریم خان کے فرزند اور ان کے بعد ان کے جانشین الحاج محمد خان فرزند الحاج محمد کریم خان اپنے اس رسالہ میں جو انہوں نے ملا علی کے سوالات کے جوابات میں لکھا ہے انیسویں سوال کے جواب کے آغاز میں فرماتے ہیں،

" ولکنھم استبدوا بارائھم وزعموا ان علم الشیخ عندھم، غفلۃ عن حقیقۃ الحال، ان فی زمان واحد لا یمکن تنطق اثنتین، والناطق واحد والباقون ساکتون، وان لم یکن ھذا لکان الواحد باطلاً وفی زمان" الی "کان الحق معہ وفیہ ومنہ والیہ، ولم یشرکہ احد فی امرہ" انتہیٰ،

لیکن ان (شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ کے رؤسا) نے اپنی رائے سے شیخ کی تعلیمات کو بدل دیا ہے اور انہوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ شیخ احمد احسائی کا علم ان کے پاس ہے اور وہ شیخ کے علم کے وارث ہیں۔ ان کی یہ بات حقیقتِ حال سے غفلت کی بناء پر ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک زمانے میں دو ناطق ہوں۔ ناطق تو ایک ہی ہوتا ہے۔ اور باقی ساکت ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ بات یوں نہ ہو تو ان میں سے ایک باطل ہوگا۔ اور میرے والد محمد کریم خان کے زمانے میں حق ان کے ساتھ تھا، اور ان میں تھا۔ اور ان کی طرف تھا اور ان کے امر میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں تھا"

اور یہی الحاج محمد خان مسئلہ ناطق کے جواب میں تحریر کردہ رسالہ میں لکھتے ہیں۔

" مراد این است کہ حامل علم شیخ مرحوم اعلی اللہ مقامہ یکنیست چرا کہ شیخ مرحوم یک نفر عالم بودند و یک نفر نائب، دارد وامام میفرماید کہ خداوند عالم را نمی برد مگر اینکہ نائبی برائے او میگذارد و خود او ملہم می شود کہ نائبش کیست، پس بعد از شیخ سید مرحوم اعلی اللہ مقامہ در سلسلہ نائب ایشان بود و بعد از سید مرحوم آقا اعلی اللہ مقامہ بودند و خود ایشان ہم اظہار

میفرمودند کہ یک نفر نائب دارند" الخ

"یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی مرحوم کے علم کا وارث صرف ایک ہی ہو سکتا ہے چونکہ شیخ مرحوم ایک نفر عالم تھے اور ان کا ایک ہی نائب وجانشین ہو سکتا ہے۔ اور امام (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ عالم کو اس دنیا سے نہیں اٹھاتا مگر جب تک کہ اس کا نائب وجانشین مقرر نہ کردے اور اس عالم کو خود کو بھی یہ الہام ہو جاتا ہے کہ اب اس کے بعد اس کا نائب وجانشین کون ہے پس شیخ احمد احسائی مرحوم کے بعد سیّد کاظم رشتی اس سلسلے میں ان کے نائب وجانشین تھے اور سیّد کاظم رشتی کے بعد آقا (الحاج محمد کریم خان کرمانی) ان کے نائب وجانشین ہوئے اور وہ (الحاج محمد کریم خان) بھی خود یہ اظہار فرماتے رہا کرتے تھے کہ ان کا ایک نفر (یعنی ان کا فرزند الحاج محمد خان جواب ہذا دینے والا) نائب وجانشین ہے۔

اس مقام پر شیعان پاکستان کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ وہ یہ دیکھیں کہ یہ حضرات کیا کہہ رہے ہیں۔ اور امام کی حدیث کا رخ کس طرح اپنی طرف موڑا ہے۔ (مترجم محمد حسین)

اور کتاب ارشاد العوام جس کا یہ کتاب تنبیہ الانام رد ہے کے آغاز میں مصنف کتاب یعنی الحاج محمد کریم خان کرمانی کی سوانح حیات لکھتے ہوئے سیّد عبد المجید فائقی صفحہ (د) سطر ۱۱ تا سطر آخر پر یوں تحریر کرتے ہیں۔

"درایں اوقات سیّد مرحوم اعلی اللہ مقامہ وفات فرمودہ اجازات متعدد بفارسی وعربی بآں بزرگوار دادہ بود کہ در مقام خود مذکور و نسخہ ہائے اصل آنہا کہ بخط مبارک سیّد مرحوم است در کتاب خانہ حضرت اجل اوحد سرکار آقای حاج زین العابدین ادام اللہ ایام افاضاتہ موجود است و منجملہ جواب مختصری است کہ مرحوم سیّد بیکی از اہالی کرمان کہ از تکلیف خود سوال کردہ مرقوم فرمودہ است و

در اینہا تیمناً ذکر میکنیم :-

جناب مستطاب عالم عامل فاضل کامل المسدد المؤید بتائید الملک المنان محمد کریم خاں حکم ایشاں مطاع وترجیح ایشاں متبع و راد بر ایشاں راد بر خدا ورسول وآئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم میباشد، بر کافہ ناس امر ایشاں لازم واذعان وانقیاد احکام ایشاں را متحتم الی اخر

وبعد از وفات سیّد مرحوم بعض از تلامذہ اش کہ شیفتہ حطام دنیا بودند وحب ریاستی در سر داشتند در اطراف دعاوی کردند وجمعی را بخود مشغول ساختند"

یعنی ان اوقات میں سیّد کاظم رشتی نے وفات پائی اور متعدد اجازات فارسی وعربی زبان میں ان بزرگوار یعنی محمد کریم خان کرمانی کو دیئے جن کا ذکر اپنے مقام پر مذکور ہے اور ان اجازوں کے اصل نسخے جو سیّد کاظم رشتی کے خط مبارک سے لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت اجل سرکار آقای حاج زین العابدین فرزند حاج محمد کریم خان کے کتابخانہ میں موجود ہے ان میں سے ایک مختصر جواب ہے جو مرحوم سیّد کاظم رشتی نے اہالی کرمان میں سے ایک شخص کے جواب میں جس نے اپنے فرائض کے بارے میں سوال کیا تھا۔ لکھا ہے اور ہم اس کا اس مقام پر تبرکاً ذکر کرتے ہیں جو یہ ہے۔

"جناب مستطاب عالم عامل فاضل کامل المسدد المؤید بتائید الملک المنان محمد کریم خان کا حکم واجب الطاعت ہے۔ اور اتباع میں ان کو ترجیح ہے اور جو ان کے حکم کو رد کرے۔ وہ خدا اور اس کے رسول اور آئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم کے احکام کا رد کرنے والا ہے تمام بنی نوع انسان پر ان کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنا لازم ہے۔ اور ان کے احکام کا اقرار اور ان کی اطاعت واجب ہے الی اخر

اور سید مرحوم کی وفات کے بعد سید کاظم رشتی کے بعض شاگردوں نے جو کہ مال دنیا پر فریفتہ تھے۔ اور سر میں حب ریاست کا سودا رکھتے تھے۔ (یعنی علی محمد باب کا سلسلہ اور حسن گوہر و باقر اسکوئی کا سلسلہ) نے اطراف میں سید کاظم رشتی کی جانشینی کا دعویٰ کر دیا اور اس طرح بہت سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ الخ

محترم قارئین! مذکورہ اقتباسات ہم نے خود شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کی کتابوں سے اخذ کر کے نقل کئے ہیں ان میں بھی ہمارا اپنا کوئی لفظ نہیں ہے اور ہم اس پر بھی کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے لیکن یہ اقتباسات پیش کر کے ہم جو بات اپنے قارئین کے سامنے لانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ سلسلہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان سید کاظم رشتی کے بعد سید کاظم رشتی کا جانشین الحاج محمد کریم خان کرمانی کو مانتے ہیں اور دوسرے سلسلوں کو ان کا سچا جانشین نہیں سمجھتے۔

اب مذہب شیخیہ کے تیسرے سلسلہ یعنی شیخیہ کشفیہ اسکویہ کی بات سنیئے کہ وہ خود اپنے لئے کیا کہتے ہیں۔

شیخیہ کے تیسرے سلسلہ کا دعوےٰ

کتاب شرح حیوٰۃ الارواح مصنفہ المولی المیرزا حسن الشہیر بگوہر میں الحاج میرزا عبدالرسول الاسکوئی الاحقاقی حسن گوہر کی سوانح حیات لکھتے ہوئے صفحہ اوّل پر یوں رقمطراز ہیں۔

"المولی المیرزا حسن الشہیر بگوہر .... "قرار فی النجف الاشرف علی کثیر من اساتید زمانہ و فحول عصرہ وسار مسلما عند ھم

و مجازاً منھم ثم استقل الی کربلا المشرفہ واتصل بجد منہ الشیخ الاوحد الاعظم الناموس الالٰھی الکبریائی الشیخ احمد بن زین الدین الاحسائی اعلی اللہ مقامہ فقرء علیہ مدۃ من السنین وجعل یلتقط من ثمار تحقیقاتہ ویستفید من رشحات افاداتہ وسار یترقی عندہ فی الفلسفۃ الالھیۃ والمعارف الربانیہ وفاق علی اکثر تلامیذہ علماً وعملاً حتی اجازہ باجازۃ درایۃ وروایۃ مفصلۃ تدل علی علو رتبتہ وعظم قدرہ ومنزلتہ لدیہ .... واجازہ کذالک تلمیذہ الارشد سند الاکابر والاعاظم السید کاظم الرشتی قدہ واوصی الیہ باموره من تجہیزہ والصلوٰۃ علیہ وقضاء دیونہ وھو الذی جھز السید وصلی علیہ وتفی دینہ وعاش بعدہ سبع سنوات فانتھت الیہ ریاسۃ کربلا فی التقلید والعلم والسیاسۃ الخ

یعنی المولی المیرزا حسن الشہیر بگوہر .... نے نجف اشرف میں اپنے زمانے کے اکثر علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا اور ان کے نزدیک مسلم و مجاز قرار پائے پھر کربلا میں منتقل ہو گئے۔ اور شیخ الاوحد الاعظم الناموس الالٰہی الکبریائی الشیخ احمد بن زین الدین الاحسائی کے پاس پہنچے اور کئی سال تک ان کے حلقہ درس میں شامل رہے اور ان کی علمی تحقیقات سے استفادہ کیا اور ان کے پاس رہ کر فلسفہ الہیہ اور معارف ربانیہ میں شیخ کے اکثر تلامذہ سے علم و عمل میں فوقیت لے گئے یہاں تک کہ شیخ نے ان کو روایت و درایت میں مفصل اجازہ دیا جس سے شیخ کے نزدیک مرزا حسن گوہر کے علو مرتبت اور عظمت قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔

اور اسی طرح شیخ الاوحد کے تلمیذ ارشد سند اکابر والاعاظم السید کاظم رشتی نے حسن گوہر کو اجازہ دیا اور ان کو اپنی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ پڑھانے اور اپنے دیگر امور میں اپنا وصی بنایا اور اپنے قرض کی ادائیگی کی انہیں وصیت کی اور یہ حسن گوہر ہی تھے۔ جنہوں نے سید کاظم رشتی کی تجہیز و تکفین کی ان پر نمازِ جنازہ پڑھی اور ان کا قرضہ ادا کیا اور ان کے بعد سات سال تک زندہ رہے پس سید کاظم رشتی کے بعد تقلید و علم و سیاست میں کربلا کی ریاست ان کی طرف منتہی ہوئی الخ

قارئین کرام یہ سلسلہ شیخیہ کشفیہ اسکوبیہ کی کتاب کا اقتباس ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات شیخ کے بعد سید کاظم رشتی کو اور سید کاظم رشتی کے بعد المیرزا حسن الشہیر بگوہر کو سید کاظم رشتی کا جانشین سمجھتے ہیں اس کے بعد شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ شیخ الاوحد کی اس ریاست فی العلم و تقلید و سیاستہ کو باقر اسکوئی کے پاس پہنچا کر اس طرح جاری کرتے ہیں جس طرح ہم نے اختصار کے طور پر سلسلہ ہائے شیخیہ کے شجرہ میں تحریر کیا ہے۔

یہ حضرات بھی خود کو ہی احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کا صحیح جانشین تصور کرتے ہیں اور دوسرے دونوں سلسلوں پر طعن کرتے ہیں۔ علی محمد باب کے سلسلے کے بارے میں تو ان کے بیان میں گزر چکا ہے اور محمد کریم خان کی شاخ جو کچھ دوسروں کو کہتی ہے وہ ان کے بیان میں گزر چکا ہے، اور سلسلہ شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ والے جو کچھ سلسلہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کے بارے میں کہتے ہیں وہ ذیل میں ملاحظہ کیجئے کہ

رئیس مذہب شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ الحاج علی اسکوئی اپنی کتاب عقیدۃ الشیعہ کے صفحہ نمبر ۲۷ سطر ۶ تا سطر ۹ پر یوں لکھتے ہیں:

اما الحاج کریم خان الکرمانی فانہ لیس من تلامذۃ الشیخ الاوحد ومن ذکر انہ من تلامذتہ فانہ اشتباہ صرف وقلت اطلاع

وانما ہو من تلامذہ السید کاظم الرشتی، بمعنی انہ حضر مدۃ فی بحثہ، لکن لم یحصل من اساتذۃ اجازہ لا روایۃ ولا درایۃ، والذی داولوہا من بعض الاجازات عند اولادہ وتبعتہ واظہر وہا للناس فہی مجعولۃ من ورۃ لا اصل لہا ونحن نعرف اصلہا وفرعہا ومن کتبہا وزورہا لا حاجۃ لنا بذکرہ" الخ

یعنی الحاج محمد کریم خان الکرمانی پس یقیناً وہ شیخ احمد احسائی کے شاگرد نہیں تھے اور جو یہ کہتے ہیں کہ وہ شیخ احمد کے تلامذہ میں سے تھے۔ پس یہ یقیناً اشتباہ ہے اور قلت اطلاع کا نتیجہ ہے ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ وہ سید کاظم رشتی کے شاگردوں میں سے تھے اس طور پر کہ وہ کچھ عرصہ اُن کے حلقہ درس اور مجلس بحث میں حاضر آتے رہے ہیں لیکن انہوں نے اپنے استاد کاظم رشتی سے کسی قسم کا اجازہ روایت یا درآیت حاصل نہیں کیا لیکن ان کی اولاد اور تابعین کے پاس جو اجازے موجود ہیں اور ان اجازوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو دکھاتے ہیں وہ اصلی نہیں ہیں بلکہ وہ گھڑے ہوئے ہیں اور جھوٹے ہیں جن کی کوئی اصل و حقیقت نہیں ہے اور ہمیں ان کی اصلیت و حقیقت کا اچھی طرح علم ہے کہ ان اجازوں کو کس نے لکھا ہے (اور کس نے اپنی طرف سے جھوٹ اختراع کیا ہے) ہمیں اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قارئین محترم! آپ نے دیکھ لیا کہ شیخ احمد احسائی کے بعد شیخیت کاظم رشتی تک تو متحد رہی لیکن کاظم رشتی کے بعد شیخی اسی طرح متفرق ہو گئے جس طرح مرزائی حضرات مرزا غلام احمد کے بعد حکیم نور الدین تک متحد رہنے کے بعد متفرق ہو گئے اُن میں سے بابی اور بہائی حضرات نے تو خود کو بعد میں شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی

تعلیمات سے بھی علیحدہ کر دیا۔ اور قرآن کو بھی منسوخ کر دیا۔ اور اپنی نئی کتاب البیان کے نازل ہونے کے مدعی ہو گئے۔ اور ان حضرات نے خود ہی خود کو ایک علیحدہ مذہب کے طور پر پہچوانا شروع کر دیا۔ لہذا ان کو تو شیخیت سے بھی اسی طرح خارج سمجھ لیجئے جس طرح وہ شیعت سے اور اسلام سے خود ہی اپنے کو خارج سمجھتے ہیں کاش شیخیوں کی دوسری شاخیں بھی رضاکارانہ طور پر اپنے کو خارج از اسلام سمجھ کر اپنا علیحدہ تشخص قائم کر لیں۔ تو ہمارے سر سے یہ مصیبت بھی دور ہو جائے۔ بہرحال کہنا یہ ہے کہ شیخیت کی دعویدار اب صرف یہ دو ہی شاخیں ہیں یعنی شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان اور شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ کویت اور یہ دونوں ہی سلسلے شیعوں کے لئے مصیبت بنے ہوئے ہیں اور انتہائی خطرناک ہیں کیونکہ یہ دونوں ہی خود کو اسی طرح شیعہ ظاہر کرتے ہیں جس طرح مرزائی حضرات سابق میں اپنے کو سُنی مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ اور وہ مصیبت جس کا میں بار بار ذکر کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ حضرات بے خبر شیعوں میں اپنے شیخی نظریات کو شیعہ اعتقاد کے طور پر پیش کرتے ہیں لہذا وہ الزام جو اپنے شیخی اعتقادات پر وارد ہوتا ہے شیعوں کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور ان کی مشرکانہ باتوں کو سن کر غیر شیعہ حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ شیعہ مشرک ہیں حالانکہ شیخیوں کی یہ دونوں شاخیں بھی خود ایک دوسری کو اسی طرح گمراہ اور باطل قرار دیتی ہے جس طرح لاہوری مرزائی قادیانی مرزائیوں کو گمراہ کہتے ہیں چنانچہ ہمارے ایک مقتدر شیعہ لکھتے ہیں کہ

"الشیخیہ علی فرقتین تضلل احدھما الاخری"

یعنی شیخیوں کے دو فرقے ہیں کہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو گمراہ کہتا ہے"

اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم تفصیل کے ساتھ اُن بیانات کو لکھیں جن میں خود یہ دونوں فرقے ایک دوسرے کو گمراہ کہتے ہیں لیکن اس مقام کے حسب حال صرف ایک مثال بطور نمونہ قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

رئیس مذہب شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ دوسرے سلسلہ کے پیشوا محمد کریم خان کرمانی کے عقیدہ وحدۃ ناطق کا ابطال کرتے ہوئے اپنی کتاب احقاق الحق کے صفحہ نمبر ۱۶۷ الطبعۃ الثانیہ فی مطبعۃ النعمان النجف الاشرف میں یوں لکھتے ہیں

" والمراد بھا عند من قال بھا: لزوم وجود رجل واحد ناطق غیر امام الزمان فی کل عصر واوان، یعنی یجب ان یکون فی کل عصر و زمان رجل کامل من جمیع الجھات غیر امام الزمان، عالم بکل العلوم ومتصرف فی الکون وواسطۃ بین الامام والرعیۃ فی ایصال الفیوضات الکونیۃ والشرعیۃ من الامام الی محالھا من الخلق، ومرجع لتمام المخلوقات من جمیع المراتب، ولایجوز لاحد من العلماء مع وجودہ ادعاء استقلال واجتھاد، بل یجب علیھم ان یدعوا الخلق الیہ، و یجب علی جمیع المکلفین معرفۃ ذالک، ولو ماتو ولم یعرفوہ ماتو میتۃ جاھلیۃ و میتۃ کفر و نفاق ویسمون ھذا الرجل فی کتبھم و رسائلھم باسماء عدیدہ: کالناطق، والامام، والنائب الخاص والشیخ، والسلطان، والحاکم، والامام الناطق، والوزیر، والنائب الکلی، والرب، ومؤسس الاساس ومقنن القانون، والرحمٰن والالہ، والشھید، والنذیر، والباب والرکن، والقطب وسلطان الدنیا والاخرہ، والحجۃ الکلیۃ و متنکروا ھذا الاعتقاد وموسسوہ قد ملؤا کتبھم و رسائلھم لا سیما کتاب برھان القاطع للحاج محمد خان والرسالۃ الاسحاقیہ لہ ایضاً ورسالتہ فی جواب سئوال الشیخ الجلیل الشیخ حسن المزیدی" الخ

یعنی اس (ناطق) سے ان لوگوں (یعنی محمد کریم خان اور ان کے اتباع) کی مراد

کہ جنہوں نے یہ کہا ہے یہ ہے کہ: ہر عصر اور ہر زمانہ میں امام زمانہؑ کے علاوہ ایک اور رجل ناطق کا وجود لازم وضروری ہے۔ یعنی یہ بات واجب ہے کہ ہر عصر اور ہر زمانہ میں ایک ایسی ہستی (مرد) موجود رہے جو امام زمانہؑ کے علاوہ ہو اور وہ جمیع جہات سے مردِ کامل ہو، کل علوم کا عالم ہو، امورِ تکوین یعنی خلق ورزق وغیرہ امور پر متصرف ہو، اور امام اور رعیت کے درمیان واسطہ ہو تاکہ وہ امام سے تمام امور تشریعی وامورِ تکوینی کے فیوضات حاصل کرے۔ اور ان کو تمام مخلوقات کے پاس پہنچائے، اور وہ جمیع مراتب میں تمام مخلوقات کا مرجع ہو اور علماء میں سے کسی ایک کے لئے بھی یہ بات جائز نہیں ہے کہ اس کی موجودگی میں استقلال واجتہاد کا دعویٰ کرے بلکہ ان کے اوپر صرف یہ بات واجب ہے کہ وہ تمام مخلوق کو اس مردِ کامل کی طرف دعوت دیں اور تمام مکلفین پر اس مردِ کامل کی معرفت واجب ہے اور اگر کوئی شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ اس مردِ کامل اور واحد ناطق کی معرفت نہ رکھتا ہو اور اس نے اس کو اپنی زندگی میں پہچانا نہ ہو، اور اس مردِ کامل کی معرفت حاصل نہ کی ہو تو ایسا مرنے والا جاہلیت کی موت مرے گا۔ یعنی کفر ونفاق کی موت مرے گا۔ اور انہوں نے اس مردِ کامل اور واحد ناطق کو اپنی کتابوں اور اپنے رسالوں میں بہت سے ناموں کے ساتھ موسوم کیا ہے مثلاً وہ اس کو ناطق وامام، ونائب الخاص، وشیخ، وسلطان، وحاکم، وامام ناطق ووزیر ونائب الکلی، ورب، وموسس الاساس، ومقنن القانون، ورحمٰن، والٰہ، وشہید، ونذیر، وباب، ورکن، وقطب، وسلطان الدنیا والآخرہ، والحجۃ الکلیہ، وغیرہ وغیرہ القابات کے ساتھ ملقب کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اس اعتقاد کی نشر واشاعت کی ہے اور انہوں نے ہی اس کی

بنیاد ڈالی ہے اور ان کی کتابیں اور رسالے ان اعتقادات سے بھرے پڑے ہیں خصوصاً الحاج محمد خاں کی کتاب برھان القاطع اور انہیں کا رسالہ اسحاقیہ بھی اور ان کا وہ رسالہ جو انہوں نے الشیخ الجلیل الشیخ الحسن المزیدی کے سوالات کے جواب میں لکھا ہے۔ الخ

اس کے بعد سلسلہ شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کے اعتقادات کو الاعتقاد الفاسد والمذھب الکاسد یعنی فاسد اعتقاد اور کھوٹا مذہب لکھنے کے بعد الفصل الاوّل کا آغاز یوں کرتے ہیں۔

"یجب علینا ان ننقل مقدارا من کلمات الحاج محمد کریم خان وولدہ الحاج محمد خان من کتبھما ورسائلھما حتیٰ نثبت معتقدھم ولسد طریق الاعتراض والانکار من تابعیھما ومریدیھما" الخ

یعنی ہم پر یہ بات واجب ہے کہ ہم الحاج محمد کریم خان اور ان کے فرزند الحاج محمد خان کی کتابوں اور رسالوں سے ان کے بیانات کی کچھ مقدار اس مقام پر نقل کریں، تاکہ ہم ان کے اعتقادات کو ثابت کریں، اور ان کے تابعین اور مریدوں کی طرف سے اعتراض والکار کے راستوں کو بند کر دیں۔

قارئین محترم! جو کچھ لکھا گیا ہے یہ سلسلہ شیخیہ کشفیہ اسکوئیہ کے رئیس مرزا موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق کا وہ اقتباس ہے جو انہوں نے الحاج محمد کریم خان اور الحاج محمد خان یعنی رؤسائے شیخیہ رکنیہ کریم خانیہ کرمان کے بارے میں تحریر کیا ہے کیا اس سے زیادہ بھی کوئی شخص کسی کی گمراہی کو ثابت کرنے کے لئے کچھ لکھ سکتا ہے؟ کیا خیال ہے آپ کا؟ کیا موسیٰ اسکوئی نے محمد کریم خان کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمارے علماء کے اس عندیہ کی تصدیق نہیں ہوتی کہ شیخیوں کے دو فرقے ہیں کہ جن میں سے ہر ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہے؟

علاوہ ازیں اس مقام پر یہ بات بھی دریافت طلب ہے کہ تمام مسلمان یعنی منکرِ ختمِ نبوت پر مرزا غلام احمد اور ان کے تابعین کو کافر قرار دینے والے ان لوگوں کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں، جو بقول موسیٰ اسکوئی خود کو اللہ، رب، رحمٰن وغیرہ کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس عبارت میں یہ جملے بھی خاص طور پر قابلِ غور ہیں کہ وہ مردِ کامل یا واحد ناطق، امورِ تکوین یعنی خلق و رزق و امات و احیاء وغیرہ پر متصرف ہو اور امام و رعیت کے درمیان واسطہ ہو تاکہ امام سے تمام امورِ تکوینی و امورِ تشریعی کے فیوضات حاصل کرے اور ان کو تمام مخلوقات کے پاس پہنچائے۔

قارئین محترم کیا اس اعتقاد کا یہ لازمہ نہیں ہے کہ خود خالق و رازق بننے سے پہلے آئمۂ اطہار کو خالق و رازق بنایا جائے اور یہی بات ان مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے جو شیخیوں نے شیعوں کے سر تھوپی ہوئی ہے اور شیعوں کی بدنامی کا سبب بنی ہوئی ہے یعنی خود کو خالق و رازق بنانے کیلئے بطور مقدمات کے پہلے آئمۂ اطہار کیلئے انکا خالق و رازق ہونا بطور فضیلت کے ایجاد کیا اور پھر اسکو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لائے اور اس طرح خود کو خالق و رازق بنانے کے لئے شیعوں میں فضیلت کے نام پر محمد و آلِ محمد کے خالق و رازق ہونے کے عقیدہ کی تشہیر کی جس کی بحث زیرِ نظر کتاب میں قارئین خود ملاحظہ فرمائیں گے۔

تلبیسِ عظیم و تدلیسِ جریم

قارئین محترم! ذرا غور کیجیئے کہ شیعانِ پاکستان کے لئے کتنی عظیم بدبختی کی بات ہے یہ کہ سابقہ ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں شیخی عقائد شیعہ عقائد کے نام سے خفیہ راستہ سے سمگل ہو کر درآمد ہوتے رہے اور سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں پر ان شیخی عقائد کو شیعہ عقائد بتلا کر ذہن نشین کرایا جاتا رہا اور کسی نے بھی آج تک یہ نہیں بتلایا کہ شیخی عقائد

کیا ہیں اور ان کے مقابلے میں شیعہ عقائد کیا ہیں۔

قارئین محترم! کوئی مسلمان کسی کافر سے کھلم کھلا کافر سے، اور ظاہر بظاہر کافر سے دھوکا نہیں کھا سکتا۔ لیکن اگر کوئی کافر مسلمان کے لباس میں مسلمان کے پاس آئے اور کسی بے خبر و کم علم مسلمان پر پہلے اپنا اعتماد جمالے پھر اپنے مسلمان ہونے کو اس کے ذہن میں راسخ کرے پھر اپنے کو قرآن کے علوم باطن کا عالم بتلائے تو پھر وہ اپنے کافرانہ نظریات کو جس طرح سے چاہے۔ قرآن کی آیات کو توڑ موڑ کر بیان کرتا چلا جائے اور عوام کے ذہنوں میں بٹھاتا چلا جائے عوام کا اس کے دامِ تذویر میں پھنس جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہو گی کیونکہ سادہ لوح اور بے خبر مسلمان کا اس مسلمان کے لباس میں آئے ہوئے کافر سے دھوکا کھا جانے کا قوی امکان ہے لیکن اگر کوئی کھلم کھلا طور پر کافر ہو تو اُس سے کسی جاہل سے جاہل مسلمان کے دھوکا کھانے کا بھی کم ہی امکان ہے۔

اب یہ بات سمجھ لینے کے بعد غور کیجیئے اس تلبیس عظیم پر اور اس تدلیس جریم پر کہ شیخی حضرات خود کو شیعہ ہی کہتے ہیں اور اپنے عقائد کو شیعہ عقائد کے نام پر ہی پیش کرتے ہیں اور شیخ احمد احسائی سے لے کر آج تک تمام شیخی حضرات تمام علماء شیعہ و مجتہدین عظام کو مقصرین اور دہابی کے خطاب اور لقب سے نوازتے رہے ہیں، کتنا مقامِ افسوس ہے یہ اور دھوکہ کھانے کی کتنی انتہا ہے یہ کہ شیعان پاکستان میں سے بھی بعض نے جہاں سمگل ہو کر درآمد شدہ ان شیخی عقائد کو شیعہ عقائد بتلا کر پیش کیا وہاں شیخیوں کی طرف سے علماء شیعہ و مجتہدین عظام کو دیئے ہوئے خطاب اور لقب یعنی "مقصرین" اور "دہابی" کو بھی ان حقیقی شیعوں کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جو شیخی عقائد سے باخبر ہونے کی وجہ سے اُن عقائد سے بیزار ہیں۔

I am Sorry !!!!!

وہابی و مقصر اور شیخی کی بحث

اور

شیعان پاکستان میں اختلاف عقائد کا بحران

قارئین محترم! ہم پاکستان کے علماء شیعہ میں سے نہ تو کسی کو وہابی و مقصر سمجھتے ہیں کیونکہ ہم از روئے تحقیق کے خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیخی حضرات ہمیشہ سے ہی حقیقی علماء شیعہ سے اپنے کو محفوظ کرنے کے لئے سادہ لوح شیعہ عوام میں ان کو وہابی اور مقصر کے نام سے مشہور کرتے آئے ہیں اور نہ ہی ہم پاکستانی شیعوں میں سے کسی کو شیخی سمجھتے ہیں۔ سوائے ان کے جنہوں نے واضح طور پر شیخ احمد احسائی کے ساتھ اپنی وابستگی کا اعلان کر دیا ہوا ہے یا ان چند گنے چنے چھپے ہوئے حضرات کے جن میں ظاہر ہونے کی جرأت ابھی تک نہیں ہوئی۔ باقی رہ گئے وہ مومنین جو ان شیخیوں کے اغوا کی وجہ سے بعض شیخی عقائد کو لاشعوری طور پر اور بے خبری میں اپنائے ہوئے ہیں وہ اس تلبیس عظیم و تدلیس جسیم کا نتیجہ ہے کہ ان سادہ لوح شیعہ عوام نے ان شیخی مبلغین کو شیعہ مبلغ سمجھ لیا ہے اور ان کے بیان کردہ عقائد کو شیعہ عقائد سمجھنے لگ گئے ہیں لہٰذا اُن سے یہ امید کی جاتی ہے کہ جب اُن کو یہ پتہ چلے گا۔ کہ یہ عقائد شیعہ عقائد نہیں ہیں بلکہ یہ شیخی عقائد ہیں تو وہ ان کو ترک کر دیں گے۔

شیعوں پر شرک کا الزام

چونکہ شیخی حضرات اپنے مشرکانہ اور کافرانہ عقائد کو شیعہ عقائد کہہ کر بیان کرتے ہیں اس لئے اس سے پاکستان میں شیعیت بدنام ہو کر رہ گئی ہے اور اس سے غیروں نے حقیقی شیعوں کو بھی مشرک سمجھ لیا ہے۔ وہ شیعہ جن کی توحید قرآن کریم کی توحید ہے، وہ شیعہ جن کی توحید نہج البلاغہ کی توحید ہے اور وہ شیعہ جن کی توحید سید سجادؑ کی صحیفہ کاملہ کی توحید ہے اور وہ شیعہ جن کی توحید ایسی خالص توحید ہے کہ جن کے عقیدہ توحید کے مقابلہ میں کسی کی بھی پیش کردہ توحید پیش نہیں کی جا سکتی۔ ان شیعوں کو مشرک سمجھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ پاکستان میں شیخی مبلغ شیعہ مبلغ بن کر سامنے آنے لگے۔ اور دوسروں نے بھی اور خود شیعوں نے بھی اُن شیخی مبلغین کو شیعہ مبلغ سمجھ لیا۔ اور سادہ لوح شیعہ عوام ان کی لچھے دار باتوں کے دام تدبیر میں پھنسنے لگے۔ اُن شیخی مبلغین نے بھی یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ باتیں جو وہ بیان کر رہے ہیں شیعوں کو پہلی نظر میں شرک معلوم ہوں گی۔ لہٰذا انہوں نے اپنے بیان کو عجیب انداز میں ڈھالا۔ اور اس خالص شرک کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت کے لباس میں ملبوس کیا اور یہ تمہید کرتے ہوئے کہ چونکہ ان کی فضیلت کی حقیقت تک رسائی ہو ہی نہیں سکتی لہٰذا جو کچھ بھی کہو کم ہے اس طرح خالص شرک کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت بنا کر سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں میں بٹھاتے چلے گئے اور محض یہ کہہ کر کہ ایسا کہنا شرک نہیں دھوکا دیا، گویا اس طرح سے انہوں نے اصل شرک کو توحید بنا دیا، شیخیوں کے اس اسلوب بیان سے کتنوں نے دھوکا کھایا، یہ داستان انتہائی افسوسناک ہے۔ لیکن بہر حال صریح شرک کو مخصوص اسلوب بیان کے ذریعہ صرف یہ کہہ کر کہ ایسا کہنا شرک نہیں ہے۔ شرک کو توحید نہیں بنا سکتا۔

شیعانِ پاکستان میں اختلافِ عقائد کا صحیح حل!

ہمارا مقصد کسی کو مطعون کرنا نہیں ہے، نہ ہی ہم کسی کو بدنام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، کیونکہ ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف اور صرف اصلاح ہے قوم کی اصلاح یعنی ملت شیعہ پاکستان کی اصلاح،

آج تک دردمندانِ قوم کی طرف سے ان اختلافاتِ عقائد کے کئی حل پیش کئے جا چکے ہیں، مگر آج تک اختلافِ عقائد کا یہ اونٹ کسی کروٹ نہیں بیٹھا لہٰذا آج ہم اپنی اس تحریر کے ذریعہ ایک بے خطا حل پیش کرتے ہیں اور تمام ملتِ شیعہ پاکستان کو ہی نہیں، بلکہ تمام مسلمانانِ پاکستان کو اس بات کا ضامن قرار دیتے ہیں کہ اگر ہمارے پیش کردہ اس حل پر عمل کر لیا جائے تو شیعانِ پاکستان کے تمام عقائد کا اختلاف ختم ہو جائے گا۔ اور وہ حل یہ ہے، کہ تمام دینی اور وعظ و تقریر کے مدارس میں جہاں دہریت کے مقابلے میں اسلامی عقائد کی حقانیت ثابت کی جاتی ہے جہاں مارکسزم و لینن ازم و کمیونزم و نصرانیت و یہودیت و ثنویت اور دیگر ادیانِ باطلہ کے عقائد باطلہ کا باطل ہونا اور اس کے مقابلے میں اسلامی عقائدِ حقہ کی حقانیت ثابت کی جاتی ہے وہاں اب مستقل طور پر تمام دینی مدارس میں عقائدِ شیخیہ کا ابطال اور عقائدِ حقہ کی حقانیت کو ثابت کرنا بھی داخلِ نصاب کر دیا جائے، اور اس مقصد کے لئے ایران و عراق میں شیعہ علمائے کرام و مجتہدین عظام و متکلمین ذوی الاحترام نے شیخیت کی ابطال میں جو ردود لکھے ہیں، وہ طلبہ کو پڑھائے جائیں اور مبلغین کو سکھائے جائیں اور ممبروں پر بیان کئے جائیں اور عوام کو سمجھائے جائیں، لہٰذا ہم بذریعہ ہذا تمام شیعہ جماعتوں کے سربراہوں اور کارکنوں مثل شیعہ پولیٹیکل پارٹی، و شیعہ کانفرنس، و ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ و شیعہ

مطالبات کمیٹی، و شیعہ انقلابی متحدہ محاذ اور تمام شیعہ علماء کی تنظیموں مثل مؤتمر علماء شیعہ پاکستان اور مجلس علماء شیعہ پاکستان اور تمام دینی مدارس کے سرپرستوں مثل مدرسہ محمدیہ سرگودھا و مدرسہ مخزن العلوم خوشاب و مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان، و مدرسہ باب العلوم ملتان و مدرسہ امامیہ لاہور و جامع المنتظر لاہور و مشارع العلوم سندھ و مدرسۃ الواعظین لاہور و مدرسۃ الواعظین کراچی وغیرہ وغیرہ سے یہ اپیل کرتے ہیں، کہ اگر واقعاً آپ عقائد کے اختلاف کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ جاننا چاہتے ہیں کہ صحیح شیعہ عقائد کیا ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ شیعانِ پاکستان صحیح شیعہ عقائد کو جانیں تو اپنے اپنے مدارس میں اور اپنے اپنے حلقہ وعظ و درس میں شیخیت کی رد میں لکھی گئیں علماء ایران و عراق کی کتابوں کو داخل نصاب کرانے کی کوشش کریں، اس سلسلے میں ہمیں کسی خاص عالم کی نشاندہی کرانی مطلوب نہیں ہے بلکہ جس بھی شیعہ عالم اور شیعہ مجتہد کی کتابیں وہ پڑھانا پسند کریں بشرطیکہ وہ ہوں ردِّ شیخیت کے موضوع پر اگر اُن کو داخلِ نصاب کرا کے دینی مدارس میں ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے تو انشاء اللہ وہ دیکھیں گے کہ پاکستان میں نہ کوئی شیخی بچے گا اور نہ ہی شیعہ علمائے حقہ کو کوئی وہابی اور مقصر کہنے والا باقی رہے گا،

ریفریشر کورس کی ضرورت

قابلِ مبارک باد ہیں قبلہ حضرت ادیب اعظم صاحب جنہوں نے یہ اقبال کر کے انتہائی جرأت کا ثبوت دیا ہے کہ انہیں آج تک یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ شیخیت بھی کوئی شے ہے اور یہ کہ ہمارے شیعہ علماء و مجتہدین کرام نے عراق و ایران میں شیخ احمد احسائی اور اس کے تابعین کی تکفیر کی ہے،

لہٰذا اگر مقامِ فخر نہیں، تو لائق شکر ضرور سمجھتا ہوں میں، اس بات کو اپنے لئے، کہ میری

جدوجہد رنگ لائی اور شیعان پاکستان کو شیخیت کے وجود کی کچھ نہ کچھ خبر تو ہوئی۔

لیکن اے قارئین محترم! ذرا انصاف فرمائیے کہ جب سینکڑوں کتابوں کے مترجم اور سینکڑوں کتابوں کے مؤلف و مصنف قبلہ حضرت ادیب اعظم جیسے شخص کو علم نہ ہو اس بات کا کہ شیخیت کیا ہے، تو دوسرے بے خبر سادہ لوح شیعہ عوام کا کیا حال ہوگا۔ اور جب ان کو شیخیت کا ہی علم نہیں ہے، تو اُن کو شیخی عقائد کا ہی کیا علم ہوگا۔ دراصل اس میں ان کا کچھ قصور نہیں ہے، کیونکہ شیخیت ہند و پاکستان میں چور دروازے سے داخل ہوئی ہے اگرچہ ہمیں معلوم ہے اور ہم نے پاکستان میں شیخیت کے موضوع پر پوری تحقیق کی ہے اور خوب اچھی طرح ریسرچ کی ہے کہ یہاں پر کس طرح پھیلا اور کس کس نے پھیلائی، لیکن چونکہ ہم اصلاح کے طلبگار ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہ حضرات بھی جو آج تک شیخی عقائد کی نشر و اشاعت کرتے رہے ہیں اپنے سابقہ کردار کے لئے توبہ کرلیں۔ اور آئندہ ہمارے ساتھ شیخی عقائد کے بطلان میں ہمارے دوش بدوش شریک ہو جائیں اور قوم میں ان کی عزت بندھی کی بندھی رہ جائے۔ اور بات ڈھکی کی ڈھکی رہ جائے لہٰذا ہم یہاں ان حضرات کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے جنہوں نے شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر یعنی شیخی عقائد کی نشر و اشاعت میں حصہ لیا ہے۔ البتہ جو بات گفتنی ہے وہ یہ ہے کہ جب قبلہ حضرت ادیب اعظم جیسے شخص کو شیخی عقائد کا علم نہیں ہے تو دوسروں کو ہی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ تمام مدارس میں شیخیت کی ردّ پر لکھی گئی کتابوں کو داخل نصاب کرنے سے پہلے اُن علماء کا ایک ریفریشر کورس کرایا جائے۔ جنہوں نے یہ کتابیں پڑھانی ہیں اور پہلے اُن پڑھانے والوں کو اس علم میں پختہ کیا جائے۔ خیر سے کراچی اور لاہور میں دو تبلیغی مدارس ہیں ایک مدرسۃ الواعظین کراچی اور دوسرے مظفر المدارس لاہور۔ کراچی کے مدرسہ کے پرنسپل صاحب قبلہ حضرت ادیب اعظم صاحب ہیں جنہوں نے از خود شیخیت سے بے خبری کا اقبال کرلیا ہے لہٰذا پہلے ان دونوں مدرسوں کے پرنسپل حضرات اور معلمین کا ایک ریفریشر کورس کرایا جائے جس میں انہیں بتلایا جائے کہ شیخی عقائد کیا ہیں اور انکے مقابلے میں صحیح شیعہ عقائد کیا ہیں کیونکہ اس کے بغیر وہ شیخی عقائد کا ردّ پڑھانے کے قابل نہیں ہو سکیں گے لیکن چونکہ پاکستان میں اس قسم کے ریفریشر کورس کے لئے کوئی مدرسہ نہیں۔

ہے اور اس پر عمل درآمد کا بہت کم امکان ہے لہٰذا دوسری امکانی صورت یہ ہے کہ تمام شیعہ جماعتوں کا ایک بورڈ بنایا جائے جس میں علماء بھی شریک ہوں اور ایران و عراق میں، لکھی گئیں شیعہ علماء و مجتہدین کی کتابوں میں سے اچھی سے اچھی نصابی کتابوں کا انتخاب کیا جائے اور اس کے بعد اُن کتابوں کو پہلے وہ پڑھانے والے خود پڑھیں اور پھر دوسروں کو پڑھائیں۔

شیعہ مطالبہ دینیات اور شیعہ قومی جماعتیں!

تمام شیعان پاکستان حکومت سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ تمام مدارس میں شیعہ بچوں کو شیعہ دینیات پڑھائی جائے۔ یقیناً شیعوں کا یہ مطالبہ حق بجانب ہے، اور اس سلسلے میں تمام شیعہ جماعتیں، جو بھی جدوجہد کریں ہم ان کی اس سلسلے میں تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن میں تمام شیعہ قومی جماعتوں کے سربراہوں اور سرگرم کارکنوں بالخصوص جناب مظفر علی خان قزلباش بالقابہ صدر شیعہ کانفرنس، و جناب اختر حسین صاحب شائق انبالوی و جناب مظفر علی صاحب شمسی اور جناب سیّد جمیل حسین صاحب رضوی صدر شیعہ مطالبات کمیٹی و جناب نواب افتخار حسین صاحب کراچی و جناب سیّد مشتاق حسین صاحب نقوی و جناب و سیّد غضنفر حسین شاہ صاحب آف جہانیاں شاہ اور جناب سیّد اظہر حسین صاحب زیدی صدر ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ و جناب سیّد ناظر حسین صاحب گردیزی صدر شیعہ انقلابی متحدہ محاذ و جناب ظفر عباس صاحب ہاشمی انقلابی محاذ لاہور اور دیگر تمام قومی زعما سے یہ التماس کروں گا کہ ذرا اپنے گھر کی تو خبر لیں۔ آخر وہ کام جو آپ خود کر سکتے ہیں، وہ آپ خود کیوں نہیں کرتے؟ آپ کے گھر میں آپ خود جو کچھ پڑھا رہے ہیں وہ خود اپنے مقام پر اصل شیعت ہے بھی یا نہیں؟ کہیں آپ کے خود اپنے گھروں میں شیخیت تو ڈیرے جمائے ہوئے نہیں ہے؟ ہیں! اپنی اس تحریر کے ذریعے

تمام شیعہ قومی جماعتوں کے سربراہوں سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جب تک وہ خود اپنے دینی اداروں میں اور تمام تبلیغی مدرسوں میں ردِّ شیخیت کا نصاب جاری نہیں کرواتے اس وقت تک حکومت سے شیعہ دینیات کے پڑھوانے کا مطالبہ مضحکہ خیز سی بات ہوگی۔ اس طور پر کہ خود تو اپنے اداروں میں شیعہ بچوں کو شیخی بناتے رہیں اور حکومت سے یہ کہیں کہ شیعہ بچوں کو شیعہ دینیات پڑھائی جائے۔

ہم نے شیخیت پر اور شیخی عقائد پر مکمل ریسرچ اور تحقیق کی ہے اگر اس سلسلے میں ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو ہم مفت فی سبیل اللہ سرانجام دینے کے لئے تیار ہیں ہم نے شیعہ علماء کرام و مجتہدین عظام کی ردِّ شیخیت پر لکھی ہوئی کتابوں کی ایک مختصر فہرست اپنی دعنیہ (مطبوعہ) کتاب آئینہ شیخیت میں پیش کر دی ہے۔ یہ کتاب تو طبع ہونے کے بعد ہی عوام کے ہاتھوں میں پہنچے گی۔ لیکن اگر شیعہ جماعتیں دینی مدارس میں بطور نصاب پڑھانے کے لئے شیخی عقائد کے ردّ و ابطال پر لکھی گئی عمدہ سے عمدہ کتابوں کے انتخاب کے لئے ہماری خدمات کی ضرورت محسوس کرے تو ہم ہر وقت ان کی رہنمائی کے لئے تیار ہیں۔

تاسیس ادارہ انتشارات حقائق شیعہ چنیوٹ

ہمارے سب سے پہلے مضمون بعنوان، ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار، شیخیوں سے رشتیوں سے ہوشیار، کا شائع ہونا تھا کہ طول و عرض پاکستان میں ایک ہیجان برپا ہو گیا۔ اور تجسس و تحقیق و تفتیش کی ایک لہر اٹھ کھڑی ہوئی اور خود کراچی کا شیخی مبلغ اتنا بوکھلایا کہ اس کو کچھ سجھائی نہ دیا۔ اور بوکھلاہٹ میں ہمارے خلاف کراچی کی عدالت میں بے بنیاد دعویٰ کر دیا۔ مگر ہم وہاں بھی پہنچتے رہے اور خود اس نے ہی راہِ فرار اختیار کیا اور وہ کیس بحمداللہ خارج ہو گیا۔ اس دعوے سے اُس کا مقصد یہ تھا تاکہ شیعان پاکستان کو اس

طرح سے اندھیرے میں رکھ سکے۔ جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اور جو بات خلوص دل کے ساتھ ہم نے قوم کے سامنے پیش کی تھی۔ وہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی رہی حتیٰ کہ پاکستان کی آبادی کی بیشتر آبادی کو اس فتنہ شیخیت سے کچھ نہ کچھ آگاہی ہو گئی لیکن اس مضمون کے بعد اس دو سال کے عرصہ میں ہم نے کئی مضامین اور کئی کتابیں لکھیں اور بہت کوشش کی کہ یہ شائع ہو کر شیعہ عوام کے ہاتھوں میں پہنچیں مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ہم نے جتنی کتابیں اور جتنے مضامین بھی جس کسی کے پاس بھیجے نہ انہوں نے وہ کتاب واپس کی اور نہ ہی شائع کی میں نہیں چاہتا کہ میں یہ بیان کروں کہ میں نے اپنی کتابیں کس کس کے پاس بھیجیں اور انہوں نے کیوں شائع نہیں کیں اور کون کون سی کتابیں کس کس کے پاس بذاتِ خود لے کر گیا اور انہوں نے کیا جواب دیا۔ لیکن اس صورتِ حال نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ میں خود چنیوٹ میں ایک ایسا ادارہ قائم کروں جو شیعہ علماء و مجتہدین ایران و عراق کی ردِّ شیخیت پر لکھی گئی کتابوں کا ترجمہ کر کے قوم کے سامنے پیش کرے اور شیخی عقائد کے ردّ و ابطال میں کتابیں شائع کرے بحمداللہ اس سلسلے کی پہلی پیش کش تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام ترجمہ کر کے ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے اور کئی کتابیں ترجمہ و تالیف و تصنیف کردہ پڑی ہیں جوں جوں ہم تائید ایزدی اس پر موفق ہوتے گئے اور استطاعت بڑھی یہ کتابیں بھی شائع کر کے عوام کے ہاتھوں میں پہنچا دی جائیں گی لہٰذا تمام اہلِ ثروت مومنین سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں اور اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر مومنین میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کریں اور ردِّ شیخیت پر لکھی گئیں دوسری کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں ہماری امداد فرما دیں۔

اس التماس کے ساتھ اب ہم مولفِ علام کتاب تنبیہ الانام آیۃ اللہ شہرستانی کی سوانح حیات اپنے قارئین کے سامنے پیش کر کے اس گفتارِ مترجم کو ختم کرتے ہیں۔

تاکہ ہمارے قارئین کو یہ معلوم ہو جائے
کہ مؤلف علام حجۃ الاسلام آیت اللہ آقائے
السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی
کس پایہ کے عالم تھے۔

مختصر سوانح آیت اللہ العظمیٰ آقائے میرزا

سید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی

آیۃ اللہ العظمیٰ حجۃ الاسلام آقائے سید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی ہمارے ان جلیل القدر علمائے اعلم اور مراجع تقلید میں سے ایک ہیں کہ جنہوں نے عنفوانِ شباب تک پہنچنے سے پہلے پہلے اجتہاد کی منازل کو طے کر لیا تھا مثل مجدد مذہب امامیہ علی رأس المائۃ السابعہ آیۃ اللہ العلامہ علی الاطلاق حسن ابن یوسف بن مطہر الحلی المعروف بہ علامہ حلی کے، چنانچہ جس وقت آیۃ اللہ آقائے شہرستانی مذکور سن رشد اور حد بلوغ کو پہنچے تو اس وقت بڑے بڑے جلیل القدر علمائے اعلام اور مجتہدین عظام سے اجازہ اجتہاد رکھتے تھے، مثل عالم کامل قدوۃ ارباب تحقیق و زبدۃ ارباب التدقیق آقائے حاج آیۃ اللہ میرزا حسین اردکانی سے اور خاتم الفقہاء والمجتہدین المنتہی الیہ ریاسۃ الامامیہ الحاج شیخ مرتضیٰ ابن المرحوم السعید المولی محمد امین الانصاری سے اور السید الزاہد التقی السید محمد مہدی القزوینی سے اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے شیخ محمد باقر اصفہانی سے اور دیگر بہت سے علمائے اعلام کے علاوہ خود اپنے والد گرامی آیۃ اللہ العظمیٰ حجۃ الاسلام آقائے میرزا محمد علی الشہرستانی سے اجازہ اجتہاد رکھتے تھے۔ اور میرزا محمد علی وہی بزرگوار ہیں کہ جن کے والد سے شیخ احمد احسائی نے بھی اجازہ روایت حاصل کیا تھا مگر جس وقت شیخ احمد احسائی کی تالیفات منتشر ہوئیں تو آیۃ اللہ مذکور یعنی آقائے میرزا محمد علی الشہرستانی بھی دیگر علمائے اعلام کے ساتھ شیخ احمد احسائی پر طعن و تشنیع کرنے والوں میں شامل تھے۔

بہرحال آیۃ اللہ آقائے میرزا السید محمد حسین الحسینی المرعشی الشہرستانی ہمارے ان

علمائے اعلام میں سے ایک ہیں کہ جنہوں نے بچپنے کی عمر میں ہی درجہ اجتہاد کو پا لیا تھا چنانچہ ابھی صرف تیرہ سال کے ہی تھے کہ صاحب تصانیف و تالیفات بن چکے تھے اور جیسا کہ آپ کے سن ولادت اور اس کتاب کے سن تالیف کو دیکھ کر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ خود یہ بلند پایہ کتاب آپ نے انیس (۱۹) سال کی عمر میں تالیف فرمائی تھی۔

آقائے شہرستانی شب پنجشنبہ پندرہ شوال ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات تین شوال ۱۳۱۵ھ ہجری میں ۵۹ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ کا سن پیدائش اور سن وفات اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ نے سید کاظم رشتی کی عمر کا آخری دور دیکھا ہے اور آپ محمد کریم خان کرمانی کے ہم عصر تھے یہی وجہ ہے کہ شیخ احمد احسائی سید کاظم رشتی اور محمد کریم خان کرمانی کی رد میں ہمارے جن علمائے اعلام نے کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں آقائے موصوف نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ آقائے ممدوح نے ہر فن میں قلم اٹھایا ہے اور ہر موضوع پر کتابیں لکھی ہیں چنانچہ اب اس وقت بھی ان کے پوتے آقائے علامہ السید عبد الرضا المرعشی الشہرستانی کے مکتبہ میں تقریباً ڈیڑھ سو خطی و قلمی کتابیں علوم متداولہ و غریبہ میں تحریر شدہ موجود ہیں ہم آقائے ممدوح یعنی السید عبد الرضا المرعشی الشہرستانی نزیل کربلاء المشرفہ کے انتہائی ممنون اور بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے ازراہِ لطف و عنایت ہمیں اپنے مکتبہ میں سے آقائے آیۃ اللہ السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی کی کتاب تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام کا قلمی نسخہ ترجمہ کرنے کے لئے عنایت فرمایا۔ یہ قلمی نسخہ آقائے علامہ السید عبد الرضا المرعشی الشہرستانی کی محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہے جس کو انہوں نے اصل قلمی نسخہ سے جو ۱۲۷۵ھ کا لکھا ہوا تھا۔ ۱۳۶۴ھ میں استنساخ کیا ہے اور اس قلمی نسخہ کو ترجمہ کر کے شائع کرنے کے لئے ہمیں عنایت فرمایا ہم ان احباب کے بھی اس سلسلے میں بہت بہت ممنون و مشکور ہیں کہ جنہوں نے آقائے ممدوح کے پاس نجف اشرف سے کربلائے معلیٰ جا کر یہ قلمی نسخہ حاصل کر کے ہمیں بھیجا ہے بہرحال آقائے آیۃ اللہ

العظمیٰ السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی صاحب تصانیف عدیدہ ہیں جن میں سے اکثر قلمی و خطی حالت میں کربلائے معلیٰ میں ان کے پوتے کے مکتبہ میں موجود ہیں اُن میں سے بہت سی کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں لیکن ان کی فہرست دینے کی اس مختصر سوانح حیات میں گنجائش نہیں ہے۔ کربلائے معلیٰ کے مکتبہ کے علاوہ نجف اشرف کے مکتبات میں بھی آقائے شہرستانی کی بہت سی کتابیں قلمی اور خطی حالت میں موجود ہیں جن سے طلبائے علوم دینی فیض یاب ہوتے رہتے ہیں چنانچہ آقائے محمد علی تبریزی نے اپنی کتاب ریحانۃ الادب میں آقائے موصوف کی ۳۳ کتابوں کا نام بنام تذکرہ کیا ہے منجملہ اُن کے چار کتابیں خالصتاً مذہب شیخیہ کی رد میں آقائے موصوف نے تحریر کی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ اوّل کتاب مراصد فی رد شرح فوائد شیخ احمد احسائی۔ یہ کتاب شیخ احمد احسائی کی کتاب شرح قواعد کی رد میں لکھی گئی ہے۔ شیخ احمد احسائی نے پہلے فوائد فی الحکمۃ تحریر کی تھی جس میں فلسفہ یونان بیان کیا گیا تھا۔ چونکہ یہ کتاب بہت مشکل تھی۔ اور فلسفیانہ پیچ در پیچ اصطلاحوں سے بھری ہوئی تھی۔ لہٰذا پھر شیخ احمد احسائی نے ہی اس کی شرح بھی خود ہی لکھی۔ یہ شرح فوائد مذہب شیخیہ کی جان اور ان کے مذہب کی اصل اساس تھی لہٰذا آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے شہرستانی نے اس مذہب کی اصل جڑ کو جا کر پکڑا اور ان کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

دوم:- کتاب تریاق فاروق۔ در فرق بین الشیعہ والشیخیہ۔ اس کتاب میں مصنف علام نے شیعوں اور شیخیوں میں فرق کو تشریح کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور تقریباً ۴۴ فرق ایسے گنوائے ہیں جن میں شیعہ اور شیخی ایک دوسرے سے بالکل مخالف ہیں۔

سوم یہی کتاب یعنی تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام جو کہ ترجمہ ہو کر قارئین کرام کے مطالعہ کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔ موصوف کی یہ تمام کتابیں تا حال کربلا و نجف کے مکتبوں میں قلمی اور خطی حالت میں موجود ہیں اور ان میں سے صرف ایک کتاب تریاق فاروق شائع و طبع ہو چکی ہے۔ اور دوسری کتاب تنبیہ الانام کا ترجمہ ہدیۂ قارئین

کیا جا رہا ہے اور اگر خداوند تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو انشاء اللہ رد شیخیت پر موصوف کی دوسری کتابوں کا ترجمہ اور دوسرے علمائے اعلام کی طرف سے رد شیخیت میں لکھی ہوئی کتابوں کا ترجمہ بھی رفتہ رفتہ ہدیۂ قارئین کیا جائے گا۔

بہرحال آخری طور پر مناسب ہے کہ ہم آقائے موصوف کی وہ توصیف جو صاحب ریحانۃ الادب نے اپنی کتاب میں کی ہے۔ وہ من و عن لکھ کر اس کے ترجمے کے ساتھ اس مختصر سوانحی تعارف کو ختم کر دیں۔

آقائے محمد علی تبریزی اپنی کتاب ریحانۃ الادب میں آقائے شہرستانی کے حالات لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں،

میرزا محمد حسین شہرستانی بن محمد علی بن محمد حسین حسینی مرعشی حائری مشہور بہ شہرستانی از اکابر علمائے امامیہ اوائل قرن چہاردہم ہجرت کہ حاوی فروع و اصول و جامع معقول و منقول و فقیہ و حکیم، محقق، مدقق، ادیب، شاعر، ماہر اصول و در فطانت و کثرت حافظہ و حدت ذہن ممتاز و در کربلائے معلیٰ رئیس مذہبی و مرجع تقلید جمع وافر از شیعہ بودہ و تمام اوقات او در اوراد ادعیہ و عبادات و قضائے حوائج مسلمین و انجام وظائف دینیہ مصروف و از تلامذہ شیخ محمد حسین اردکانی و دیگر اجلہ بودہ و از دوازدہ سالگی شروع بہ تالیف نمودہ و تالیفات ظریفہ دارد۔

یعنی میرزا محمد حسین شہرستانی بن محمد علی بن محمد حسین مرعشی حائری کہ جو شہرستانی کے نام سے مشہور و معروف تھے۔ آپ چودہویں صدی ہجری کے اوائل کے علمائے بزرگ میں شمار ہوتے ہیں آپ فروع و اصول پر حاوی تھے، جامع معقول و منقول تھے، فقیہ تھے، حکیم تھے، محقق و مدقق و ادیب و شاعر اور ماہر اصول تھے اور فطانت و کثرت حافظہ اور حدت ذہن کے لحاظ سے ممتاز مقام رکھتے تھے۔

آپ کربلائے معلیٰ میں رئیس مذہبی تھے اور بہت سے شیعوں کے مرجع تقلید تھے

آپ کا تمام وقت اوراد و عبادات و ادعیہ میں صرف ہوتا تھا۔ آپ ہر وقت مسلمانوں کی حاجتوں کو پورا کرنے اور وظائف دینیہ کی انجام دہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ، شیخ محمد حسین اردکانی اور دوسرے بہت سے اجلہ علماء کی شاگردی کا شرف رکھتے ہیں آپ نے بارہ سال کی عمر میں سلسلہ تصنیف و تالیف شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ کی تصانیف بہترین تصانیف ہیں۔

اس کے بعد تینتیس ۳۳ بڑی بڑی کتابوں کو شمار کیا گیا ہے۔

مؤلف علّام کی منزلت رئیس مذہب شیخیہ

کشفیہ، اسکوئیہ کی نظر میں!

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقولہ کے مطابق کہ بزرگی وہ ہے کہ جس کی دشمن بھی گواہی دیں خود رؤسائے شیخیہ کے وہ اقوال و بیانات جو انہوں نے حجۃ الاسلام آقائے شہرستانی کے بارے میں اپنی کتابوں کے بارے میں تحریر کئے ہیں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کر دیئے جائیں، چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ، کشفیہ، اسکوئیہ میرزا موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب احقاق الحق کے صفحہ نمبر ۷ پر آقائے شہرستانی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

فحیث انی مارایت فیما وجدت مما کتبوا والفوا واثبتوا وصنفوا احسن وامتن ماالف بالفارسیۃ العالم العلام والفاضل القمقام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول، الفاضل النحریر المعاصر طیب اللہ مرقدہ الطاہر ولم اصرح باسمہ

الشریف احتراما وتعظیما لمقامہ المنیف لانہ۔ رہ۔ فی ردہ لم یتجاوز الحدود والقواعد، وراعی بنظرہ جانب الحق والانصاف فی الموارد وکفی فخراً لہ ان جدہ رفع اللہ شانہ ممن اجاز الشیخ الاوحد الاحسائی (رہ) باجازہ معتبرہ معروفہ

عہ دکتب ابنہ فی الحاشیہ ھو جناب المیرزا محمد حسین الشہرستانی فی رسالتہ تریاق الفاروق باللغۃ الفارسیۃ؛

یعنی جتنی کتابیں تالیف و تصنیف شدہ آج تک میری نظروں کے سامنے سے گزری ہیں ان میں سے کوئی بھی کتاب ایسی نہیں ہے جو از روئے خوبی اور از روئے متن کے اس کتاب سے بہتر ہو۔ جو العالم العلام والفاضل اور القمقام، جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول، الفاضل النحریر المعاصر طیب اللہ مرقدہ الطاہر نے لغت فارسی میں تحریر فرمائی ہے اور ان کے مقام منیف کے احترام اور ان کی تعظیم کے پیش نظر ان کے اسم شریف کی صراحت نہیں کی ہے۔ کیونکہ خدا اُن پر رحمت کرے، انہوں نے اپنی کتاب میں جو انہوں نے شیخیہ کی رد میں لکھی ہے، حدود و قواعد سے تجاوز نہیں کیا ہے اور اپنے ایرادات میں حق و انصاف کی مراعات، کو مدنظر رکھا ہے۔ اُن کے فخر کے لئے بس یہی بات، کافی ہے کہ اُن کے جد بزرگوار خدا ان کی شان کو بلند کرے۔ ان بزرگ علمائے اعلام میں شامل ہیں جنہوں نے شیخ الاوحد الاحسائی کو اجازہ روایت، دیا تھا۔ اور ان کا دیا ہوا وہ اجازہ معتبر و معروف ہے، اور موسیٰ اسکوئی کے فرزند علی اسکوئی نے اس

صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ وہ جناب المیرزا محمد حسین الشہرستانی ہیں جنہوں نے اپنے رسالہ تریاق الفاروق (یعنی الفرق بین الشیعۃ و الشیخیۃ) میں عقائد شیخیہ کی رد فرمائی ہے جو زبان فارسی میں لکھی ہوئی ہے۔"

مؤلف علام کی منزلت شیعہ علمائے اعلام کی نظر میں

العلامۃ الکبیر آقائے مہدی قزوینی عمدۃ العلماء رئیس المتکلمین نے مذہب شیخیہ کی رد میں تقریباً سب سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اگر شیعان پاکستان صرف اس عالم ربانی رئیس المتکلمین اعلم العلماء کی تصانیف ہی پڑھ لیں تو صحیح شیعہ بننے اور شیخی عقائد سے بچنے کے لئے صرف اسی ایک مؤلف علام کی کتابیں ہی ان کو کافی ہیں۔ بہر حال اس اعلم العلماء کا ذکر ضمناً اس لئے آیا ہے تاکہ ہم یہ ثابت کریں کہ ہمارے علمائے اسلام کی نظر میں مؤلف کتاب، تنبیہ الانام یعنی آقائے شہرستانی کی کیا قدر و منزلت ہے لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ پہلے ان کی رائے دینے والے کی منزلت تو پیش کر دی جائے تاکہ یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ شاید کسی معمولی قسم کے آدمی سے مؤلف علام کے بارے میں یہ رائے دی ہوگی۔ بہر حال اس عالم ربانی نے اپنی کتاب، ظہور الخفیۃ علی فرقۃ الشیخیہ کے صفحہ نمبر ۲۶ پر ملا رضا الہمدانی کی کتاب، ہدیۃ النملہ الی رئیس الملہ کی تعریف کرتے ہوئے آقائے شہرستانی مؤلف کتاب ہذا و مؤلف کتاب تریاق الفاروق کی شان میں یوں لکھا ہے۔

" فان صاحبها قد صنفها بامر المرحوم سيد مشايخنا وحيد الدهر و رئيس الشيعة فی ذالك العصر قدس الله سره و نور ضريحه فوقعت منه فی محل القبول فامر لطبعها ونشرها ولنسخة اصلها مثل لنسخة اصل الترياق الفاروق تصنيف فخر المحققين وعمدة المجتهدين و فخر المبدعين علم العلم النحرير السيد محمد حسين الشهرستانی طيب الله مرقده الخ"

یعنی اس کتاب (ہدیۃ النملہ) کے مصنف (آقائے ملا رضا ہمدانی نے

رد شیخیت میں) اپنی اس کتاب کو ہمارے زمانے کے سید مشائخ وحید الدہر و رئیس الشیعہ (آقائے مرزا حسن شیرازی) مرحوم قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ کے حکم سے تصنیف فرمایا تھا اور ان کی اس کتاب کو رئیس ملت جعفریہ نے بہت ہی پسند فرمایا تھا۔ اور انہوں نے ہی اس کو طبع کرنے اور نشر کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کتاب کا اصل نسخہ فخر المحققین و عمدۃ المجتہدین و مخزی المبدعین علم العلم النحریر السید محمد حسین الشہرستانی طیب اللہ مرقدہ کی کتاب تریاق الفاروق کے اصل نسخہ کے مثل ہے۔

آقائے شہرستانی کی یہ کتاب یعنی تریاق الفاروق فارسی بھی ہمارے پاس موجود ہے جس کی تعریف آپ سابقہ سطور میں ہر دوست و دشمن سے سن چکے ہیں، ہم نے اس کا بھی ترجمہ مکمل کر لیا ہے، انشاء اللہ جب بھی ہم اس پر موفق ہوئے یہ کتاب بھی طبع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی،

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

احقر

سید محمد حسین زیدی برستی

چنیوٹ ضلع جھنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ از مؤلف کتاب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الخلائق

اجمعین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی

اعدائہم وناصبیہم ومنکری فضائلہم والمفترین علیہم

الی یوم الدین وبعد۔

بر کافہ اخوان دین وقاطبہ محبین ظاہر بلکہ اظہر من الشمس است کہ اعداء شرع مبین وصراط مستقیم در ہر زمان بقدر وسع خود درپی اضلال خلائق برآمدہ رخنہ در بنیان متین ملت اسلام نمودہ بہر حیلہ کہ توانستہ اند قومی را بجادہ ضلالت کشیدہ ومی کشند بعضی بصورت دوستی وقومی باظہار دشمنی جمع بدعوی عداوت وطائفہ بادعای محبت وہمہ طوائف مضلین شریکند درعداوت باعلماء وحفظہ شرع اطہر بجہۃ آنکہ ایشانند کہ عوام را متنبہ نمودہ ازکید ظالمین نجات دہند واگر خداوند بجہت حکمۃ بعلماء کاملین حفظ دین خود نفرمودہ بود تا حال اثری ازان درمیان نبود لہذا از حضرت معصوم علیہ السلام منقول است کہ فرمودند ہرگاہ عالمی وفات کند در اسلام سوراخی شود کہ چیزی آنرا مسدود نہ کند تا قیامت وامر دنیا بہمیں منوال گذشتہ وخواہد گذشت تا اینکہ درایں ایام طائفہ برخواستہ اوضاعی دیگر ترتیب دادہ رکنی تازہ بر ارکان ایمان زیاد نمودہ اند وکتابی درآن نوشتہ ارشاد العوام نامیدہ اند وکلماتی چند کہ بصورت بنظر عوام میچ چیز از کلمات آئمہ ودیگر حکمای سابق درآن درج کردہ اند کہ بواسطہ آنہا باقی مطالب، خود را بنظر عوام جلوہ دہند

مقدمہ از مؤلف علام

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الخلائق

اجمعین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ولعنۃ اللہ علی

اعدائہم وناصبیہم ومنکری فضائلہم والمفترین

الی یوم الدین ۔ وبعد

تمام دینی بھائیوں اور کل محبین پر یہ بات اچھی طرح سے ظاہر وہویدا ہے کہ شرع مبین کے اعداء اور صراط مستقیم کے دشمن ہر زمانے میں اپنی ہمت کے مطابق اور اپنی وسعت وطاقت کے موافق خلائق کے گمراہ کرنے کے درپے رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کی مضبوط بنیادوں میں رخنہ ڈالتے رہے ہیں اور جس حیلے اور بہانے سے بھی ان سے ہو سکا ایک قوم کی قوم کو ضلالت وگمراہی کی طرف کھینچتے رہے ہیں اور اسی طرح سے بدستور ضلالت وگمراہی کی طرف کھینچنے میں لگے ہوئے ہیں لیکن ہر ایک کا انداز اپنا اپنا ہے بعض دوست بن کر دوستی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور کوئی ظاہر بظاہر اظہار دشمنی کرتے ہوئے جلوہ نما ہوتا ہے کچھ لوگ دعوائے عداوت کے ساتھ سامنے آتے ہیں اور کوئی گروہ دعوائے محبت لئے ہوئے نمودار ہوتا ہے۔ ان سب کے سب الغرض مضلین وگمراہ کنندگان خلق میں ایک بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ سب کے سب ہمارے علماء دین اور شرع اطہر کے محافظین سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان کی عداوت میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اور علمائے

ضمناً ریاست عامه که خلافت کبری الهی است از برای خود درست کرده باشند چون دیدند که ادعای نبوت و امامت از ایشان مسموع نمیشود ازین راه پیش آمدند لهذا این حقیر سراپا تقصیر محمد حسین الموسوی الحسینی الشهرستانی عفی الله عنه برخود لازم دید که متعرض بعضی از کلمات آن کتاب شده برادران دینی را برمفاسد آن مطلع سازد شاید ازان که طالب هدایة اند متنبه شده از خواب غفلت بیدار شوند و گول بعضی از کلمات آن که بطبع ایشان میسازد نخورند زیرا که گفته اند زهر را بعسل مخلوط کن و بخورد هرکس می خواهی بده هرگاه زهر تنها بکسی بدهند البته نمی خورد و این طریقه در هر صاحب بدعتی معمول است که بعضی کلمات خوب را که همه کس قبول می کنند پیش انداخته مطالب را ضمناً در آن درج میکنند و بحلق مردم میریزند و آن بیچاره ها خیال میکنند که عسل خورده اند که ناگاه خبر میشوند که آن زهر کار خود را کرده ایشان را بمعرض هلاکه انداخته است پس لازم است بر شخص عاقل که هر مطلبی را که یاد میگویند ملاحظه کند اگر علم بحقیقت آن پیدا کرد بسیار خوب البته قبول است و اگر نه علم ندارد اما بسلیقه خوب هیچپد نگاه کند اگر گوینده آن دلیلی که علمی باشد بر حقیقت آن دارد باز قبول کند و الا ملاحظه کند که بر بطلان آن دلیلی هست یا نه اگر یافت رد کند و اگر نه توقف کند نه قبول و نه رد و بگوید تو چنین فهمیده اما حقیقت آن بر من معلوم نیست و متابعت تو هم بی معجزه بر من لازم نیست. در هر مطلب هرگاه این طریقه را بدست بگیرد هرگز گمراه نشود، و اگر خود نمی فهمد این مطالب را از کسی که اطمینان بفهم و فطانت و عدالت او دارد یاد بگیرد و حرف بزند تا یقین کند بحق بودن یا باطل بودن یا توقف نماید و چون این مطلب شریف را دانستی میگویم که این بنده حقیر از اول این کتاب تا آخر آنرا صفحه صفحه ملاحظه کردم و مطالب آنرا به عقل سلیم و فهم مستقیم عرض نمودم و با کتاب و سنت مقابله کردم بسیاری ازان که مطابق اینها بود و اختصاص باین طائفه نداشت بلکه همه فرقه امامیه از سلف و خلف بان اقرار دارند و کسی در آنها نزاع و خلاف

دین سے اس دشمنی اور محافظین شرع اطہر سے اس عداوت کا سبب یہ ہے کہ یہ علمائے دین اور محافظین شرع اطہر عوام کو ان گمراہ کنندگان کی گمراہیوں سے متنبہ کرتے رہتے ہیں اور اسی طرح سے وہ عوام کو ان مخالفین کے مکر و فریب سے نجات دلاتے ہیں اور اگر خداوند جلت حکمتہ نے ان علمائے کاملین کے ذریعہ سے اپنے دین کی حفاظت نہ فرمائی ہوتی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ دنیا میں دین کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہ رہا ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معصوم علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی عالم مر جاتا ہے تو اسلام میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے کہ کوئی چیز اس کو مسدود نہ کر دے اور قیامت تک اسی طرح سے ہوتا رہے گا اور امر دنیا ہمیشہ سے اسی طرح واقع ہوتا رہا ہے اور یہ امر اسی طرح سے واقع ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اب ان دنوں ہمارے زمانے میں ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے جس نے نئے نئے طریقے ایجاد کیے ہیں اور نئے اوضاع ترتیب دیئے ہیں اور ارکان ایمان پر ایک نئے رکن کا اضافہ کیا ہے اور اس رکن کے ثابت کرنے کے لئے ایک کتاب تحریر کی ہے اور اس کتاب کا نام ارشاد العوام رکھا ہے اور عوام کو فریب دینے کے لئے ترکیب یہ نکالی ہے کہ پہلے علماء سابق اور ائمہ اطہار کے کلمات میں سے کچھ باتیں ایسی باتیں تحریر کی گئیں جو عوام کے ذہنوں کو اپیل کرتی ہیں اور ان کے ذہنوں میں اچھی طرح بیٹھ جاتی ہیں تاآنکہ ان کلمات علماء اور کلمات آئمہ اطہار کے واسطے سے اپنے باقی مطالب کو عوام کی نظروں میں جلوہ نما کریں اور اس طرح ضمناً اپنے لئے ریاستِ عامہ کو جو کہ خلافت کبرائے الہٰی ہے درست کر لیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی طرف سے نبوت یا امامت کا دعویٰ لوگوں کے لئے قابل قبول نہ ہو گا اور مسلمان ان کے اس دعوے کو سننے کیلئے تیار نہیں ہو سکتے تو انہوں نے ایک نئی راہ نکالی اور اس نئی راہ کو لے کر لوگوں کے سامنے آ گئے۔ لہٰذا اس حقیر سراپا تقصیر یعنی محمد حسین الموسوی الحسینی الشہرستانی عفی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ امر مجھ پر لازم ہو گیا ہے کہ میں اس کتاب کی بعض باتوں کا جواب دوں اور اپنے برادران دینی کو اس کتاب کے مفاسد اور اس کی خرابیوں سے مطلع

ندارد و بعضی از آنرا که اختصاص بحضرات داشت دلیلی و برہانی بر حقیقت آن نیافتم و برہانی ہم بر بطلان آن ندیدم لہذا در ایں توقف نمودم و بسیاری از آنرا مخالف ادلۂ عقلیہ و نقلیہ و کتاب و سنت یافتم و بسیاری از مطالب آن را دیدم کہ در ہماں کتاب در جای دیگر مناقض آن را گفتہ و شطری آنرا مخالف کلمات اساتید صاحب کتاب است کہ خود اقرار بشاگردی آنہا دارد و باوجود اینہا خود را رکن رابع واز جملۂ نقبا میداند و میگوید

کروں شاید ہے کہ وہ لوگ جوکہ ہدایت کے طالب ہیں اس سے متنبہ ہوں اور خوابِ غفلت سے بیدار ہوجائیں ۔ اور اس کتاب کی ان باتوں کے دھوکے میں نہ آئیں جو ظاہر میں اُن کے دلوں کو بھلی معلوم دیتی ہیں کیونکہ یہ بات ضرب المثل کے طور پر کہی جاتی ہے کہ زہر کو شہد میں ملادو اور پھر جس کو چاہے کھلادو ۔ لیکن اگر تم کسی کو خالص زہر کو کھلانا چاہو گے تو کوئی بھی اُس زہر کو کھانے کیلئے تیار نہ ہوگا ۔ چنانچہ ہر صاحب بدعت کا ہمیشہ سے یہی معمول رہا ہے کہ وہ پہلے بعض اچھی باتوں کو پیش کرتے ہیں جن کو تمام لوگ قبول کر لیتے ہیں اور ان اچھی باتوں کے پیش کرنے کے ساتھ ہی ضمناً اپنے مطالب کو بھی اُس میں درج کر دیتے ہیں ۔ اور اس طرح اپنے مطلب کے زہر کو ان اچھی باتوں کے شہد میں ملاکر لوگوں کے حلق میں اتار دیتے ہیں ۔ اور وہ بیچارے یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے شہد کھایا ہے کہ ناگاہ انہیں خبر ہوتی ہے کہ اس زہر نے تو اپنا کام کر ڈالا ہے اور ان کو معرضِ ہلاکت میں ڈال دیا ہے پس ہر عاقل شخص کے لئے لازم ہے کہ لوگ اس کے سامنے جو بھی بات کریں وہ اس بات پر اچھی طرح سے غور کرے اگر اس کو اُس بات کے حق ہونے کا علم ہوجائے تو بہت اچھی بات ہے اُس بات کو قبول کر لینا چاہیئے ۔ لیکن بصورتِ دیگر اگر اُس بات کے حق ہونے کا علم نہ ہوا ہو ۔ مگر وہ بات اسکے دل کو بھلی لگتی ہو تو اسکو چاہیئے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ آیا اس کا کہنے والا اپنی اس بات کے حق ہونے پر کوئی علمی دلیل بھی رکھتا ہے یا نہیں اگر اس بات کے قائل کے پاس اس بات کے حق ہونے پر کوئی علمی دلیل ہو تو پھر اس کو چاہیئے کہ اُس کی اُس بات کو قبول کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اس کو چاہیئے کہ وہ یہ دیکھے کہ آیا اُس کی اس بات کے باطل ہونے پر کوئی دلیل قائم ہوتی ہے نہیں ، اگر اس کی اس بات کے باطل ہونے پر کوئی دلیل ملتی ہو تو پھر اس کو چاہیئے ۔ کہ وہ اس کی اس بات کو رد کر دے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ توقف کرے یعنی نہ اُس بات کو قبول کرے اور نہ اس کو رد کرے بلکہ اُس کو کہ دے کہ تو نے ایسا سمجھا ہے لیکن اس بات کا حق ہونا مجھ پہ ثابت نہیں ہوا ۔ اور بلا معجزہ تیری متابعت بھی کرنا مجھ پر لازم نہیں ہے ۔

ہر فیض کہ از خداوند بخلق میرسد از علوم وغیرہ اوّل باید بعد از آئمہ علیہم السلام بنقبا برسد بعد بباقی خلائق بواسطۂ آنہا وکتاب خود را بہتر از ہمہ کتابہا میداند بلکہ افضل از قرآن خواندن میداند وعقل سلیم ہر کس شاہد است کہ کسی کہ دریں کتاب، ایں قدر متناقضات ومنافیات عقل وشرع بگوید لائق منصب نقابت نیست و واسطۂ فیض خلائق نتواند بود پس باقی مطالبش ہم کہ برہانی ندارد بایں جہت از درجہ اعتبار ساقط میشود پس از ہمہ

سبب تم ہر مطلب کے لئے اس طریقہ کو اختیار کروگے تو اس صورت میں ہرگز گمراہ نہ ہوں گے اور اگر کوئی شخص خود اُس مطلب کو نہ سمجھے تو اُس کو چاہیئے کہ وہ اس بات کو ایسے شخص سے پوچھے جس کی فہم وفطانت اور عدالت پر اس کو اطمینان ہو یہاں تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ یہ بات حق ہے یا باطل ہے بصورت دیگر توقف کرے اب جبکہ تم پر یہ بات اچھی طرح واضح اور ظاہر ہو گئی اور اس مطلب شریف کو تم نے اچھی طرح سمجھ لیا تو اب میں کہتا ہوں کہ اس بندۂ حقیر نے اس کتاب کے پہلے صفحہ سے لے کر آخر صفحہ تک، ایک ایک صفحہ ملاحظہ کیا اور اس کے مطالب کو عقل سلیم اور فہم مستقیم کے سامنے پیش کیا اور ان مطالب کا کتاب وسنت کے ساتھ مقابلہ کیا تو میں نے دیکھا کہ بعض مطالب تو اُن میں سے ایسے ہیں کہ جو کتاب وسنت کے مطابق تھے لیکن یہ مطالب اس گروہ کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں رکھتے بلکہ تمام فرقہ امامیہ سلف سے لیکر خلف تک اُن مطالب کے مقر ہیں اور کوئی بھی اُن مطالب کا مخالف نہیں ہے اور نہ کسی قسم کا اُن میں کوئی نزاع ہے اور بعض مطالب اس کتاب میں ایسے بیان ہوئے ہیں جو خصوصیّت کے ساتھ اسی فرقۂ شیخیہ کے ساتھ اختصاص رکھتے ہیں لیکن مجھے ان کے حق ہونے پر کوئی دلیل نہیں ملی۔ اور ان مطالب کے باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں ملی، اور اُن مطالب کے بارے میں توقف کیا ہے۔ یعنی نہ ان کو قبول کیا ہے اور نہ ہی ان کو رد کیا ہے۔ اور اس کتاب کے بہت سے مطالب ایسے ہیں جن کو میں نے عقل ونقل کے مخالف پایا ہے اور جو کہ سراسر کتاب وسنت کے خلاف ہیں اور اس کتاب کے بہت سے مطالب ایسے ہیں کہ خود اسی کتاب میں دوسرے مقام پر اُس مطلب کی مخالفت کی گئی ہے اور دوسرا مطلب پہلے مطلب کا نقیض ہے اور کچھ مطالب اس کے صاحبان کتاب اساتذہ کے کلمات کے خلاف ہیں، حالانکہ یہ اساتذہ وہ ہیں کہ خود مصنف کتاب ان کی شاگردی کا اقرار کرتا ہے اور ان کے باوجود خود کو رکن رابع سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو نقبا میں سے قرار دیتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ہر وہ علمی فیض جو خداوند تعالیٰ کی جانب سے اس کی مخلوق کو پہنچتا ہے

چیز لازمتر ہماں است کہ آں قسم مطالب متناقضہ ومنافیہ عقل وشرع یک یک را ذکر نمایم واشارہ بمحل آں از آں کتاب کنم تا طالب را آسان باشد پیدا کردن ان وآں بسیار است ونامیدم ایں رسالہ را (تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام) واللہ ولی المبدء والختام۔

وہ پہلے آئمہ اطہار کو پہنچتا ہے پھر آئمہ اطہار علیہم السلام کے بعد نقبا کو پہنچتا ہے اور پھر اُن نقبا یعنی رکنِ رابع کے توسط سے باقی عام خلائق کے پاس پہنچتا ہے۔

یہ شخص (محمد کریم خان کرمانی) اپنی کتاب ارشاد العوام کو تمام کتابوں سے بہتر سمجھتا ہے بلکہ اس کا پڑھنا قرآنِ کریم وفرقان حمید کی تلاوت کرنے سے افضل جانتا ہے اور ہر عقلِ سلیم اس بات کی شاہد ہے کہ جو شخص ایک ہی کتاب کے اندر اس قدر مخالف و متناقض عقل باتیں اور منافی شرع مطالب بیان کرے ایسا شخص منصبِ نقابت کے لائق نہیں ہوسکتا۔ اور خلائق کے لئے علوم الٰہی کا توسط فیض نہیں بن سکتا۔ پس باقی مطالب بھی جو کہ اپنے حق ہونے پر کوئی دلیل یا باطل نہ ہونے پر کوئی برہان نہیں رکھتے۔ اس جہت سے وہ بھی درجہ اعتبار سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا تمام چیزوں میں سب سے زیادہ یہی بات لازم ہے کہ میں ان تمام مطالب کو کہ جو مخالف ومتناقض عقل ومنافی شرعِ مبین ہیں ایک ایک کرکے بیان کروں اور ساتھ ساتھ اس کتاب کے صفحات کا حوالہ بھی دیتا جاؤں تاکہ جو شخص مذکورہ کتاب میں سے اس مطلب کو تلاش کرنا چاہے اُس کے لئے اُس مطلب کو تلاش کرنے میں آسانی رہے اور ایسے مطالب بہت زیادہ ہیں اور میں نے اس کتاب کا نام تنبیہ الانام بر مفاسد کتاب ارشاد العوام رکھا ہے۔

واللہ ولی المبدء والختام۔

ایرادِ اوّل

در صفحہ نمبر ۳۵ از قسمت اوّل از کتابے کہ چاپ ہند است بعد از انکہ جبر را باطل می کند بادلہ و براہین کہ در علماء مشہور است میخواہد تفویض راہم باطل کند پس نوشتہ است "واما واگذاشت نیست پس بایں جہت چگونہ می شود کہ مخلوق خالق باشد و بتواند از برائے خود ایمان بیافریند و کفر بیافریند و از برائے خود اطاعت بیافریند و سرکشی بیافریند و شریکِ خدا باشد. خدا چیزی خلق کند و او ہم چیزی آخر نہ اینکہ کفر یک چیزی است حادث پس باید خالق داشتہ باشد و ایمان ہم حادث است باید خالق داشتہ باشد و معصیت ہم چیزی است و طاعت ہم چیزی و نیکی ہم چیزی و بدی ہم چیزی و ہمہ حادث می باشند پس باید خدا خالق ہمہ باشد۔

تا اینکہ می گوید، پس سعادت و شقاوت و طاعت و معصیت و نیکی و بدی را خدا آفریدہ و ہر کس غیر ازیں بگوید شریک در کارہائے خدا با خدا قرار دادہ است و شرک است بخدای یگانہ و ایں مذہب مجوسان است و در صفحہ بعد ازاں در میان حد وسط میگوید کہ در ایں مسئلہ شکی نیست کہ ہر چہ غیر از خدا است خلقِ خدا است خواہ جماد خواہ نبات خواہ حیوان، خواہ انسان، خواہ زمین و خواہ آسمان، خواہ ایں جہاں خواہ آں جہاں خواہ خودشاں خواہ صفاتشاں چوں نیکی و بدی و کفر و ایمان و امثال آنہا، ہمہ خلق خدا ہستند و نبودہ اند و ہمہ را خدا خلق کردہ است و ہمہ در دست قدرت او یند بطوری کہ اگر دمی التفات قدرت خود را از انہا بگیرد ہمہ نیست و نابود شوند و ہمہ را مختار خلق کردہ است و خیر و شری آفریدہ است کہ میتواند براہ خیر روند

ترجمہ ایرادِ اوّل

محمد کریم خان کرمانی اپنی کتاب ارشاد العوام چاپ ہند قسمت اوّل کے صفحہ نمبر ۳۵ پر جبر کو ان دلائل و براہین کے ذریعہ جو علماء کے نزدیک مشہور ہیں باطل ثابت کرنے کے بعد تفویض کے بطلان کی طرف مائل ہوا۔ اور اس نے چاہا کہ تفویض کو بھی باطل ثابت کرے۔ پس اس نے لکھا۔ کہ یہ بات بھی واگذار نہیں، پس اس جہت سے یہ بات کیسے ممکن ہو سکتی ہے کہ مخلوق خود ہی خالق بن جائے اور اپنے لئے ایمان و کفر کو خلق کر سکے۔ اور اپنے لئے اطاعت و سرکشی کو خلق کر سکے۔ اور ایمان و کفر اور اطاعت و سرکشی کو خود اپنے اندر پیدا کر کے خالق ہونے کی حیثیت سے خدا کی شریک بن جائے۔

خداوند تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور ایمان و کفر اور اطاعت و سرکشی بھی اور چیزوں کی طرح ایک چیز ہی تو ہیں۔ آخر کیا یہ بات نہیں ہے کہ کفر ایک حادث چیز ہے یعنی ایسی چیز جو پہلے نہیں تھی پھر پیدا ہوئی اور بعد میں نہ رہے گی۔ پس کفر حادث ہے اور مخلوق پس ضروری ہوا۔ کہ اس حادث و مخلوق یعنی کفر کا بھی کوئی خالق ہو۔ اسی طرح ایمان بھی حادث ہے اور مخلوق ہے اور اس کے لئے بھی ایک خالق کی ضرورت ہے اور معصیت و گناہ بھی ایک چیز ہے لہذا یہ سب کی سب حادث و مخلوق ہیں۔ پس اس سے لازم آیا کہ خدا ان سب چیزوں کا خالق ہے یہاں تک کہ بیان کرتے کرتے کہتا ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ سعادت و شقاوت و طاعت و معصیت و نیکی و بدی کو خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور جو شخص اس کے سوا اور کوئی بات کہے اُس نے خدا کے ساتھ خدا کے کاموں میں دوسروں کو شریک قرار دے دیا۔ اور وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید میں شرک کا مرتکب ہوا ہے۔ اور ایسا شخص مشرک ہے اور یہ مجوسیوں کا مذہب ہے اور اس صفحہ کے بعد اگلے صفحہ کے درمیانی حصہ

ومیتوانند براہ شر روند وچنانکہ خود شان خلق خدایند وخیر وشر ہم خلق خدا است اختیار شاں ہم خلق خدا است۔

ایرادِ اوّل

جواب آیۃ اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید۔۔ ببیں ایں توجیہی کہ می کند چہ چیز است غیر از جبر و جبریاں چہ میگویند بعد از آنکہ کفر و ایمان خلقِ خدا باشد واختیار بندہ ہم مخلوق خدا باشد پس تقصیر بندہ چیست و ملامت او۔ بر کفر چرا خدا خود میل او را بجانب کفر کردہ (نعوذ باللہ) وکفر را در او خلق کردہ پس عتاب او را چرا؟ وجبر دیگر چہ چیز است؟ واگر بگوید مرادِ من اینست کہ بندہ خود میل بکفر میکند بجہت اختیارش پس کفر خلق میشود بامر خدا میگویم ایں میل کہ حادث شد خالق آں کیست اگر گوید خود بندہ است پس شریک ثابت کردہ است، واگر بگوید خدا است پس جبر دیگر کدام است؟ وچرا تقبیح جبریہ را می کند ولعن وضرب ایشاں را جائز میداند و حال

پھر کہتا ہے کہ اس مسئلہ میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ خدا کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ خدا کی مخلوق ہے اور خدا کی خلق کردہ ہے خواہ وہ جماد ہو، نبات ہو خواہ وہ حیوان ہو یا انسان خواہ وہ زمین ہو یا آسمان خواہ یہ جہاں ہو یا وہ جہاں خواہ وہ خود ہوں یا ان کی صفات جیسے نیکی و بدی و کفر و ایمان وغیرہ تمام کی تمام خدا کی خلق کردہ اور خدا کی مخلوق ہیں یہ سب کی سب پہلے سے موجود نہیں تھیں اور خدا نے ہی ان سب کو خلق کیا ہے اور یہ سب کی سب اسی کے دستِ قدرت میں ہیں، اس طور پر کہ اگر وہ ذرا کی ذرا اپنی قدرت کے التفات کو ان سے منقطع کرے تو وہ سب کی سب نیست و نابود ہو جائیں (یعنی نہ کافر رہے نہ کفر نہ مومن رہے نہ ایمان) اور اُس نے سب کو با اختیار خلق کیا ہے اور اُسی نے خیر کو پیدا کیا ہے اور وہ ہی شر کا بھی خالق ہے کہ لوگ چاہیں تو خیر کو اختیار کر لیں اور چاہیں تو شر کو اختیار کر لیں اور جس طرح سے وہ خود آپ خدا کی مخلوق ہیں اور خیر و شر بھی خدا ہی کی مخلوق ہیں اور خیر و شر بھی خدا ہی کی مخلوق ہیں اسی طرح اُن کو جو اختیار حاصل ہے۔ وہ بھی خدا ہی کا خلق کردہ اور خدا ہی کی مخلوق ہے۔

ترجمہ جواب آیۃ اللہ آقائے شہرستانی

ذرا دیکھو تو سہی اور غور تو کرو اس شخص نے جو چیز بیان کی ہے اور جو توجیہہ نکالی ہے کیا اس کو جبر کے سوا اور بھی کچھ کہہ سکتے ہیں؟

آیا جبر اس کے سوا اور کسی چیز کا نام ہے؟

آیا جبریان اس کے سوا اور کچھ کہتے ہیں؟

جب کفر و ایمان کو خدا کا خلق کردہ اور خدا کی مخلوق بنا دیا اور بندے کے اختیار کو بھی خدا کی مخلوق بنا دیا اور بندے کے اختیار کو بھی خدا کی مخلوق قرار دے دیا، پس اب بندوں

آنکہ ایں کلمات کہ می گوید عین جبر است و جبر بیہا غیر ازیں نمی گویند۔ ہوش خود را جمع کن وببیں بچہ زبان مذہب جبریہ (لعنہم اللہ) را درست می کند در ظاہر ایشاں را سب ولعن میکند و احادیث بر رد آنہا میتولیسد بعد بزبان دیگر ہماں مذہب را ابراز میدہد و طریقی تقریر میکند کہ در نظرہا قبیح نداشتہ باشد کہ کسی شریکِ خدا نتواند شد، پس میگویم چوں دانستی کہ ایں مطلب کہ میگوید عین جبر است پس بطلان آں بادلہ عقلیہ و نقلیہ ظاہر است و خود اوہم در صفحہ پیش ادلہ بر بطلان آں آقامہ کردہ است پس ایں تناقض است ظاہر یا اینکہ از روی جہل است بلازم ایں حرفی کہ میزند کہ ہمہ چیز خلقِ خدا است زیرا کہ لازم آں چنیں است کہ خداوند میل بندہ را بجانب معصیت میکند و معصیت را در او خلق میکند و آں بندہ را دراں عمل معصیت ہیچ تاثیری نیست و مدخلیتے ندارد و آنرا خدا با معصیتش نگاہ می دارد بقدرت خود و عقل قطعی حکم میکند باینکہ: اولاً: ایں مخالف حس است چرا کہ بدیہی است کہ شخص معصیت را بمیل خود می کند و خود فاعل میل است و

کی کیا تقصیر ہے؟ اور اس کا کیا گناہ ہے؟ اور اس کی کفر اختیار کرنے پر کس لئے ملامت کی جائے؟ خدا نے خود اس کو کفر کی جانب مائل کیا ہے (نعوذ باللہ) اور کفر کو اُس میں خلق کیا ہے پس اس کو سزا کس لئے؟ اور کس جرم کی پاداش ہیں؟ آخر جبر اس کے سوا اور کس چیز کا نام ہے؟ اور اگر وہ کہے کہ اس سے میری مراد یہ ہے کہ بندہ خود اپنی طرف سے کفر کی جانب میل کرتا ہے اور خود سے کفر کی جانب مائل ہوتا ہے اُس اختیار کی وجہ سے جو اس کو حاصل ہے پس حکم خدا سے اس میں کفر خلق ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ میل بھی تو حادث ہے اس کا مائل ہونا بھی تو پہلے نہیں تھا۔ بہر حال پس حادث ہے اور مخلوق خالق کون بنا اگر وہ اس کا یہ جواب دے کہ اس مائل ہونے کا خالق وہ بندہ خود ہے تو اس نے خود اپنے قول کے مطابق خدا کا شریک ثابت کر دیا ہے۔ (اور اگر وہ یہ کہے کہ اس مائل کرنے کے فعل کا خالق بھی خدا ہی ہے تو پھر وہ ہمیں بتائے کہ جبر اس کے سوا اور کس چیز کو کہتے ہیں؟ اور کیوں وہ جبریہ کو بُرا بھلا کہتا ہے؟ اور کس لئے جبریہ پر لعن طعن کرنے کو جائز سمجھتا ہے؟ درآنحالیکہ یہ تمام باتیں جو اس نے بیان کی ہیں یہ سب کی سب عین جبر ہیں اور جبر یہ بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہتے،

ذرا اپنے ہوش وحواس کو جمع کر کے دیکھو کہ کس زبان سے مذہب جبریہ (لعنہم اللہ) کو درست قرار دے رہا ہے، اور ان کی ردّ میں احادیث بھی نقل کرتا ہے پھر دوسری زبان میں اسی مذہب کو آشکار کر رہا ہے اور اس کے اثبات کو اس طریقے سے بیان کرتا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں اس کی یہ بات بُری معلوم نہ ہو، اور قبیح محسوس نہ ہو یعنی اُس نے یہ بات یوں بنا کر پیش کی کہ کوئی شخص خدا کا شریک نہیں ہو سکتا۔ پس میں کہتا ہوں کہ جب تم پر یہ بات آشکار ہو گئی اور اچھی طرح سے واضح و روشن ہو گئی کہ یہ مطلب جو وہ بیان کر رہا ہے یہی عین جبر ہے پس ان کا باطل ہونا تو دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے ظاہر و ثابت ہو چکا ہوا ہے اور خود اس شخص یعنی محمد کریم خان کرمانی نے اپنی اسی کتاب میں اس سے پہلے

بدست خود بندہ است آں عمل باذن خدا یعنی خدا آں عمل را بدست بندہ قرار دادہ است و او را قدرت بر آں دادہ است و ثانیاً اگر چنیں نباشد قبیح است کہ ایں بندہ را خداوند ملامت کند بر معصیت یا عقاب کند بر مخالفت چرا کہ او کاری نکردہ است مگر اینکہ آلت کار خدا بودہ پس تقصیر او چیست ؟ و بایں مبنی ہمہ تکالیف و اساس اینہا کہ شرائع و ملل باشد حشر و نشر و ثواب و عقاب باطل می شود و بطلان ایں لوازم از ہمہ واضحات واضح تر است شبہہ جبر از قدر رسوا تر است و آنکہ جبری حس خود را منکر است پس متنبہ شو و بدیہات خود را بشبہہا از دست مدہ عمل از بندہ است و لطف از خداوند عقل و شرع بر ایں شاہد اند و منطابق ہمیں را بگیر و ایمان خود را نگاہ دار و تفکر در تفصیل ایں جُورہ مطالب منما کہ موجب ضلالت است ۔

صفحہ پر اسکے باطل ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں پس یہ باتیں ایک دوسرے کی نقیض ہیں پس اسکی یہ باتیں تناقض ظاہر ہیں یا اس کی یہ باتیں اس مطلب کے لازم سے جاہل ہونے کی بنا پر بیان ہوئی ہیں کیونکہ اس کی اس بات کا جو کہ وہ بیان کرتا ہے کہ تمام چیزیں خدا کی خلق کردہ ہیں لازمہ یہی ہے کہ خداوند بندہ کا میلان معصیت کی جانب کر دیتا ہے اور اس طرح معصیت کو اس کے اندر خلق کر دیتا ہے اور اس بندے کا اس عمل معصیت میں اپنا کوئی عمل و دخل نہیں ہے اور خدا ہی اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعے اس بندے کی اس معصیت کے کرنے کے لئے نگاہ داری کرتا ہے اور عقلِ سلیم کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ اولاً یہ بات قطعاً مخالف حس ہے کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ ہر شخص گناہ کو خود اپنے میلان طبع کے ماتحت سرانجام دیتا ہے اور وہ خود ہی اس میل کا فاعل ہے ، اور وہ عمل خدا کے حکم سے خود اُس بندہ ہی کے اختیار میں ہے یعنی خداوند تعالٰی نے اس عمل کو بندے کے ہاتھوں میں دیدیا ہے اور اس کو اس عمل کے سرانجام دینے کی قدرت بھی عطا کی ہے اور دوسرے یہ بات انتہائی قبیح ہے کہ اس بندہ کو خداوند تعالٰی اس کی معصیت پر کسی قسم کی ملامت کرے ۔ یا اسکی مخالفت پر اس کو کسی قسم کا عقاب کرے کیونکہ اس نے خود سے تو کوئی کام سرانجام ہی نہیں دیا ہے وہ تو صرف آلۂ کار خدا تھا ۔ خدا نے جس طرح سے چاہا اس آلہ سے کام لیا پس اس میں اُس بندہ کی کیا تقصیر ہے ؟ اور اس میں اُس بندہ کا کیا گناہ ہے ؟ لہٰذا اس بنا پر تمام تکالیف شرعیہ اور ان سب کی اساس کہ شرائع و ملل ہیں اور حشر و نشر و ثواب و عقاب سب باطل ہو جائیگا اور ان لوازم کا بطلان سب واضحات سے زیادہ واضح تر و روشن تر ہے ۔ جبر کا شبہ قدر سے بھی زیادہ رسوا تر ہے اور یہ کہ جبری اپنی حس کا منکر ہے پس خبردار ہو جاؤ اور اپنی بدیہات کو شبہات کی بناء پر ہاتھ سے نہ چھوڑو ۔ عمل کرنا یہ بندہ کا ہی اختیار ہے اور خدا کی طرف سے لطف ہی لطف ہے ۔ عقل و شرع اس بات کی گواہ ہیں ۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ اپنے اعتقادات کو عقل و شرع کے مطابق اپناؤ اور اپنے ایمان کی حفاظت کرو ۔ اور اس قسم کے مطالب کی تفصیل میں کسی قسم کا غور و فکر نہ کرو کہ یہ باتیں ضلالت و گمراہی کا موجب بن جاتی ہیں ۔

ایرادِ دوم

درقسمت دوم درصفحہ نمبر ۱۴۷ درمقامِ اثبات اینکہ آئمہ علت فاعلی ہستند بعد از مقدمات زیاد میگوئد کنندہ کارہا مرکب است از کنندہ و از کارہا۔ اگر کار نباشد ایں صفت نیست واگر کنندہ نباشد باز ایں صفت نیست وچوں ایں دو باہم جمع آمدند ایں صفت پیدا شد۔ پس ایں صفت مرکب است وناپائیدار، ومرکب ناپائیدار عین ذات یگانہ خدا باشد وحال آنکہ فاعل کسے است کہ فعلی کند، پس مرکب است از نمائش آں کس واز فعل۔ پس ایں چیز مرکب چگونہ ذات یگانہ خواہد بود؟ تا اینکہ می گوید پس فاعلِ خلقی از خلقہائے خدا است، ودر ملک خدا است وآں علت ہر چیزے است وہمہ چیز باں پیدا شدہ است۔ وہمچنیں می گوید کہ خدا علت نیست زیرا کہ علت مرکب است با اضافہ بمعلول وعلت بے معلول نمی شود ومعلول بے علت نمی شود مثل اینکہ بگوئیم آتش علت سوختن است، پس آتش بے سوزش نمی شود وسوزش بے آتش نمی شود وخدا بستگی با خلق ندارد والا لازم میاید کہ خلق ہمیشہ با خدا باشد وحال اینکہ ہمہ خلق حادث اند وحادث با قدیم نیست وکتاب خدا وسُنت رسول ہمہ بر ایں گواہی دہد کہ (کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیئی) تا اینکہ می گوید پس علت فاعلے عین ذاتِ خدا نباشد بلی صفات خدا ومخلوق ودر صفحہ پیش نمبر ۱۴۶ میگوید ہمچوں افرینندہ وروزی دہندہ ومیرانندہ وزندہ کنندہ ہمہ مرکب اند از عکس ذات وخصوص ایں صفت پس اینہا ذات خدا نباشد۔

ترجمہ ایرادِ دوم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر اس بات کو ثابت کرتے ہوئے کہ آئمہ علیہم السلام علت فاعلے ہیں بہت سے مقدمات کے بعد کہتا ہے کہ کاموں کے کرنیوالا دو چیزوں سے مرکب ہے، ایک کنندہ۔ یعنی کرنیوالا، اور دوسرے کارہا، یعنی کام، اگر کام نہ ہو تو یہ صفت نہ ہوگی اور اگر کرنیوالا نہ ہو تو بھی یہ صفت نہ ہوگی اور جب یہ دونوں باتیں اکٹھی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو اس وقت یہ صفت پیدا ہوگی پس یہ صفت مرکب ہوئی اور ناپائیدار، اور مرکبِ ناپائیدار عین ذاتِ یگانہ خدا ہو، درآنحالیکہ فاعل وہ ہوتا ہے جو کوئی فعل کرے، پس یہ مرکب ہے اس شخص اور اس فعل کی نمائش سے پس یہ مرکب چیز کسطرح سے عین ذات یگانہ خدا ہو سکتی ہے؟ یہاں تک کہ کہتا ہے پس فاعل خدا کی مخلوق ہے اور وہ خدا کے ملک میں ہے اور وہ ہی ہر چیز کی علت ہے اور ہر چیز کو اُسی نے پیدا کیا ہے اور اسی طرح سے پھر کہتا ہے کہ خُدا علت نہیں ہے کیونکہ علت مرکب ہے معلول کے اضافے کے ساتھ اور علت بغیر معلول کے ہو نہیں سکتی اور معلول بغیر علت کے نہیں ہو سکتی، مثلاً یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ آگ علت ہے جلانے کی، پس آگ بغیر سوزش کے نہیں ہو سکتی، اور خدا مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی لبستگی نہیں رکھتا، ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ خلق ہمیشہ خدا کے ساتھ ہو، حالانکہ تمام خلق حادث ہیں، اور حادث قدیم کے ساتھ نہیں رہتی، اور کتاب خدا اور سنتِ رسول اس بات پر گواہ ہیں کہ (کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیئی) یعنی خدا تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں تھی۔ یہانتک کہ کہتا ہے کہ علت فاعلی عین ذات خدا نہیں ہو سکتی، ہاں خدا کی صفات اور مخلوق اور اس صفحہ سے پہلے صفحہ نمبر ۱۴۶ پر کہتا ہے کہ جسطرح آفرینندہ وروزی دہندہ ومیرانندہ وزندہ کنندہ یعنی خالق ورازق ومحی وممیت، خلق کرنے والا، رزق دینے والا، مارنے والا اور زندہ کرنے والا، یہ سب کے سب مرکب ہیں عکس ذات اور اس مخصوص صفت کے ساتھ پس یہ ذات خدا نہیں ہیں۔

ایراد دوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید، ایں کلمات از چندیں راہ با عقل و نقل مطابق نیست۔ اما نقل بجہتہ اینکہ ہمہ ایں اوصاف در قرآن و ادعیہ ہمہ بجہت خداوند تعالیٰ است (ھو اللہ الخالق الباری المصور الخ) و ازیں کلمات مستفاد میشد کہ اینہا ہمہ اسم مخلوق است۔ و اما عقل پس میگوئیم اولاً چہ میگوئے در خالق آیا ذاتِ خدا خالق خلق است یا صفتِ خدا اگر بگوئے ذات خدا خالق است پس بگو فاعل است و رازق است چراکہ خالق با فاعل و رزاق فرق ندارد باعتراف خودت چراکہ خالق بمعنی آفرینندہ است و آں مرکب است و اگر میگوئے خالق صفتِ خدا است میگوئم کہ ہر چہ صفت خدا است و غیر از ذاتِ یگانہ است حادث است و مخلوق۔ و مخلوق بے خالق نمیشود پس خالق آں صفت کیست و حال آنکہ آں صفت علت خلق ہمہ ممکنات است بمذہب تو پس آں غیر از ذات چیزی نیست کہ بتواند خالق آں صفت باشد پس چارہ نداری بجز آنکہ بگوئی ذات خالق آں صفت است پس باز ذات خالق شد و ایں ہمہ تحقیقات بھدر رفت۔

و ثانیاً از اینکہ معنی فاعل کنندہ کارہا باشد و از برای خدا ثابت باشد لازم نماید ترکیب ذات۔ بجہت اینکہ ایں معنی ترکیبی اعتباری است عقلی وجود در خارج ندارد کہ باعث ترکیب ذات شود پس چوں علت بقدرت ذات تاثیر در معلول کردہ او را موجود ساخت عقل بجہت او۔ وصفی انتزاع میکند و میگوید حال خالق شد و چوں او را روزی داد میگوید رازق شد ایں است کہ اوصاف افعال را نفی و اثبات جائز است چنانکہ میگوئی خلق کرد فلانرا و خلق نکرد فلاں را زید را روزی داد و عمرو را نداد۔ ارادہ کرد و ارادہ نکرد۔ بخشید و نہ بخشید و اما اوصافی کہ عین ذات

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی یہ تمام باتیں کئی عنوان سے نہ عقل کے مطابق ہیں نہ نقل کے موافق، یہ باتیں نقل کے مطابق تو اس لئے نہیں ہیں کہ قرآن کریم و فرقان حمید میں اور تمام دعاؤں کے اندر یہ تمام اوصاف خداوند تعالےٰ کے لئے بیان ہوئے ہیں۔ (ھو الخالق الباری المصور) یعنی وہی اللہ خالق و باری و مصور ہے یعنی یہ سب کے سب خدا کے نام ہیں اور کریم خان کی ان باتوں سے یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ سب کے سب مخلوق کے نام ہیں۔

اب رہ گئی عقلی دلائل پس ہم کہتے ہیں، اولاً یہ کہ تم خالق کے بارے میں کیا کہتے ہو، آیا ذاتِ خدا خالق خلق ہے یا صفت خُدا خالق خلق ہے اگر تم یہ کہو کہ ذاتِ خدا خالق خلق ہے پس کہو کہ وہ فاعل ہے اور رازق ہے، کیونکہ خالق ہونے میں اور فاعل و رزاق ہونے میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ تمہیں خود اس بات کا اعتراف ہے، کیونکہ خالق بمعنی آفرینندہ یعنی پیدا کرنیوالا اور خلق کرنے والا کے ہیں اور وہ بھی مرکب ہے، اور اگر تو یہ کہے کہ خالق صفتِ خدا ہے تو پھر میں یہ کہوں گا کہ جو کچھ بھی صفتِ خدا ہے اور غیر از ذاتِ یگانہ ہے وہ حادث ہے اور مخلوق ہے۔ اور مخلوق بغیر خالق کے پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس بتاؤ کہ اس صفت کا خالق کون ہے؟ حالانکہ تمہارے مذہب کے مُطابق تمام ممکنات کی علت خلق یہ صفت ہی ہے پس غیر از ذات کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی کہ جو اس صفت کی خالق ہو سکے۔ پس اب تمہارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ تم اس بات کو تسلیم کر لو۔ کہ ذات ہی اس صفت کی خالق ہے پس اس طرح سے پھر ذات ہی خالق ٹھہری اور تمہاری یہ تمام تحقیقات ضائع و بے کار ہو گئیں۔

دوسرے یہ کہ معنی فاعل، کنندہ کارہا ہو۔ یعنی کاموں کا کرنے والا ہو اور یہ فاعل ہونا خدا کیلئے

اند نفی واثبات انہا جائز نیست پس نمی شود گفت خداوند قادر بود و نبود و عالم بود و نبود وحی بود و نبود پس الحاصل این جور ترکیبات اعتباریہ عقلیہ باعث نفی صفات افعال نمیشود کہ بگوئی خدا خالق نیست یا فاعل نیست و الا پس بگوید چرا خدا را خالق گفتن درست و خلق خالق نمی شود و شریک خدا ہم نیستند در خلق چنانکہ در ایراد اوّل انرا مسلم داشتہ بود پس ہماں طور کہ خدا خالق است باعتراف تو و حال آنکہ خالق بے مخلوق نمی شود مثل اینکہ علت بے معلول نمی شود پس بہماں معنی فاعل است و علت است و ہیچ لزومی ندارد کہ ما علت را چیز دیگر بدانیم زیرا کہ معنی علت ہماں خالق است بلا تفاوت ہر چہ دراں می گوئی در علت ہم بگو. و ثالثاً آنکہ میگوید آں صفت کہ فاعل علت ہمہ خلق است و ذات علت او نیست پس میگوئیم کہ آیا آں صفت معلول است یا نہ اگر بگوید معلول است پس لامحالہ معلول بے علت نمی شود و علت غیر معلول است پس علت او ذات خواہد بود و اگر معلول نیست آیا حادث است یا قدیم اگر بگوید قدیم است منافی آں حرف است کہ گفتہ بد کہ ہر چہ غیر ذات خدا است حادث و اگر بگوید حادث است پس حادث لامحالہ باید معلول باشد و علت میخواہد و

ثابت ہو تو اس سے بھی ترکیب ذات لازم نہیں آتی یعنی کرنیوالا اور کام ملکر مرکب نہیں بنتے کیونکہ یہ معنی ترکیبی اعتباری ہے عقلی اور اس ترکیب کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ کہ جس کی وجہ سے وہ ترکیبِ ذات کا باعث بنے، پس جب علت نے بقدرتِ ذات معلول میں تاثیر کی تو اُس کو عدم سے وجود میں لے آیا اور اس کو موجود کر دیا۔ عقل اس کیلئے ایک وصف تجویز کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اب خالق ہو گیا۔ اور جب اس کو روزی عطا کی تو اس نے کہا کہ اب رازق ہو گیا یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے اوصاف افعالی یعنی صفات فعل کے بارے میں نفی واثبات جائز ہے جیسا کہ تم کہو کہ فلاں کو خلق کیا اور فلاں کو خلق نہیں کیا۔ زید کو روزی دی اور عمر کو روزی نہ دی۔ ارادہ کیا اور ارادہ نہ کیا۔ بخشش و عطا کی اور بخشش و عطا نہیں کی لیکن وہ اوصاف جو کہ عین ذات خدا ہیں ان میں نفی واثبات جائز نہیں ہے پس ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ یوں کہا جائے کہ خداوند قادر تھا اور قادر نہیں تھا اور حیٌ تھا اور حیٌ نہیں تھا

پس حاصلِ کلام یہ ہے کہ اس قسم کی ترکیباتِ اعتباریہ عقلیہ صفتِ افعال کے نفی کا باعث نہیں بن سکتی۔ یعنی اس قسم کی ترکیبات سے اُس کے صفات افعال کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ تم یہ کہنے لگ جاؤ۔ کہ خدا خالق نہیں ہے یا خدا فاعل نہیں ہے۔ ورنہ بتاؤ کہ پھر کیوں اور کس طرح سے خدا کو خالق کہنا درست ہے؟ اور مخلوق خالق بن نہیں سکتی، اور خلق کرنے میں خدا کی شریک بھی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ایرادِ اول میں تم نے خود اس کو مسلم قرار دیا تھا، پس اس طرح سے جیسا کہ تم نے خود اعتراف کیا ہے کہ خدا خالق ہے، حالانکہ خالق بغیر مخلوق کے بن نہیں سکتا۔ جیسا کہ علت بغیر معلول کے نہیں ہو سکتا۔ پس وہ اس معنی میں فاعل ہے اور علت ہے اور کچھ لازم نہیں ہے کہ ہم علت کو ایک دوسری چیز قرار دیں، اس لئے کہ علت کے معنی بلا فرق و بلا تفاوت وہی خالق ہے لہٰذا جو کچھ تم اس کے بارے میں کہتے ہو وہی علت کے بارے میں بھی کہو۔

تیسرے یہ کہ اُس نے جو یہ کہا ہے کہ اس کی صفت تمام خلق کی علتِ فاعلی ہے اور ذات اس کی علت نہیں ہے پس میں کہتا ہوں کہ آیا وہ صفت معلول ہے یا نہیں، اگر تم یہ کہو گے

اگر میشود حادث موجود بشود و معلول نباشد و علت نخواہد پس نمیشود کہ ہمہ این عالم بی علت موجود شدہ باشد پس چگونہ اثبات وجود صانع و علت از برای حوادث خواہد کرد درست . دراین حرفہا تفکر کن وببین چگونہ عوام را فریب می دہد و در ہمین صفحہ بعد میگوید خدا پیغمبر را بے علت افریدہ ونباید ازاو بپرسید کہ چرا و چون و چرا انجا نیست ۔ این حرفہا را بکسی باید گفت کہ فہم ندارد واللہ کلام دراین نیست کہ علت خلق یعنی غرض خدا از خلق چیست تا بگوئی ازاو نمیپرسند ما با خود حرف میزنیم کہ آیا پیغمبر معلول است یا نہ ؟ وچون حادث است و معلول لابد باید خالق او غیراو باشد والا پس میشود ہمہ کس خالق باشد واحتیاج بخدا نداشتہ باشند پس باین حرفہا گوش مدہ وبدان کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ خلقی است از مخلوقات وسیّد و بہتر ہمہ وخالق او وغیراو ہمان فرد یکتا است وخالق ورازق ومحیی وممیت ہمہ خداوند عالم است وپیغمبر وائمہ وانبیاء وملائکہ علیہم السلام ہمہ بندہ گانے ہستند کہ شرافت قرب درگاہ او یافتہ ہرچہ ارادہ کنند وخواہش کنند بمحل استجابت میرسد و خداوند ایشان را مطلع براسرار خلق وعلوم وآداب گردانیدہ (عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون)

کہ وہ صفتِ معلول ہے، پس لامحالہ معلول لبغیر علت کے ہو نہیں سکتا۔ اور یہ علت غیر معلول ہے پس اس کی علت ذات ہی ہوگی۔ اور اگر معلول نہیں ہے تو یہ بتلاؤ کہ وہ حادث ہے یا قدیم؟ اگر وہ یہ کہے کہ وہ قدیم ہے تو یہ بات خود اس کی اس بات کے منافی ہے جو اس نے خود کہی ہے کہ خدا کی ذات کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ حادث ہے پس لامحالہ حادث کے لئے ضروری ہے کہ وہ معلول ہو۔ اور یہ معلول ایک علت کو چاہتا ہے اور اگر ایسا ہو کہ حادث خود بخود موجود ہو جائے اور وہ معلول نہ ہو اور اس کو کسی علت کی ضرورت نہ ہو۔ پس پھر تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تمام کا تمام عالم ہی خود بخود موجود ہو گیا ہو پس اس طرح سے اب کیونکر وجود صانع کا اثبات کرو گے؟ اور حوادث کی علت کو کس طریقہ سے پایۂ ثبوت تک پہنچا سکو گے۔

ذرا اس کی باتوں میں اچھی طرح غور کر کے دیکھو کہ کس طریقہ سے عوام کو دھوکا میں ڈالا گیا ہے اور اس صفحہ سے اگلے صفحہ پر کہتا ہے کہ خدا نے پیغمبر کو بغیر علت کے پیدا کیا اور اُس سے یہ نہیں پوچھا جا سکتا۔ کہ ایسا کیوں کیا؟۔

اس مقام پر چون وچرا کا سوال ہی نہیں ہے ایسی باتیں صرف اسی شخص کے سامنے بیان کی جا سکتی ہیں جس کو ذرہ بھر بھی عقل وشعور اور سمجھ بوجھ نہ ہو کیونکہ ہماری بحث اس بارے میں نہیں ہے کہ علت خلق یعنی غرضِ خدا از خلق کیا ہے یعنی اس نے خلق کو کس غرض اور مقصد کے لئے خلق کیا ہے تاکہ تم اُس کے لئے ایسی بات کہو کہ اُس سے یہ نہیں پوچھ سکتے۔

ہم خود اپنے سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ آیا پیغمبر معلول ہے یا نہیں؟ حادث ہے یا نہیں؟ اور چونکہ وہ حادث بھی ہے اور معلول بھی لہذا ضروری ہے کہ اس کا خالق اس کا غیر ہو ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمام لوگ خود اپنے خالق ہوں، اور ان کو خدا کی کوئی احتیاج نہ ہو۔ پس تم کو ان باتوں پہ کان نہیں دھرنے چاہئیں۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ مخلوقات خدا میں سے ایک مخلوق ہیں اور سب سے بہتر اور سب کے سیّد و سردار ہیں اور ان کا خالق بھی اور ان کے سوا جو کچھ بھی سے ہے۔ اُن کا خالق بھی اور اُن کے سوا جو

ایراد سوم

در صفحہ ۱۴۹ قسمت دوم میگوید، حال ہمہ اشیا آلت کار خدایند، و خدا را آلات کلی و جزئی ہمہ است و آلتی کلی کلی کہ از آں کلی تر آلتی نیست وجود حضرت پیغمبر است، چنانکہ در حدیث طارق حضرت امیر علیہ السلام میفرمائید۔ (و نحن سبب المخلق) یعنی ما علت ایجاد کل خلق ہستیم پس ایشاں علت کلی ہستند و سائر خلق علتہائی جزئی، ہر یک برائے کاری خوب اند مگر آں بزرگوار کہ کل ہزار ہزار عالم بواسط آں بزرگوار ایجاد شدہ و ایجاد کنندہ کنندہ خدا است و آلت ایشانند۔

کچھ بھی مخلوقات سے ہے اُن سب کا خالق بھی وہی فردِ یگانہ و یکتا وحدہٗ لاشریک ہے اور ان سب مخلوقات کا خالق و رازق و محی و ممیت بھی خداوند عالم ہی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہٖ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام اور انبیاء و ملائکہ علیہم السلام سب کے سب خدا کے وہ بندے ہیں جو قرب بارگاہ الٰہی کی شرافت و بزرگی پر فائز ہیں، یہ حضرات جو کچھ بھی ارادہ کرتے ہیں۔ ور اس کے لئے خداوند تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اور ان کی خواہش و ارادہ کو پورا کر دیتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے ان کو اسرارِ خلق اور علوم و آداب پر مطلع کر دیا ہے۔ عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون

ترجمہ ایراد سوم

یہ شخص قسمت دوم کے صفحہ ۱۴۹ پر یوں کہتا ہے کہ اب تمام چیزیں خداوند تعالیٰ کے افعال کے لئے بمنزلہ آلت کے ہیں اور خداوند تعالیٰ کے لئے آلات کلی بھی ہیں اور آلات جزئی بھی ہیں اور آلت کلی کلی کہ اس آلت سے بڑھ کر اور کوئی کلی آلت نہیں ہے وجود حضرت پیغمبر ہے، جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام حدیث طارق میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (نحن سبب المخلق)، یعنی ہم کل خلق کی علت ایجاد ہیں، پس وہ حضرت علتِ کلی ہیں اور تمام مخلوق علت جزئی، ہر ایک کسی نہ کسی کام کے لئے خوب ہیں، مگر وہ بزرگوار کل ہزار ہزار عالم کہ تمام کا تمام اُن بزرگوار کے واسطے سے ایجاد ہوا ہے اور ایجاد کنندہ کا ایجاد کنندہ خدا ہے اور وہ آلت ہیں۔

ایراد سوم

جواب آیۃ اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید، بداں کہ علت غیر از آلت است زیرا کہ علت آں است کہ اثری براں مترتب میشود مانند آتش کہ سوختن اثر آں است کہ خداوند در آں قرار دادہ است پس آتش علت سوختن است، و ایں علیت ہم مخلوق است، و آلت آن است کہ اثر علت را بمعلول برساند چوں تیشہ از برائے نجار و کارد بجہت قصاب و دست بجہت انسان کہ اینہا تاثیر علت را بمعلول میرسانند۔ حال اگر پیغمبرؐ علت اشیاء است و خداوند علت نیست پس چگونہ او را آلت میگوئی و اگر آلت است پس علت خداوند است و ایضاً چرا میگوئی ایجاد کنندہ خدا است و حال اینکہ ایں صفتی است مرکب از ایجاد و کنندہ و ہر صفتی حادث است و حادث خدا نیست پس ایجاد کنندہ بمذہب تو باید خود پیغمبر باشند نہ خدا پس چرا می گوئی ایجاد کنندہ خدا است و ایشاں آلت اند مگر آں حرفی را کہ در مطلب سابق گفتہ بودی کہ ہر صفت مرکبی غیر خدا است فراموش کردی۔ بلے دروغ گو حافظہ ندارد و حدیث ہم دلالت ندارد بر ایشاں آلت کار خدا اند بلکہ سبب بمعنی باعث و غرض است چنانکہ میگوئی سبب ساختن ایں سریر سلطان است یعنی بجہت او ساختہ شدہ است کہ براں بنشیند و حکم کند حال سلطان فاعل سریر نہ شد و آلت ساختن ہم نیست ولی سبب ساختن او است بفہم و انصاف بدہ۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

معلوم ہونا چاہیئے کہ علت غیر از آلت ہے کیونکہ علت اس کو کہتے ہیں کہ جس پر اثر مترتب ہوتا ہے جیسا کہ آگ ہے کہ جلانا اُس کا اثر ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے اس کے اندر قرار دیا ہے پس آگ جلانے کی علت ہے اور یہ علیت بھی مخلوق ہے اور اس کو کہتے ہیں کہ جو اثر علت کو معلول تک پہنچائے جیسا کہ تیشہ نجار کے لئے اور چھری قصاب کے لئے اور ہاتھ انسان کے لئے کہ یہ چیزیں تاثیر علت کو معلول تک پہنچاتے ہیں اب اگر پیغمبر علت اشیاء ہیں اور خداوند تعالیٰ علت نہیں ہے پس تم ان کو آلت کس طرح سے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر وہ آلت ہیں تو پھر علت خداوند تعالیٰ ہے اور پھر تم یہ کیسے کہتے ہو۔ کہ ایجاد کنندہ خدا ہے حالانکہ تمہارے کہنے کے مطابق یہ ایک صفت ہے جو مرکب ہے۔ ایجاد اور کنندہ سے اور ہر صفت حادث ہے اور حادث خدا نہیں پس تمہارے مذہب کے مطابق تو ایجاد کنندہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہونے چاہئیں نہ کہ خداوند تعالیٰ پس تم یہ کیسے کہتے ہو کہ ایجاد کنندہ خدا ہے اور وہ آلت ہیں شاید تم اپنی ان باتوں کو جو تم نے مطلب سابق میں بیان کی تھیں کہ ہر صفت مرکب ہے اور وہ مرکب غیر از خدا ہے، بھول گئے ہو، ہاں ہاں یہ درست ہے۔ دروغ گو حافظہ ندارد۔ جھوٹ بولنے والے کی یادداشت کمزور ہوتی ہے۔

اور وہ حدیث جو تم نے بیان کی ہے وہ بھی تمہارے مطلب پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ حضرات آلت کارِ خدا ہوں بلکہ یہاں پر سبب بمعنی باعث و غرض ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس تخت کے بنانے کا سبب سلطان ہے یعنی یہ تخت بادشاہ کے لئے بنایا گیا ہے تاکہ وہ اس تخت پر بیٹھے اور حکمرانی کرے اب سلطان سبب کہلانے کی وجہ سے فاعلِ سریر یا تخت کا بنانے والا نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی تخت کے بنانے کا آلت کہلا سکتا ہے ہاں اس تخت کے بنانے کا سبب ہے یقیناً یہ تخت اس بادشاہ کے بیٹھنے کیلئے بنایا گیا ہے پس اس بات کو اچھی طرح سے سمجھو اور انصاف کرو۔

ایراد چہارم

درصفحہ نمبر ۸۲ قسمت سوم میگوید درمعنی وحی نبوی پیغمبرؐ پس آں بشری است مثل ما یعنی مخلوق است از خدا بصورت بشر کامل کہ درنہایت اعتدال وصفا است بطوریکہ ذکر کردیم و دارای صفات معدنی ونباتی وحیوۃ وانسانی ونبویت لیکن جمیع آں درنہایت اعتدال وصفا پس ازاینجہت بطوری صاف شدہ کہ خود را بکلی پنہاں کردہ وخدارا آشکار کردہ ونورِ خدا در آں افتادہ است وہماں افتادن نورِ خدا در آں وحی توحید است کہ خدا باو وحی کردہ است کہ خدائے شما خدائے یگانہ است مانند آئینہ گردی کہ درمقابل آفتاب بگیرند خودش ہیچ پیدا نیست وسرتاپا آفتاب از آں پیدا است وعکس چیز دیگر در آں پیدا نیست وہماں وحی آفتاب است بآنجہ کہ آفتاب جہانتاب یکے است۔ بعد میگوید سرِ اینکہ وحی درایں آیہ مخصوص توحید است آنست کہ معلوم شود آحدیت نورِ آنجناب ویگانگی ذات او زیراکہ آئینہ ہر چیز باید شبیہہ آں باشد ودرصفحہ بعد میگوید از زبان پیغمبرؐ پس چوں بکلی رو بمن کنید ملاقات خدا را خواہید کرد چراکہ خدارا ملاقات نخواہید کرد مگر درمن چنانکہ ہیچ یک از سنگہا ملاقات آفتاب را نتواند کرد مگر بتوجہ بآئینہ۔

ترجمہ ایراد چہارم

قسمت سوم کے صفحہ ۸۳ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کے معنی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پس وہ (یعنی وحی) بھی ہماری مانند ایک بشر ہی ہے یعنی مخلوق ہے جس کو خداوند عالم نے بشرِ کامل کی صورت میں خلق فرمایا ہے جو انتہائی اعتدال وصفا کی مالک ہے اس طور پر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، اور معدنی ونباتی وحیوانی وانسانی ونبوی صفات کی حامل ہے لیکن یہ سب کی سب صفات انتہائی اعتدال اور صفا کی صورت میں اس کے اندر موجود ہیں پس اس جہت سے اس طور پر صاف شدہ ہے کہ اُس نے خود کو کلی کے اندر چھپا لیا ہے اور خدا کو آشکار کر دیا ہے اور نورِ خدا اُس کل کے اندر داخل ہو گیا ہے اور نورِ خدا کا اُس کلی کے اندر داخل ہو جانا ہی وحی توحید ہے۔ جس کی خدا نے اسکو وحی کی ہے کہ تمہارا خدا خدای یگانہ ہے اُس کی مثال اس شیشہ کی طرح ہے کہ جس کو آفتاب کے مقابل کیا جائے تو اس آئینہ کا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا اور سرتاپا آفتاب اُس شیشہ کے اندر جلوہ گر نظر آتا ہے اور کسی دوسری چیز کا عکس بھی اُس میں دکھائی نہیں دیتا اور یہی چیز وحی آفتاب ہے آئینہ کے لئے کہ آفتاب جہانتاب ایک ہی ہے۔ اسکے بعد وہ کہتا ہے کہ اس بات میں، کہ اس آیت میں وحی مخصوص بہ توحید ہے یہ بھید ہے تاکہ اس بیان سے آحدیت، نورِ آنجناب، اور خداوند تعالیٰ کی یگانگی کا علم ہو جائے۔ کیونکہ یہ بات لازم ہے کہ ہر چیز جو آئینہ میں نظر آتی ہے وہ اُس چیز کی مانند ہوتی ہے اور بالکل اس کی شبیہ ہوتی ہے۔ اور اس صفحہ کے بعد اگلے صفحہ پر کہتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے، کہ جب تم کلی طور پر میری طرف متوجہ ہو جاؤ گے تو خداوند تعالیٰ کی ملاقات کر لو گے کیونکہ تم خدا سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ مگر میرے اندر، جیسا کہ کوئی بھی پتھر آفتاب کی ملاقات سے شرفیاب نہیں ہو سکتا، مگر جب کہ وہ آئینہ کی طرف توجہ کرے۔

ایرادِ چہارم

جوابِ آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاسر میگوید. اولاً خود او در صفحہ نمبر ۱۳۴ قسمت دوئم میگوید کہ از جہالت است کہ کسی نورِ اول را از خدا مانند ظہور نور از آفتاب بداند یا مانند عکس آفتاب یا صورت آں در آئینہ پندارد چرا کہ اینہا ہمہ حادث اند و حادث در ذاتِ خدا مذکور نیست و مطابق با ذات نیست و مساوی با او نیست بخلاف نورِ آفتاب کہ در ہمہ چیز مساوی با صورت آفتاب است پس حاشا کہ آں نورِ اول عکس ذات خدا باشد بلکہ خداوند آنرا خلقت کردہ و اختراع کردہ است بے نسبتی با ذاتش و بی وابستگی وانیکہ جہال عرفای بیند کہ در حادث محال است کہ چنیں چیزی بشود لا محالہ در مابین ہر نور و صاحبش نسبتی و مطابقہ است و از ایں جہت در خدا ہم طور حکم کردہ اند آیا نمی دانند کہ ہر چہ در حادث جائز است در قدیم محال است تا آخر۔

پس ہمانرا کہ انجا نسبت بجہال دادہ اینجا بایں تفصیل اثبات کردہ زیرا کہ آں کلام از پیغمبر است و اواول خلق است پس ہرگاہ آئینہ شد چہ چیز در او ظہور کند غیر از ذات و حال آنکہ چیزی دیگر نیست وثانیاً آن نور کہ در ذات پیغمبر ظاہر شدہ است و وحی خدا است آیا حادث است یا قدیم؟ اگر قدیم است پس ہماں ذات است و اگر حادث است باید وجودش معلول پیغمبر باشد و لبعد از پیغمبر باشد و ایں چہ کمال است کہ شخص مظہر معلول خود باشد و

جوابِ آیت اللہ آقائے شہرستانی

اوّلاً خود محمد کریم خان اپنی اس کتاب کی قسمت دوم کے صفحہ ۱۳۴ پر یوں کہتا ہے کہ یہ بات سراسر جہالت ہی جہالت ہے کہ کوئی شخص خدا کی طرف سے نورِ اول کے ظہور کو آفتاب سے اس کے نُور کے ظہور کی مانند جانے یا آفتاب کے عکس کے مانند سمجھے۔ یا اُس کی صورت کو آئینہ میں سمجھے کیونکہ یہ سب چیزیں حادث ہیں اور خدا کی ذات کے لئے ان باتوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں نہ یہ چیزیں ذات کے مطابق ہیں۔ نہ یہ چیزیں اس کی ذات کے مساوی ہیں۔ اس کے برخلاف نورِ آفتاب ہر چیز میں صورت آفتاب کے مساوی ہے۔ پس ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ نورِ اوّل عکس ذاتِ خدا ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اُس نور کو خلق کیا ہے اور اختراع کیا ہے اس صورت میں کہ اُس نور کو اُس کی ذات کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے اور نہ ہی اُس نور کو اُس کی ذات سے کوئی وابستگی ہے لہٰذا جو کچھ یہ جہال عرفا یعنی صوفی حضرات بیان کرتے ہیں، حادث میں محال ہے کہ ایسی چیز ہو کہ لامحالہ ہر نور اور اس کے صاحب نور میں کوئی نہ کوئی نسبت، اور مطابقت ہے اور اس جہت سے انہوں نے خدا میں بھی اسی طور پر حکم لگایا ہے کیا ان عرفائے جہال اور صوفیوں کو علم نہیں ہے، کہ جو چیز حادث کے لئے جائز ہے وہ قدیم کیلئے محال ہے۔"

پس اُسی بات کو کہ جس بات کی نسبت اُس نے جہال عرفا اور صوفیوں کی طرف دی تھی، اس مقام پر اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کر کے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ وہ پیغمبر صلعم کا کلام ہے اور وہ اوّل مخلوق ہے پس جب وہ آئینہ ہوئے تو غیر از ذات اور کیا چیز اُن کے اندر ظہور کر سکتی ہے بلکہ اُن کے سوا اور کوئی دوسری چیز ہے ہی نہیں۔ دوسرے وہ نور جو کہ ذاتِ پیغمبر کے اندر ظاہر ہوا ہے اور وہی وحی خدا ہے آیا وہ حادث ہے یا

الیضاً ملاقات او ملاقات معلول باشد نہ ملاقات خدا واگر آں نورِ خدا ذاتِ پیغمبر است پس وحی کدام است باری فہم این جور مطالب کار ہر کس نیست ومتکلف ہر ساعت چیزی میگوید۔

ــــــــ ؁ ــــــــ

ایرادِ پنجم

در صفحہ نمبر ۴۸ قسمت سوم در مقام اثبات اینکہ ذات خدا بے نام ونشان است وبی اسم ورسم ومجہول مطلق میگوید "پس این مطالب کہ گفتہ می شود ولفظہائے کہ بر زبان راندہ می شود، لفظ کہ باشند تن ہا ہستند وخدا حلول در تن مخلوق نمی کند وجان مخلوق خود نمی شود چراکہ جان با تن مناسبت دارد، وخدا پاک است از ہم جنسی با خلق تا اینکہ میگوید پس جان این سخنہا ذاتِ غیبی بے نام ونشان نشود چراکہ او قدیم است واین حادث واو بے نام ونشان است واین ہا بانام ونشان وآنچہ سوفیہ گمان کردہ اند کہ خدا لطیف خلق است وچوں خلق را نازک کنند خدا شوند خلاف کتاب وسنت است، تا اینکہ می گوید پس این حرف ہا کہ گفتہ می شود بنازکتر اشارہ ولطیف تر کنایہ یا غیر اینہا معنی آں خدا نیست وخدا ازاں منزہ ومبرا است۔ تا اینکہ می گوید، ازاین جہت الفاظ را بحواس ظاہر فہمند ومعنی آنہا را (یعنی) بحواس باطن وحال آنکہ خلق نرسند مگر بخلق ولفظ ومعنی ہر دو مخلوق وحادث است۔

ــــــــ ؁ ــــــــ

قدیم، اگر وہ قدیم ہے پس وہ وہی ذات ہے، اور اگر وہ حادث ہے پس ضروری ہے کہ اس کا وجود معلول پیغمبر ہو، اور وہ پیغمبر کے بعد وجود میں آیا ہو۔ اور یہ کیا کمال ہوا کہ وہ شخص مظہر معلول خود ہو۔ اور یہ بھی ہے کہ اُس کی ملاقات معلول کی ملاقات ہو نہ کہ خدا کی ملاقات، اور اگر وہ نور خود ذاتِ پیغمبر ہے تو پھر وحی کونسی ہے اور کیا ہے؟ بہرحال اس قسم کے مطالب کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے اور متکلف ہر ساعت ایک نئی چیز بیان کرتا ہے۔

ــــــــ ؁ ــــــــ

ترجمہ ایرادِ پنجم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۴۸ پر اس بات کو ثابت کرتے ہوئے کہ ذاتِ خدا بے نام ونشان ہے اور بے اسم ورسم ہے اور بالکل مجہولِ مطلق۔ وہ کہتا ہے، پس یہ مطالب جو بیان کیے جاتے ہیں اور وہ تمام الفاظ جو زبانوں پر جاری ہوتے ہیں لفظ ہونے کی حیثیت سے سب کے سب تن (بدن وجسم) ہیں اور خدا مخلوق کے تن یعنی جسم میں حلول نہیں کرتا۔ اور اپنی مخلوق کی جان (روح) نہیں بن سکتا، کیونکہ جان ہی تن یعنی جسم کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اور خدا پاک ہے خلق کے ساتھ ہم جنس ہونے سے۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ پس ان الفاظ کی جان ذاتِ غیبی بے نام ونشان نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ قدیم ہے اور یہ الفاظ حادث اور وہ بے نام ونشان ہے اور یہ با نام ونشان۔ اور یہ جو صوفیہ کا گمان ہے کہ خدا لطیف خلق ہے۔ لہٰذا جب خلق کو نازک ولطیف کردیں تو خدا ہو جاتی ہیں ان کی یہ بات کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ پس یہ تمام حروف والفاظ جو بیان ہوتے ہیں اور زبانوں پر جاری ہوتے ہیں۔ نازک تر اشارہ کے ساتھ یا کسی لطیف تر کنایہ کے ساتھ یا کسی اور صورت میں بھی

ایراد پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید۔ اولاً ہمیں لفظ کہ میگوئی ذات خدا بے نام و نشان است یا خدا منزہ است از نام و نشان یا خدا قدیم بالذات است یا خدا حادث نیست اینہا ہمہ الفاظ اند و معانے و یا اعتقاد تو ہر دو حادث اند پس باید مراد تو ازایں الفاظ غیر از ذات غیبی باشد پس آں خدا کہ بے نام و نشان است و قدیم بالذات است و حادث نیست بمذہب تو یکیا است از مخلوقات چراکہ لفظ خدا مخلوق است۔ و معنی ایں لفظ ہم مخلوق است باعتقاد تو پس اینکہ میگوئی خدا حادث نیست یعنی مخلوق حادث نیست و اینکہ می گوئی ذات غیبی بے نام و نشان است یعنی مخلوق بے نام و نشان است بلکہ ہر چہ از برای خدا در ایں کتاب اثبات کردہ از کلمات مثل قدیم بودن و ازلی و وحدانیت و واجب الوجود بودن و ہر چہ نفی کردہ از او مثل حدوث و تغیر و اسم و رسم ہمہ راجع بمخلوق شد پس اگر بگوئی خدا را عبادت میکنم معنیش ایں است کہ مخلوق را عبادت میکنم و اگر بگوئی خدا را خالق است معنیش ایں شدہ کہ مخلوق خالق است و اگر بگوئی حضرت پیغمبرؐ نورِ خدا است معنیش ایں است کہ پیغمبرؐ مخلوق است و اگر بگوئی حضرت پیغمبرؐ نور خدا است معنیش ایں است کہ نورِ مخلوق است

اُس کا معنی خدا نہیں ہو سکتا۔ اور خدا اس بات سے منزہ و مبرا ہے کہ اس کا کوئی نام ہو۔ یہانتک کہ کہتا ہے کہ اسی جہت سے الفاظ کو حواس ظاہر کے ذریعہ سے سمجھا جاتا ہے اور ان کے معنی کو حواس باطن کے ذریعہ سے۔ درانحالیکہ خلق نہیں پہنچ سکتی مگر خلق تک اور لفظ و معنی دونوں ہی مخلوق ہیں اور حادث ہیں۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اولاً یہی لفظ جو تو کہتا ہے کہ ذاتِ خدا بے نام و نشان ہے۔ یا خدا منزہ ہے نام و نشان سے، یا خدا قدیم بالذات ہے، یا خدا حادث نہیں ہے یہ بھی تو سب کے سب الفاظ ہی ہیں اور تیرے اعتقاد کے مُطابق الفاظ اور اس کے معنی دونوں کے دونوں حادث ہیں پس ضروری ہوا کہ ان الفاظ سے تیری مُراد بھی غیر ذاتِ غیبی ہو۔ پس تمہارا وہ خدا جو بے نام و نشان ہے، جو قدیم بالذات ہے اور جو حادث نہیں ہے تمہارے مذہب کے مطابق کہاں ہے وہ بھی تو مخلوقات سے ہی ہو گیا۔ کیونکہ تمہارے اعتقاد کے مطابق لفظِ خدا مخلوق ہے اور اس لفظ کے معنی بھی مخلوق ہے، پس اب یہ جو تو کہتا ہے کہ خدا حادث نہیں ہے یعنی مخلوق حادث نہیں ہے۔ اور یہ جو تو کہتا ہے کہ ذاتِ غیبی بے نام و نشان ہے اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ مخلوق بے نام و نشان ہے، بلکہ جو کچھ بھی تم نے اپنی اس کتاب میں خدا کے لئے ثابت کیا ہے مثل ان کلمات کے کہ وہ قدیم ہے وہ ازلی ہے وہ واحد و یکتا ہے وہ واجب الوجود ہے۔ اور ہر وہ بات جس کی تم نے اپنی کتاب میں نفی کی ہے مثل حدوث و تغیر و اسم و رسم یہ سب کے سب الفاظ ہیں۔ اور تمہارے کہنے کے مطابق الفاظ و مخلوق ہیں، پس اگر تم یہ کہو کہ ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں تو اس

پس خدائی تو مخلوق است و پیغمبر و آئمۂ ہمہ از جانب او آمدہ اند وقدیم بالذات واجب الوجود وآنکہ حادث نیست وتغیر دراں نیست ہمہ آنہا مخلوق اند وخالق ہم مخلوق است زیراکہ ہمہ آنہا اسم اند ومعنی وہر دو حادث ومخلوق اند۔ تفکر بکن در مطلب کہ چہ قدر از بشعوری گفتہ شدہ است بلکہ ہمیں عبارت کہ ذاتِ خدا بے نام ونشان است وبے اسم ورسم است خودش تناقض است چراکہ ہمیں لفظ ذات خدا کہ اینجا میگوئی معنیش چہ چیز است مخلوق است یا چیزی دیگر اگر مخلوق است پس مقصودت ایں شد کہ مخلوقے بے نام ونشان چہ دخل بذاتِ خدا دارد واگر مخلوق نیست پس چہ چیز است غیر از ذات خدا کہ موجود باشد ومخلوق باشد وثانیاً در قرآن است وللّٰہِ الاسماءِ الحسنیٰ واللہ خود اسم ذات مقدس خداوند عالم است کہ بزبانِ عربی مثل اسم خدا بزبان عجمی وآنکہ معنی ذہنی آں کہ صورت ذہنے است امر حادث باشد دخلے ندارد بآنکہ مسمی ہم حادث باشد بلکہ مسمی ہماں ذات موجود بالذات است وروح

کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہم مخلوق کی عبادت کرتے ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ حضرت پیغمبر نورِ خدا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ پیغمبر نورِ مخلوق ہے اور اگر تم یہ کہو کہ حضرت پیغمبر نورِ خدا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا۔ کہ نورِ مخلوق ہے۔ پس تیرا خدا مخلوق ہوا۔ اور پیغمبر وآئمہ سب اس مخلوق کی طرف سے آئے ہیں اور اس کا قدیم بالذات اور واجب الوجود ہونا۔ اور یہ کہ وہ حادث نہیں ہے اور اس میں تغیر نہیں ہے یہ سب کے سب الفاظ ہیں لہٰذا مخلوق ہیں۔ اور لفظ خالق بھی لفظ ہے لہٰذا خالق بھی مخلوق ہے کیونکہ یہ سب کے سب اسم ہیں اور معنی لہٰذا ہر دو حادث ہیں اور مخلوق ہیں۔

ذرا اپنے اس بیان کردہ مطلب میں غور تو کر کہ کس قدر بے شعوری کے ساتھ تو نے ان کو بیان کیا ہے بلکہ خود یہی عبارت کہ ذاتِ خدا بے نام ونشان ہے اور بے اسم ورسم ہے خود اپنے آپ تناقض ہے کیونکہ یہی لفظ ذات خدا، جو تو نے اس مقام پر بیان کیا ہے یہ کیا چیز ہے۔ یہ مخلوق ہے یا کوئی اور چیز ہے۔ اگر مخلوق ہے پس تیرا مقصود یہ ہوا کہ ایک بے نام ونشان مخلوق، اس کا ذاتِ خدا میں کیا دخل، اگر مخلوق نہیں ہے۔ پس کیا چیز ہے ذاتِ خدا کے سوا کہ موجود ہو اور مخلوق ہو۔ دوسرے قرآنِ کریم میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (وللّٰہ الاسماء الحسنیٰ) اور اللہ خود اسمِ ذات مقدس خداوند عالم ہے جو زبانِ عربی میں ہے، جیساکہ زبانِ عجمی میں خدا اس کا نام ہے۔ اور یہ بات، کہ اس کے معنی ذہنی، کہ وہ صورت ذہنی ہے امر حادث ہو۔ اس کا اس بات میں کوئی دخل نہیں ہے کہ اس لفظ کا مسمی بھی حادث ہو، بلکہ اس کا مسمّیٰ وہی ذات موجود بالذات ہے اور لفظ کی روح کہ اس سے ادراک ہوتا ہے، وہ معنی ذہنی ہے۔ اور وہ لفظ مسمّیٰ نہیں ہے اور یہی ہے وہ چیز جس کے بارے میں حضرت معصوم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے

"ومن عبد المسمی دون الاسم فذالک التوحید"

یعنی جس نے اسم کی بجائے مسمی کی عبادت کی پس توحید حقیقی یہی ہے۔

لفظا کہ مدرک است آں معنی ذہنی است داں مسمی نیست اینست کہ حضرت میفرماید ومن عبد المسمی دون الاسم فذالک التوحید وثالثاً صوفیہ کہ ہمیں گفتند خدا لطیف خلق است وایں بمذہب تو درست است چراکہ خدا اسم مخلوق است ومخلوق لطیفِ خلق باشد کفر نمی شود بلکہ تو میگوئی معنی خدا روح لفظِ خدا است وہر دو حادث اند وخلق اند وروح لطیف تر است پس خدا لطیف خلق است باعتقاد تو بہ، بہ، عجب توحیدی ومعرفت کاملے درست کردی خانہ است ویران ہیچ مردم تفکر نمیکنند در آنچہ میگویند کہ چہ مفاسد برآں مترتب میشود باری مقصود متنبہ شدن تو است دیگر تو خود دانی۔

—— ۞ ——

تیسرے یہ بات کہ جو کچھ صوفیا حضرات کہتے ہیں۔ کہ خدا لطیف خلق ہے یہی بات تیرے مذہب میں بھی درست ہے۔ کیونکہ لفظِ خدا اسم ہے۔ اور وہ اسم لفظ ہے اور لفظ ہونے کے اعتبار سے وہ مخلوق ہے اور مخلوق لطیف خلق ہوئی کیا یہ کفر نہیں ہوا؟ بلکہ تو تو یہ کہتا ہے کہ معنیٔ خدا روحِ لفظِ خدا ہے، اور یہ دونوں بھی حادث ہیں اور خلق ہیں اور روح لطیف تر ہوتی ہے، پس تیرے اعتقاد کے مطابق بھی خدا لطیف خلق بن گیا۔

واہ۔ وا، واہ۔ وا کیا کہنا ہے اس توحید کا اور کیسی معرفت تو نے درست کی ہے؛ ایک گھر ہے جو بالکل ویران ہو چکا ہے، کوئی بھی تو آدمی ایسا نہیں ہے جو اس بات پر غور کرے کہ جو کچھ یہ شخص کہتا ہے اُس کے اوپر کتنے مفاسد مترتب ہوتے ہیں۔ بہر حال ہمارا مقصد یہ ہے کہ تو متنبہ ہو جائے باقی تو جان اور تیرا کام جانے۔

—— ۞ ——

ایرادِ ششم

در صفحہ ۱۷۱ قسمت سوم در بیان اینکہ حوا از ضلع چپ حضرت آدم خلق شدہ است میگوید. "پس چوں حوا از وجہ آدم بود، از شعاع ضلع چپ او، نفس او بود خلق شدہ بود. و ہر انسانی کہ دراین دنیا خلق شدہ است زن اصلی دارد کہ از شعاع نفس او خلق شدہ است و ہماں را در آخرت باو می دہند چراکہ شعاع نفسِ او و بارکشش باو است لائق کسی دیگر نیست." تا اینکہ میگوید و مقام حضرت فاطمہ مقام نفس است نسبت بہ حضرتِ امیر و زوجہ اصلی او است در دنیا و آخرت و در صفحہ بعد یعنی ۱۷۲ میگوید مقصود از نساء در سیدۃ النساء جمیع عالم امکان است از چندیں جہت، اولاً کہ جمیع خلق از شعاع نفس ایشاں و پہلوی چپ ایشاں خلق شدہ اند و ایں صفت زن است. "تا اینکہ می گوید. وجہ دیگر آنکہ ماسوائے ہمہ نسبت بایشاں مفعول اند و ایشانند علت فاعلے کل ملک پس ایشاں رجال اند و کلی ملک نساء. وجہ دیگر ایشاں ذات در کل ملکند و سائرین صفاتِ ایشاں پس ایشاں رجال اند و سائرین نساء، و از یں جہۃ در عربی کہ فرق مابین لفظ زن و مرد میگذارند خدا را بلفظ مرداں میگویند چراکہ خدا فاعل است و ذات است و باقی صفات و در صفحہ بعد میگوید پس بہ ہمیں معنی است کہ گفتیم زنان پیغمبر آئمہ اند و ام المومنین آئمہ طاہرین می باشند و ایں زنان ظاہراً ام المومنین خواندہ شدہ اند و حقیقت ام المومنین حضرت امیر است چراکہ چنانچہ فہمیدی زن آں است کہ نفس کسے خلقت شدہ باشد و آئمہ از نفس پیغمبر خلق شدہ اند، بدلیل انفسنا و انفسکم و خدا می فرماید خلق لکم من انفسکم ازواجا. و از نفس پیغمبر جفتی جز امیر المومنین خلق نشدہ است، پس حقیقت پیغمبر است بنص قرآن و.

ترجمہ ایرادِ ششم

قسمت سوم کے صفحہ ۱۷۱ پر یہ بیان کرتے ہوئے کہ حوا حضرت آدم کی بائیں پسلی سے خلق ہوئی ہیں وہ کہتا ہے کہ پس چونکہ حوا وجہ آدم سے تھیں. آدم کی بائیں پسلی کی شعاع سے تھیں، وہ آدم کا نفس خلق ہوئی تھیں. اور ہر انسان جو بھی اس دنیا میں خلق ہوا ہے اس کی اس دنیا میں ایک زن اصلی ہوتی ہے کہ وہ اس انسان کے نفس کی شعاع سے خلق ہوئی ہوتی ہے. آخرت میں وہی زن اصلی اس کو عطا کی جائے گی. چونکہ وہ اس کے نفس کی شعاع ہے اور وہ اس کے ساتھ کشش رکھتی ہے وہ کسی اور مرد کے لائق نہیں ہے.

یہاں تک کہ کہتا ہے اور مقام حضرت فاطمہ حضرت امیر کی بہ نسبت مقام نفس کے ہے۔ پس وہ ان کی اصلی زوجہ ہیں. دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور اگلے صفحہ پر یعنی صفحہ ۱۷۲ پر کہتا ہے کہ سیدہ النساء میں جو لفظ نساء ہے اس کا مقصد جمیع عالم امکان ہے اور اس کی چند وجہ ہیں. اوّل وجہ یہ ہے کہ جمیع خلق ان کے نفس کی شعاع، اور ان کی بائیں پسلی سے خلق ہوئی ہے اور کسی کی بائیں پسلی سے پیدا ہونا یہ صفت زن ہے. یہانتک کہ کہتا ہے وجہ دیگر یہ ہے کہ تمام کی تمام مخلوق ان کی نسبت سے بمنزلہ مفعول کے ہے. اور وہ کل ملک کی علتِ فاعلی ہیں. پس وہ مرد ہیں اور کل ملک یعنی کل مخلوق عورتیں ہیں وجہ دیگر یہ ہے کہ وہ کل ملک میں بمنزلہ ذات کے ہیں. اور کل ملک ان کی صفات ہے. پس وہ رجال یعنی مرد ہیں. اور باقی تمام مخلوق نساء یعنی عورتیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں جس میں زن و مرد کے مابین فرق رکھا جاتا ہے، خدا کو مردوں کے لفظ سے پکارا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا فاعل ہے اور ذات ہے اور

جفت پیغمبر ام المومنین است بدلیل و از واجۂ امہاتہم تا آخر آنچہ می گوید۔

ایراد ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید۔ اولاً در ایراد دوم گذشت عبارت او کہ گفت فاعل کسے است کہ فعلے کند پس مرکب است و عین ذات نتواند بود بلکہ خلقے است از خلق خدا و صفتہائے خدا حال چگونہ فراموش کرد ۔ میگوید خدا فاعل است و ذات و باقی صفات اند اگر فاعل صفت است چگونہ خدا فاعل است و ذات دیں باہم تناقض است و اگر ذات است چگونہ صفت است و مرکب و چگونہ آئمہ علت فاعلے ہستند۔

باطن شریعت ایں قسم دروغ گو را رسوا می کند و ثانیاً نتیجۂ ایں کلمات جعلیہ سرہم رفتہ ایں میشود کہ ہمہ عالم امکان در آخرت زنہای آئمہ ہستند مثل آں کہ حوا زن آدم بود و فاطمہ

باقی سب صفات، اور اس سے اگلے صفحہ پہ کہتا ہے۔ پس تم نے یہ جو آئمہ کو پیغمبر کی بیویاں کہا ہے اس کا معنی و مفہوم یہی ہے ۔ کہ آئمہ علیہم السلام زنان پیغمبر ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بیویاں ہیں اور آئمہ طاہرین ہی حقیقی طور پر ام المومنین ہیں۔

اور ان عورتوں کو ظاہری طور پر ام المومنین کہا گیا ہے لیکن حقیقتاً ام المومنین حضرت امیر علیہ السلام ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تم سابق سمجھ چکے ہو کر، زن یعنی عورت اس کو کہتے ہیں جو کسی کے نفس سے خلق ہوئی ہو۔ اور آئمہ طاہرین نفس پیغمبر سے خلق ہوئے ہیں بدلیل انفسنا و انفسکم اور خدا فرماتا ہے ۔خلق لکم من انفسکم ازواجاً۔ یعنی ہم نے تمہارے نفسوں سے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں۔ اور نفس پیغمبر کا جفت یعنی جوڑا یا عورت یا بیوی سوائے حضرت امیر کے اور کوئی خلق نہیں ہوا، پس حقیقت پیغمبر ہے۔ بنص قرآن اور جفت پیغمبر امیر المومنین ہے، بدلیل و ازواجہ امہاتہم یعنی پیغمبر کا جفت یا جوڑا ان کی مائیں ہیں، تا آخر جو کچھ وہ کہتا ہے۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایرادِ دوم میں اس کی یہ عبارت گزر چکی ہے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ فاعل وہ ہوتا ہے۔ جو کوئی فعل کرے ۔پس یہ مرکب ہوگیا (فاعل اور فعل سے) اور یہ عین ذات نہیں ہوسکتا ۔ بلکہ یہ خلقِ خدا میں سے ایک خلق ہے اور اس کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے۔ اب معلوم نہیں وہ اپنی اس بات کو کیسے بھول گیا ہے اور اب یہ کہنے لگ گیا ہے کہ خدا فاعل ہے اور ذات ہے اور باقی سب صفات ہیں۔

اگر فاعل صفت ہے تو پھر خدا فاعل کیسے بن گیا اور ذات بھی یہ تو تناقض ہے اور

زوجہ امیر و ہمچنیں باید آئمہ زنہای پیغمبر باشند در بہشت بہمیں طریق چوں از نفس او خلق شدہ اند مثل حوا و آدم نعوذ باللہ ایں کلمات بے ادبانہ را میگوید و اینہا را فضائل میداند و منکر ایں ھارا ناصبی و منکر فضائل میخواند و دوستان اہل بیت طاہرین میشنوند و گوش میدہند و یکے نمی گوید ای کمتر از زن اگر از ایں کلمات مقصودت ظاہر آں است پس کافر شدی کہ انبیاء و آئمہ طاہرین را ہمہ از جملہ زنہای بہشت دانستی و اگر مقصودت تشبیہ و تناسب گوئی است پس مگر تشبیہ قحط است کہ سید متقیاں و شاہ مرداں را تشبیہ بزناں میکنے اگرچہ نسبت پیغمبر ہم باشد دیگر چیزی قحط است، برادر بگو، پسر بگو، روح بگو، نفس بگو چنانچہ خود پیغمبر ہمیشہ می فرمود انت اخی و روحی، دیگر زن چرا، و زوجہ بچہ جہت لا الہ الا اللہ ایں حرف را مزند و مع ذالک باو آقا آقا خطاب میکند یکے نمی گوید پس ترا ہم باید بی بی خطاب کرد چرا آقا بگوئیم، چرا کہ تو ہم از عالم امکانے پس از نسائی و اسم زن بی بی است نہ آقا۔ و ایضاً از جملہ عالم امکان ملائکہ اند پس بحرف تو آنہا ہم زن ہستند و زن آنثی است پس ملائکہ را انثی میدانی

اگر خدا ذات ہے تو پھر وہ صفت کیسے ہو سکتا ہے اور وہ بھی مرکب، اور جب خدا فاعل ہے تو آئمہ طاہرین علت فاعلے کس طرح بن گئے۔ باطن شریعت اس قسم کے دروغ گو اور جھوٹے کو رسوا اور بدنام کر دیتی ہے اور دوسرے اس قسم کی جعلی اور گھڑی ہوئی باتوں کا نتیجہ یہ ہی ہوتا ہے۔ کہ تمام عالمِ امکان آخرت میں آئمہ طاہرین کی بیویاں ہو گیا یا ہو گئیں، جس طرح سے حوا زن آدم تھی اور فاطمہ زوجہ حضرت امیر تھیں اور اسی طرح سے آئمہ طاہرین بہشت میں زنان پیغمبر بن گئیں۔ یعنی رسول اللہ کی بیویاں بن گئیں اسی طریق پر چونکہ آئمہ طاہرین اُس کے نفس سے خلق ہوئے ہیں جیسے حوا آدم سے۔

نعوذ باللہ۔ یہ شخص اس قسم کی بے ادبانہ باتیں کرتا ہے اور ان باتوں کو فضائل آل محمد کہتا ہے اور اِن باتوں کے منکر کو ناصبی کہتا ہے اور منکر فضائل محمد و آلِ محمد جانتا ہے۔ اور دوستانِ اہلِ بیت ہیں کہ سُنتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اس کی باتوں کی طرف متوجہ ہیں اور کوئی بھی تو ایسا نہیں ہے۔ جو اُس کو جا کر کہے۔ اے کمتر از زن اگر ان کلمات سے تیری مُراد اس کا ظاہری مفہوم ہی ہے تو پھر تو اِس صورت میں کافر ہو چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کو از جملہ زن ہائے بہشت جانتا ہے لیکن اگر تیرا مقصود اس سے کسی قسم کی تشبیہ ہے یا نسبت و تناسب مراد ہے۔ پس اس صورت میں دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا تشبیہات کا قحط پڑ گیا ہے کہ سیّد متقیان و شاہِ مرداں کو عورتوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے خواہ وہ پیغمبر کی نسبت میں بھی کیوں نہ ہوں۔ کیا دوسری تمام چیزوں کا قحط ہے آخر تو برادر کہہ سکتا ہے۔ روح کہہ سکتا ہے۔ نفس کہہ سکتا ہے۔ جیسا کہ خود پیغمبر علیہ السلام نے ہمیشہ فرمایا ہے، انت اخی و روحی۔ تو میرا بھائی ہے۔ تو میری جان ہے پھر زن کہنے کی کیا وجہ اور زوجہ کہنے کی کیا ضرورت۔ لا الہ الا اللہ

یہ شخص ایسی باتیں کرتا ہے اور اس کے باوجود لوگ اس کو آقا آقا کہہ کر خطاب کرتے ہیں کوئی بھی تو ایسا نہیں ہے کہ جو اُسے یہ کہے کہ تیرے اس اصول کے مطابق اور تیرے

بلے وجعلوا الملئیکۃ الذینھم عباد الرحمٰن اناثا اشھدوا خلقھم ستکتب شہادتھم ویسئلون، باری من گمان نمی کنم کہ کسے بقدر ذرہ ولایت، ومحبت امیرالمومنین را داشتہ باشد وبعدازیں حرفہا راضی بشود کہ بایں زن آقا خطاب کند بلکہ او از ددہ ہم کمتر است. غرضم نوشتن ایں جور کلمات نبود لکن ایں اہانت بائمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین مرا بجوش آوردہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون۔

اس بیان کے موافق تجھے بھی تو، بی بی، بی بی کہنا چاہیئے۔ ہم تجھے آقا آقا کیوں کہیں۔ کیونکہ تو بھی تو یکے از عالم امکان ہے۔ پس تو بھی یکے از نساء ہے اور اسم زن بی بی ہوتا ہے آقا نہیں ہوتا۔ اور پھر ملئکہ بھی یکے از عالم امکان ہیں پس تیری باتوں کے مطابق وہ ملئکہ بھی زن یعنی عورتیں ہوئیں اور زن انثیٰ ہے پس اس لحاظ سے تو ملائکہ کو انثیٰ جانتا ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ وجعلوا الملئکۃ الذینھم عباد الرحمٰن اناثا اشھدوا خلقھم ستکتب شہادتم ویسئلون۔ یعنی انہوں نے ملائکہ کو جو کہ خدائے رحمٰن کے بندے ہیں اناث بنا دیا ہے، کیا وہ اُن کی خلقت کے گواہ ہیں۔ ہم اُن کی ان باتوں کو لکھتے جاتے ہیں۔ اور اُن سے ان کی ان باتوں کے لئے بازپرس ہوگی بہرحال میں ہرگز یہ گمان نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی شخص ذرہ برابر بھی ولایت ومحبت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام رکھتا ہو۔ اور وہ اس شخص کی یہ باتیں سن کر اس بات پر راضی ہو جائے کہ اس زن (کریم خان) کو آقا کہہ کر خطاب کرے۔ بلکہ وہ "ددہ" یعنی آغا باجی یا نوکرانی سے بھی کمتر ہے۔ میری غرض اس قسم کے کلمات لکھنے کی نہیں تھی۔ لیکن اس شخص نے چونکہ آئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کی اس قدر توہین واہانت اور ہتک کی ہے۔ لہٰذا اس کی ان باتوں کی وجہ سے مجھے جوش آگیا ہے۔

ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔ (الانعام ۹۱)

اس کے بعد انہیں چھوڑ دے کہ پڑے جھک مارا کریں اور اپنی نکتہ چینیوں میں کھیلتے رہیں۔

ایرادِ ہفتم

درصفحہ ۱۸۱ قسمت دوم میگوید پس بلکہ صورتے چیزہا مانند آہن ربا روح آں چیزرا بخود می کشند و ہر صورتے روحی مناسب خود را میکشد

وخداوند ہم ہماں جور روح باو عطامی کند، آیا نمی بینی کہ ہرگاہ نطفہ صورت انسانی گیرد روح انسانی باں تعلق بگیرد واگر صورت سگ بگیرد روح سگ در آں جلوہ کند وہرگز نمی شود کہ درصورت انسانی روح سگ باشد یا درصورت سگ روح انسانی، وآناں کہ چنیں خیالہا کردہ اند از سِرِ حکمت غافلند و درصفحہ بعد می گوید وہم چنیں اہل قیافہ استدلال کنند از ہیئت انسان کہ او چہ صفت دارد کہ عالم است یا جاہل فاسق است یا عادل وایں نیست مگر آنکہ دانستہ اند کہ ہرصورتے چگونہ روحی از خدا طلب کردہ است۔

ایراد ہفتم

جواب آیۃ اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید درصفحہ ۳۷ قسمت سوم، واز ایں جہت با ارواح کہ بشکل انسان نباشد وتا بعا بشکلِ انسان باشد وباآنکہ قالب بسیار خوشبو وخوش رو وخوشخو باشد ودر نہایت

ترجمہ ایرادِ ہفتم

قسمت دوم کے صفحہ ۱۸۱ پر کہتا ہے کہ پس بلکہ ہر چیز کی صورت اس چیز کی روح کو اسی طرح سے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے جس طرح سے کہ مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے، اور ہر صورت اپنے مناسب روح کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور خداوند تعالیٰ بھی اسی طور پر وہ روح اس صورت کو عطا کر دیتا ہے،

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس وقت نطفہ ایک انسان کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو انسان کی روح ہی اس سے تعلق اختیار کرتی ہے اور اگر وہ نطفہ کتے کی صورت اختیار کرے تو پھر کتے کی روح اس جسم میں جلوہ نما ہو جاتی ہے اور ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ انسان کی صورت میں کتے کی روح ڈال دی جاوے یا کتے کی صورت میں انسان کی روح ڈال دی جاوے اور وہ لوگ جو اس قسم کا خیال کرتے ہیں۔ وہ حکمت کے بھیدوں سے غافل ہیں اس کے بعد دوسرے صفحہ پر کہتا ہے کہ اسی طرح سے اہلِ قیافہ ہیئتِ انسانی سے استدلال کرتے ہیں کہ وہ کس صفت کا مالک ہے۔ عالم ہے یا جاہل ہے فاسق ہے یا عادل ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ معلوم کر لیا ہوتا ہے کہ ہر صورت نے کس طرح کی روح خدا سے طلب کی ہے۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے اس مقام پر تو یہ کہا ہے لیکن قسمت سوم صفحہ ۳۷ پر یوں لکھا ہے کہ " اور اس جہت سے کہ جنکی روحیں تو انسانوں کی نہ ہوں لیکن ان کے جسم انسانی شکل کے

حسن وجمال باشد وروحش قبیح وزشت صورت باشد وعفونت، وگندش عالمے را خفہ کند
وبآنکہ قالبے سیاہ ومتعفن گندیدہ در نہایت زشتی صورت وقباحت منظر وروحش در
نہایت حسن وجمال باشد انتہیٰ ۔

اے عاقل منصف ببین تناقض را وتامل کن در آں حرف خودش کہ اگر کسے خیال
کند کہ میشود در قالب انسان روح غیرانسان باشد یا بالعکس از سر حکمت غافل است و
چگونہ مناسب شرط بود میان روح وقالب وحالانکہ شرط نشد ۔

ایراد ہشتم

در صفحہ ۱۵۰ قسمت سوم میگوید ۔ وغالب مردم روح انسانی را ندارند وہماں حیوٰۃ
حیوانی را دارند ۔

ہوں اور یا یہ بات ہو کہ ان کا جسم بہت ہی خوشبودار، خوبصورت اور خوشنما ہو اور وہ نہایت
ہی حسن وجمال میں ہو اور اس کی روح قبیح اور زشت صورت ہو اور اس کی عفونت اور
گندگی سارے عالم کو خفہ کر دے۔ یا یہ صورت ہو کہ جسم تو سیاہ اور متعفن اور بالکل گندہ ہو
اور نہایت بدصورت اور دیکھنے میں انتہائی قبیح المنظر ہو اور اس کی روح انتہائی حسن و
جمال میں ہو۔ انتہیٰ ۔

اے عاقل منصف تو نے اس شخص کے تضاد اور تناقض کو ملاحظہ کیا۔ ذرا خود اس
کے انحراف کو ملاحظہ کرو اور اس بات میں اچھی طرح غور وتامل کرو۔ کہ پہلے اس نے
کیا کہا اور اب کیا کہتا ہے کہاں تو اس کی یہ بات کہ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ جسم انسانی میں
غیرانسانی روح ہو سکتی ہے یا بالعکس یعنی جسم غیرانسانی میں روح انسانی ہو سکتی ہے تو ایسا خیال
کرنے والا شخص حکمت کے بھیدوں سے غافل ہے اور کس طرح سے پہلے روح اور جسم
کے درمیان تعلق مناسب شرط تھا اور اب وہ شرط ختم ہو گئی ۔

ترجمہ ایراد ہشتم

قسمت سوم کے صفحہ ۱۵۰ پر یوں کہتا ہے کہ ۔
لوگوں کی اکثریت کے جسموں میں روحِ انسانی نہیں ہوتی اور وہ صرف حیوانی
حیوٰۃ رکھتے ہیں ۔

ایراد ہشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ببیں چگونہ تخلف کرد صورت از روح و چگونہ صورت انسان جاذب روح انسانی نشد و حکم اہلِ قیافہ در معرفت صفات روح از بدن خراب شد و ایں مناقض است با مطلبے کہ ایراد ہفتم از او نقل کردیم،

ایراد نہم

درصفحہ ۶۳ قسمت سوم در مقام روح القدس میگوید "وعبدی است ذلیل نزد خداوند ومقام ایں بزرگوار مقام اوّل ایجاد است وسابق بریں ہیچ مخلوقے نیست و ہیچ یک از او نزدیک تر بخداوندِ عالم نیست تا اینکہ می گوید پس روح اللہ خادمی است از ایشاں یعنی از اہلِ بیت محمد و مطیع ایشاں در ہمہ امور واز جملہ ملائکہ است،

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

دیکھیے اب یہاں صورت نے روح سے کس طرح تخلف کیا؟ اب جس قسم کی صورت تھی اُس قسم کی روح اُس میں کیوں نہ آئی؟ اور کس لئے صورتِ انسانی نے روحِ انسانی کو اپنے اندر جذب نہ کیا؟ اور کس طرح سے اہلِ قیافہ کا وہ فیصلہ جو اس کے کہنے کے مطابق وہ صفات روح کی معرفت میں بدن کو دیکھ کر کرتے ہیں بالکل خراب ہوگیا۔ اس کی یہ بات اُس کے اس مطلب سے بالکل متضاد اور متناقض ہے جسکو ہم نے ایراد ہفتم میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ ایراد نہم

قسمت سوم کے صفحہ ۶۳ پر روح القدس کا مرتبہ و مقام بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کا ایک انتہائی خاضع وخاشع بندہ ہے اور اس بزرگوار کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ وہ سب سے پہلی ہستی ہے کہ جو عالم ایجاد میں وجود پذیر ہوئی یہی اوّل ایجاد ہے اور ان سے پہلے کوئی بھی خلق نہ ہوا تھا اور کوئی بھی ہستی ان بزرگوار یعنی روح القدس سے زیادہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک نہیں ہے یعنی یہی بزرگوار خدا کے سب سے زیادہ اقرب ہیں، یہانتک کہ کہتا ہے۔ پس روح اللہ ان کا خادم ہے یعنی اہلِ بیت محمد کا اور ان کا مطیع ہے تمام امور میں اور وہ از جملہ ملائکہ ہے۔

ایراد نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید چگونہ اوّل ایجاد روح است و او خادم آل محمد است و حال آنکہ او ایجاد اشرف واقرب است بمبدء فیض باعتقاد تو وہم در ایراد سیم گذشت کہ علتِ کل خلق بمذہب او حضرت پیغمبر است پس چرا حال اول ایجاد واقرب بخدا خادم پیغمبر شد بفہم چہ میگویم

—— ۞ ——

ایراد دہم

در صفحہ ۱۰۴ قسمت چہارم میگوید حضرت رسول از خدا است بسببے یعنی بواسط سبب کہ آں سبب اعظم باشد کہ مشیت است ۔

—— ۞ ——

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

یہاں پر روح القدس اوّل ایجاد کس طرح بن گئے؟ اور جب روح القدس تیرے اعتقاد کے مطابق مبدء فیض کے نزدیک ایجاد اشرف واقرب ہے پھر روح القدس آلِ محمد کے خادم کیسے ہو گئے؟

اور ایراد سوم میں گزر چکا ہے کہ اُس کے مذہب کی رو سے کل خلقت کی علت حضرت پیغمبر ہیں۔ اب اس مقام پر اوّل ایجاد اور اقرب بخدا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے خادم کس طرح ہوئے؟

بس اب تم خود ہی غور کرو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

—— ۞ ——

ترجمہ ایراد دہم

قسمت چہارم کے صفحہ ۱۰۴ پر کہتا ہے کہ حضرت رسول خدا سے ہیں ایک سبب سے یعنی سبب کے واسطے سے کہ وہ سبب اعظم ہے کہ وہ مشیت ہے ۔

—— ۞ ——

ایراد دہم

جواب آیۃ اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید۔ ایں حرف منافی ایراد سیم و نہم است زیرا کہ در اوّل گفت علت کل خلق پیغمبر است و آنجناب آلت کل است و اوّل مخلوقات است و در دوم گفت اول مخلوقات روح است کہ خادمے از خدام آئمہ است و اینجا میگوید پیغمبر از خدا است بواسطہ سبب اعظم کہ مشیت باشد پس میگوئیم آیا مشیت ذات است یا صفت، البتہ ذات کہ نیست پس صفت است، و صفت خلقے است از خلائق، پس چوں او سبب اعظم است او علت کل خواہد بود و اوّل مخلوقات شود، نہ پیغمبر، نہ روح و ایں تناقض ظاہر است با اینکہ منافی اتفاق ہمہ است بر اینکہ اول مخلوقات جناب پیغمبر است۔

ایراد یازدہم

در صفحہ ۱۲۴ قسمت دوم میگوید انسان باید کلام آقا را کہ میشنود ہماں معنی خودش را بگیرد اگر آقا گفت چراغ را نظر کن مطلبش ہماں چراغ است نہ نور چراغ، چرا کہ اگر میخواست بگوید نور چراغ را نظر کن میگفت و زبانش در دنمی آمد و نمی خواست مردم را معطل کند

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی یہ بات اس کی اُس بات کے بالکل خلاف ہے جو اس نے پہلے کہی ہے۔ اور جس کا ذکر ایراد سوم و نہم میں ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے میں اُس نے کہا تھا۔ کہ کل خلق کی علت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور آنحضرت آلت کل ہیں اور اوّل مخلوقات ہیں اور دوسرے میں اس نے یہ کہا تھا۔ کہ اوّل مخلوقات روح القدس ہے کہ جو آئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے خادموں میں سے ایک خادم ہے اور اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ پیغمبر خدا سے ہے، سبب اعظم کے واسطے سے کہ وہ مشیت ہے پس اب میں یہ کہتا ہوں کہ آیا مشیت ذات ہے یا صفت ہے۔ یقیناً مشیت ذات تو ہے نہیں پس ضروری ہوا کہ مشیت صفت ہے۔ اور اس کے اعتقاد اور مذہب کے مطابق صفت مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے پس جب مشیت سبب اعظم ہے تو وہ علت کل ہوئی اور وہ اول مخلوقات کہلائے گی نہ کہ پیغمبر اور نہ ہی روح القدس، اور یہ سراسر تضاد اور تناقض ظاہر ہے۔ باوجود اس کے کہ سب کے اتفاق کے منافی ہے۔ کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اول مخلوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔

ترجمہ ایراد یازدہم

قسمت دوم کے صفحہ ۱۲۴ پر کہتا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ آقا کے کلام کے وہی معنی مراد لے جو معنی اس کلام سے ظاہر ہوتے ہیں جو اس نے آقا سے سُنا ہے اگر آقا نے یہ کہا ہے کہ چراغ کی طرف دیکھو تو اس کا مطلب وہی چراغ ہے نہ کہ نور چراغ، کیونکہ

بامعنا، بگوید از برائے ہدایت آمد نہ گمراہ کردن تا اینکہ میگوید این تاویلہا را باید کنار گذاشت واگر مردم این بنا را خراب می کردند ہر چہ میشنیدند ہماں معنی خودش را می کردند بحقیقت غرضہائے الہٰی وحکمتہائے او پی می بردند. لیکن این بنا کار جمیع مردم راخراب کردہ است واز صدر اسلام الی الآن کار ہر کس خراب شدہ ودین ہر کس تباہ شدہ از ہمیں تاویلہائے دوراست ۔

ایراد یازدھم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید حقیقت این کلامی است کہ باید بایں نوشت لیکن خود مؤلف کتاب از اوّل تا آخر این بنا را خراب کردہ ہر چہ آیت وحدیث است برتاویلہای دور دراز حمل کردہ چنانکہ بر نظر کنندہ در آں مخفی نیست وبا اعتراف خودش کارش خراب است ، ودینش تباہ است آیا این معنا نیست کہ بگویند چنانچہ خواہد آمد در صفحہ ۷۸ قسمت چہارم کہ میگوید مقصود از این کہ حضرت پیغمبر فرمودہ ان بین قبری ومنبری روضتہ من ریاض الجنۃ : این است کہ درمیان قبر من کہ حضرت امیر است ومنبر من کہ حضرت مہدی است روضہ

اگر آقا کا مفہوم نور چراغ ہوتا اور وہ یہ کہنا چاہتا کہ نور چراغ کی طرف دیکھو تو وہ پھر یہی کہتا کہ نور چراغ کی طرف دیکھو. اور چراغ کے ساتھ لفظ نور کا اضافہ کرنے سے اس کی زبان میں کوئی درد تو نہ ہو جاتا. اور وہ بھی نہ چاہتا کہ لوگوں کو معطل بنا دے یا ان سے معمایں بات کرے . وہ تو ہدایت کرنے کے لئے آیا تھا وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے نہیں آیا تھا یہاں تک کہ کہتا ہے کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ان تاویلوں کو رد کر دیں، اُن کو دور پھینک دیں اور ان کو بالکل چھوڑ دیں اور اگر لوگ تاویلوں کی اس بنیاد کو خراب کر دیتے تو پھر وہ جو کچھ سنتے اس کلام کے مطابق ہی معنی کرتے .

اور اس طرح سے غرضہائے الہٰی کی حقیقت اور اس کی حکمتوں کو پا لیتے لیکن اس بنائے کار یعنی تاویلوں نے تمام لوگوں کو خراب کر ڈالا ہے اور صدر اسلام سے لے کر آج تک ہر شخص کا کام خراب ہو گیا ہے. اور ہر آدمی کا دین تباہ ہو چکا ہے اور یہ نتیجہ ہے ان ہی تاویل ہائے دور و دراز کرنے کا .

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

تحقیقاً یہ وہ کلام ہے. جو خود اس کے لئے لکھ کر بھیجنا چاہیئے. کیونکہ اس مؤلف کتاب ارشاد العوام نے خود اول سے لے کر آخر تک بناء کو خراب کر ڈالا ہے کیونکہ جو بھی آیت یا حدیث اس نے لکھی ہے ان کو تاویلہائے دور دراز پر محمول کیا ہے چنانچہ اس کی کتاب کے مطالعہ کرنے والے سے یہ بات مخفی نہیں ہے لہٰذا اُس نے خود اپنے اس اعتراف کے بموجب اپنے کام کو خراب کر لیا ہے. اور اپنے دین کو تباہ کر ڈالا ہے .

الیست از بہشت کہ آئمہ باشند. تورا بخدا انصاف بدہ ایں معنی را احدی ازیں لفظ میفہمد وروح ایں الفاظ ومعنیش ایں است یا تاویل است دیگہ تو خود میدانی وخدا۔

ایراد دوازدھم

درصفحہ نمبر ۹ قسمت اول میگوید از جملہ صفات خلق آں بود کہ خلق فہمیدہ می شد وممکن بود کہ آنرا بشناسی وباید در خدا نہ باشد تا خدا مثل خلق خود نباشد پس باید او شناختہ نشود وممکن نہ باشد کہ کسے اورا بشناسد۔

کیا حقیقت یہ نہیں ہے؟ کہ اس سے کہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے کہ وہ قسمت چہارم کے صفحہ ۸۷ پر کہتا ہے. کہ یہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ

"بین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ"

اس حدیث شریف سے حضور کا مقصود یہ ہے کہ میری قبر کے درمیان کہ وہ قبر حضرت امیر ہیں اور میرے منبر کے درمیان کہ وہ منبر حضرت مہدی ہیں بہشت کا ایک باغ ہے کہ وہ باغ آئمہ علیہم السلام ہیں.

تجھے خدا کی قسم ہے کچھ تو انصاف سے کام لے، کیا دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا ہے جو ان لفظوں سے یہ مطلب سمجھتا ہو؟ کیا ان الفاظ کی روح یہی ہے جو تو نے بیان کی ہے کیا ان لفظوں کے یہی معنی ہیں جو تو نے لکھے ہیں؟ کیا یہ دور دراز تاویل نہیں ہے؟ اب تو جان اور خدا جانے.

ترجمہ ایراد دوازدھم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۹ پر یوں کہتا ہے کہ صفاتِ خلق میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ خلق، سمجھی جا سکے. اور یہ ممکن ہو کہ تم اس کو پہچانو۔ لہذا ضروری ہوا کہ یہ صفت خدا میں نہ ہو کہ وہ پہچانا جا سکے. تاکہ خدا اپنی خلق کی مثل نہ ہو جائے. پس ضروری ہوا کہ وہ پہچانا نہ جائے اور یہ بات ممکن ہی نہ ہو کہ وہ پہچانا جا سکے۔

ایراد دوازدهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد چہارم اشارہ باین مطلب گذشت کہ گفت ہر چہ در حادث ممکن است در قدیم محال است و ہر چہ در حادث محال است در قدیم واجب است تا شبیہ بہم نباشد این حرف اولاً لازم ان آن افتادہ است بطلان حرف اوّل کہ اثبات کردہ بود مختار بودن خلق را چرا کہ خدا مختار است پس خلق ہم مختار اند حال یا باید نفی اختیار از خدا کند یا از خلق و ایضاً باطل شد حرف سیم کہ ہم چیز الت کار خدا است چرا کہ ممکن است در عملے محتاج آلت باشند مثل اینکہ روح نمیتواند کارے بکند الا بواسطہ بدن پس باید کار ہای خدا ہم بدوں آلت باشد بلکہ محال باشد کہ خدا در عمل التے داشتہ باشد و الّا شبیہ خلق خواہد بود و ثانیاً اگر این بنا باشد ہزار مفاسد بر آں مترتب میشود زیرا کہ میشود گفت از خلق ممکن است عمل خیری صادر شود یا اختیار امر حسنی بکند یا عالم باشند و قادر باشند و محال است کہ در آں واحد ایستادہ باشد و نشستہ یا خواب باشد و بیدار پس باید اوصاف اولے از برائے خدا محال باشد و آخری واجب و ہمچنیں خواہد آمد کہ میگوید ذات حضرت پیغمبر ہم از فہم خلائق بیرون است و ممکن نیست کہ او شناختہ شود و حال آنکہ او خلق است ، پس بعضے از خلق ممکن شد شناختن آنہا و بعضی از خلق محال شد کہ کسے آنرا بشناسد مثل حقیقت محمدیہ ، و ذات خدا باید با ہیچ خلق شبیہ نباشد پس وجہ استحالہ معرفت ذات اینہا نیست ۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایرادِ چہارم میں اس مطلب کی طرف اشارہ گزر چکا ہے جہاں پر اُس نے کہا ہے کہ جو بات حادث میں ممکن ہے وہ ذاتِ قدیم میں محال ہے اور جو بات حادث میں محال ہے وہ قدیم میں واجب ہے تاکہ یہ دونوں آپس میں شبیہ اور مثل نہ ہو جاویں. اس کی اس بات سے یہ بات لازم ہو گئی ہے کہ اس کی وہ بات باطل قرار پائے جو اس نے ثابت کی تھی کہ خلق مختار ہے. کیونکہ خدا بھی مختار ہے، پس خلق بھی مختار ہے لہٰذا اب یا خدا کے اختیار سے انکار کرے یا خلق کے اختیار کی نفی کرے . اور اس کی یہ بات بھی باطل ہو گئی جو اس نے کہی ہے کہ کار خدا کے لئے کوئی بھی چیز آلت ہے. کیونکہ یہ تو ممکن کی تعریف ہے کہ وہ کسی کام کے کرنے کے لئے کسی آلہ کا محتاج ہو مثلاً یہ کہ روح کوئی ایسا کام نہیں کر سکتی جب تک کہ بدن کے ساتھ اس کا واسطہ نہ ہو. پس اس سے یہ ضروری اور لازمی ہوا کہ خدا کے لئے کسی آلت کی ضرورت نہ ہو، بلکہ خدا کے لئے محال ہو کہ وہ کسی عمل کے لئے آلت کو وسیلہ بنائے ورنہ خلق سے مشابہ ہو جائے گا.

دوسرے اگر یہ بنا ہو تو اس کی اس بات پر ہزاروں مفاسد مترتب ہوں گے کیونکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ خلق سے یہ بات ممکن ہے کہ اُس سے عملِ خیر صادر ہو یا وہ کسی نیک کام کو اختیار کرے یا وہ عالم ہو یا وہ کسی بات پر قادر ہو. اور یہ امر محال ہے کہ کوئی شخص آن واحد میں کھڑا ہوا بھی ہو اور بیٹھا ہوا بھی ہو یا سویا ہوا بھی ہو اور جاگ بھی رہا ہو. پس اسی اصول کے مطابق تو یہ بات لازم و واجب ہو گئی کہ پہلے اوصاف خدا کے لئے محال ہوں اور آخری واجب ہوں۔

اور اسی طرح سے جیسا کہ آگے آتا ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے بارے

ایراد سیزدہم

در صفحہ نمبر۱، قسمت اول در بیان صفات اضافہ می گوید پس آنچہ ازیں جور صفت بشنوی کہ قرین بخلق شدہ بدانکہ ایں ذات خدا نیست یقیناً، بلکہ ایں صفتہا بندہ خلق خدا یند، کہ باخلق خدا قرین شدہ اند، پس خدا دو چشم دارد یک چشم عین ذات او است کہ قرین بخلق نمی شود یعنی باحادث، حادث نمی گردد ہرگز، و یک چشم دارد کہ جفت باحادث می شود و قرین باحادث می شود و ایں چشم مخلوق است، یعنی صفتے است مخلوق خدا و چشم شریفے بود گفتیم چشم خدا است، مثل آنکہ کعبہ را میگوئی خانہ خدا، تا اینکہ می گوید و علمے آفریدہ کہ آں با معلومہا جفت می شود و توانائی آفریدہ کہ آں با مخلوق جفت می شود تا آخر و در صفحہ نمبر ۱۲ قسمت اول می گوید ہرگز نمی شود.

میں وہ کہتا ہے کہ حضرت پیغمبر کی ذات خلائق کی فہم سے باہر ہے اور یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ پہچانا جا سکے اور حالانکہ وہ خلق ہیں۔ بس اس کے کہنے کے مطابق خلق میں سے بعض کو شناخت کرنا ممکن ہو گیا اور خلق میں سے بعض کا شناخت ہونا محال ہو گیا کہ کوئی بھی اس کو شناخت نہیں کر سکتا۔ مثل حقیقت محمدیہ اور اس کے اعتراف واقرار کے بموجب ذات خدا کے لئے لازم و ضروری ہے کہ وہ خلق میں سے کسی بھی مخلوق کے مشابہ و مثل و شبیہ نہ ہو۔ پس ضروری ہوا کہ اس طرح سے آن واحد میں خدا کا شناخت کیا جانا واجب بھی ہو اور محال بھی ہو۔

پس ان کی معرفت ذات کے استحالہ یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ترجمہ ایراد سیزدہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر۱ پر صفات اضافہ کے بیان میں کہتا ہے پس تم اس قسم کی جو بھی صفت سنو کہ جو قرین خلق ہو گئی ہو، تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یقیناً یہ ذات خدا نہیں ہے بلکہ یہ صفتیں بھی خلق خدا ہیں جو خلق خدا سے قرین ہوئی ہیں، پس خدا کے دو آنکھیں ہیں، ایک آنکھ تو اس کی عین ذات ہے کہ وہ خلق سے قرین نہیں ہوتی اور ایک آنکھ وہ ایسی رکھتا ہے کہ جو حادث کے ساتھ جفت ہو جاتی ہے، اور قرین باحادث ہو جاتی ہے اور یہ آنکھ مخلوق ہے یعنی ایک صفت ہے اس کی جو مخلوق خدا ہے، اور یہ آنکھ بہت ہی بزرگ مرتبہ آنکھ تھی، لہذا ہم نے اس کو کہا کہ چشم خدا ہے جیسا کہ تم کعبہ کو کہتے ہو کہ خانہ خدا ہے یہانتک کہ کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک آنکھ پیدا کی کہ وہ بہت ہی

کہ صفت بے ذات برپا باشد یا ذاتے بے صفتے پیدا باشد، ہرگز نمی شود، جائی باشد کسے نباشد، بیماری موجود باشد و کسے نباشد کہ بیمار باشد۔

ایراد سیزدھم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ہمیں است آنچہ معروف است ازیں طائفہ کہ علم حادث از برائے خدا قائل اند وایں حرف مفاسد بسیار برآں مترتب است۔ اولاً ایں علم حادث، آیا ذاتی دارد کہ قائم باو باشد یا نہ، اگر نہ، پس صفت بے ذات شد، و اگر ذات دارد، یا ذات خدا است یا خلق، اگر با ذات خدا است میگویم لا محالہ خلق صفت بعد از خلق ایں ذات خواہد بود زیرا کہ صفت بذات برپا است پس خدا آں ذات را کہ خلق کرد و علم را باو برپا کرد باید علم باں ذات نداشتہ باشد، قبل از خلقش زیرا کہ علم ذاتے کہ تعلق بخلق نیگیرد و علم حادث ہم کہ بعد از خلق ذات میشود و ہمچنیں میگوید کہ آں صفت قدر حادث قدیم است بغیر ذات خدا پس خلق آں بعد از خلق ذات است پس باید خلق آں بدوں قدرۃ باشد و خدا قدرۃ برآں ذات نداشتہ باشد و ثانیا چوں آں علم حادث خلقے شد قائم بذات خلق ممکن دیگر چگونہ میشود خداوند باں علم چیزی را بداند و الا قرین با حادث خواہد شد بلکہ لازم می آید کہ پیش از خلق ایں علم و قدرت خدا عالم باشیاء و قادر بر اشیاء نباشد چرا کہ صفات ذات قرین با خلق نمیشود

بزرگ مرتبہ آنکھ ہے اور اُسی کو اُس نے آنکھ کہا ہے اور وہ اُسی آنکھ کے ذریعے سے دیکھتا ہے۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ اس نے ایک علم کو پیدا کیا کہ وہ معلومات کے ساتھ جفت ہوتا ہے۔ اور توانائی کو پیدا کیا کہ وہ مخلوق کے ساتھ جفت ہوتی ہے تا آخر اور قسمت اوّل کے صفحہ نمبر ۱۲ پر وہ یوں کہتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ جگہ موجود ہو اور وہاں کوئی نہ ہو، بیماری موجود ہو اور کوئی بیمار نہ ہو۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

یہی وہ بات ہے جو اس گروہ کے بارے میں خاص طور پر مشہور و معروف ہے کہ یہ لوگ خداوند تعالیٰ کو علیم بالذات نہیں مانتے بلکہ یہ لوگ اس کے علم کے حادث ہونے کے قائل ہیں اور اس کی اس بات پر بہت ہی زیادہ مفاسد مترتب ہوتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس علم حادث کے لئے کوئی ذات ہے کہ جس کے ذریعے سے یہ علم قائم ہو یا ایسی کوئی ذات نہیں ہے، اگر ایسی کوئی ذات نہیں ہے، تو پھر یہ صفت بے ذات کے ہوگی اور اگر یہ صفت ذات رکھتی ہے تو وہ ذات ہے یا خدا ہے یا وہ خلق ہے اور اگر وہ ذات خدا ہے تو اس صورت میں خدا مقرون بہ خلق ہو گیا، اور اگر وہ ذات خلق ہے تو پھر اس صورت میں میں یہ کہوں گا کہ لا محالہ خلق صفت ہے کہ جو اس ذات کے خلق کے بعد ہوگی، کیونکہ صفت تو ذات ہی کے ساتھ برپا و قائم ہے، پس خدا نے جو اُس ذات کو خلق کیا اور علم کو اس ذات کے ساتھ قائم کیا اسی سے یہ ضروری ہوا کہ خدا اس ذات کا اس کے خلق ہونے سے پہلے علم نہ رکھتا ہو، کیونکہ علم ذاتی تو خلق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

وجمیع این لوازم خلاف ضروری الاسلام است،

ثالثاً باتفاق ہمہ اول ہمہ مخلوقات ذات مقدس مطہر پیغمبر است و باعتقاد مصنف از خداوند تعالیٰ بیواسطہ صادر نمی شود پس باید مشیت خدا کہ یکے از صفات اضافہ است وبمذہب تو باید قائم بذاتِ خلق باشد آنہم باید بواسطہ ذات پیغمبر خلق شود و اگر بگوئی او خود ذات پیغمبر است میگوئیم این ضروری است کہ صفت غیر ذات است و بذات برپا است و مشیت یکے از صفات خدا است وچون نمی شود قائم بذاتِ خدا باشد زیرا کہ حادث است پس باید قائم بذات پیغمبر باشد پس خلق آں بعد از پیغمبر باشد و باید پیغمبر بے مشیت خدا خلق شدہ باشد واین باوجود آنکہ مناقض مطلب وہم است باعقل ونقل مخالف است

ورابعاً از اینکہ این علم حادث علم شریفے باشد نباید آں را صفت خدا قرار داد و الا ذات پیغمبر بسیار شریف است پس باید آں را گفت ذاتِ خدا، وجسم انبیاء جسم شریفے است باید گفت جسم خدا و بالجملہ معنی اضافہ این نیست کہ اینہا خلق شریفے ہستند کہ بجہت شرافت نسبت بخدا دادہ شوند والا لازم می آید کہ قطع نظر از این بسبب مجازی خدا عالم باشیاء وقادر وسمیع وبصیر وحکیم وخبیر نباشد واگر مجازاً باین طریق نسبت بتوان داد باید عیب نداشتہ باشد کہ بگویند نسبت بخدا متحرک وساکن ومتجسم وغیر از اینہا از صفات خوبی کہ بانبیاء وملائکہ قائم است باری آنچہ برما لازم است ہماں است کہ بدانیم خداوند تعالیٰ عالم است وقادر وحیّ است ومدرک است و دارای ہر کمال است بدرجہ الکمال کہ ہیچ نقص در آں نباشد واما تفصیل علم وقدرت وباقی صفات پس معرفت آں لازم نیست وہر کس کہ در صدد فضولے برآید در امور کہ خدا از او نخواستہ این جور کلمات متناقض میگوید وبچاہ می افتد ودیگران را ہم گمراہ می کند پس نصیحت آں است کہ در ذات وکیفیت صفات ہرگز تکلم نکنی و ہمیشہ تدبر در صنع خداوند بکن کہ نجات در آں است۔

--- ✤ ---

اور علم حادث بھی جو کہ خلق ذات کے بعد ہوتا ہے۔

اور اسی طرح سے وہ یہ کہتا ہے کہ اس کی صفت نہ حادث قدیم ہے بغیر ذات خدا، پس اس کا خلق ہونا خلق ذات کے بعد ہے پس اس سے یہ ضروری ہوا کہ اس کا خلق ہونا بغیر قدرت کے ہوا، اور خدا اُس ذات پر قدرت نہیں رکھتا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب اس علم حادث کو خلق قرار دیدیا تو وہ دوسری خلق کی ذات کے ساتھ قائم ہوگی اس صورت میں یہ کیسے ممکن ہوگا، کہ خداوند تعالیٰ اس علم کے ذریعے کسی چیز کو جانے، سوائے اس کے کہ وہ قرین بہ حادث ہوجائے گا بلکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس علم کو خلق کرنے اور قدرت کو خلق کرنے سے پہلے خدا عالم باشیاء اور قادر باشیاء نہ ہو کیونکہ صفاتِ ذات قرین بہ خلق نہیں ہوتے اور یہ تمام لوازم ضروریات اسلام کے خلاف ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ تمام کا اتفاق اس بات پر ہے کہ مخلوقات میں سے سب سے اوّل مخلوق ذاتِ مقدس مطہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہے اور مصنف ارشاد العوام کے اعتقاد کے مطابق بغیر واسطہ کے کوئی چیز صادر نہیں ہوتی پس اس سے ضروری ہوا۔ کہ مشیتِ خدا کہ وہ بھی صفاتِ اضافہ سے ہے اور اس کے مذہب کے مطابق ضروری ہے کہ ذاتِ خلق کے ساتھ قائم ہو۔ وہ (مشیت) بھی بواسطہ ذات پیغمبر خلق ہو۔ اور اگر وہ یہ کہے کہ وہ خود ذاتِ پیغمبر ہے، تو میں یہ کہوں گا۔ کہ یہ بات ضروری ہے کہ صفت غیر از ذات ہے اور ذات کے ساتھ قائم و برپا ہے اور مشیت بھی خدا کی صفات میں سے ایک ہے اور چونکہ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ ذاتِ خدا کے ساتھ قائم ہو۔ پس مشیت کا خلق ہونا پیغمبر کے خلق ہونے کے بعد ہوگا۔ لہٰذا اس سے لازم آیا کہ پیغمبرِ خدا کی مشیت کے بغیر پیدا ہوئے ہوں، اور یہ بات باوجود اس کے کہ مطلب وہم کا نقیض ہے۔ عقل ونقل کے بھی خلاف ہے۔ چوتھے یہ کہ یہ علم حادث ایک شریف اور بزرگ مرتبہ علم ہے لہٰذا صرف اس بناء پر (مجازاً) اس کو صفتِ خدا قرار دیا جائے۔ یہ بات درست نہیں ہے

کیونکہ اس طرح سے تو ذاتِ پیغمبر بھی بہت شریف و بزرگ مرتبہ ہے پس اس شرافت و بزرگی کی وجہ سے (مجازاً) ذاتِ پیغمبر کو بھی ذاتِ خدا کہنا چاہیئے۔ اسی طرح جسم انبیاء بھی بہت شریف و بزرگ مرتبہ ہے۔ پس اس کے لئے بھی کہنا چاہیئے جسم خدا اور بالجسم صفاتِ اضافہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہ شریف و بزرگ مرتبہ خلق ہیں لہذا ان کی شرافت و بزرگی کی بناء پر مجازاً ان کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہو۔

اس طرح تو یہ بات لازم آئے گی۔ کہ قطع نظر نسبت مجازی کے خداوند تعالیٰ عالم باشیا اور قادر اور سمیع اور بصیر اور حکیم اور خبیر نہ ہو۔

اور اگر اس طریقہ سے مجازاً نسبت دی جا سکتی ہو تو ضروری و لازم ہوگا۔ کہ یہ بات اُس کی ذات کے لئے عیب نہ ہو کہ خدا کی نسبت یوں کہیں کہ خدا متحرک یا خدا ساکن یا خدا متجسم، وغیرہ از اینہا دوسرے صفات نیک کہ جو انبیاء اور ملائکہ کے ساتھ قائم ہیں۔

بہرحال ہم پر جو بات لازم ہے وہ صرف اتنی ہے کہ ہم یہ جانیں کہ خداوند تعالیٰ عالم ہے اور قادر ہے اور حی ہے اور مدرک ہے اور ہر طرح کے کمال کا رکھنے والا ہے بدرجہ الکمال کہ کوئی نقص اس میں موجود نہیں ہے۔ رہا تفصیل علم و قدرت اور باقی صفات پس اس کی معرفت اور اس کا جاننا لازم نہیں ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اس قسم کی فضول باتوں کے پیچھے پڑتا ہے جن کی معرفت کا خدا اس سے طلبگار نہیں ہے وہ ایسی ہی متضاد و متناقض باتیں کہا کرتا ہے اور خود بھی ضلالت و گمراہی کے کنوئیں میں گرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا کرتا ہے پس ہماری نصیحت یہ ہے کہ تم اس کی ذات اور کیفیتِ صفات میں ہرگز کوئی کلام نہ کرو۔ اور ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی صفت میں غور کیا کرو۔ کہ نجات اسی بات میں ہے۔

ایراد چہاردہم

درصفحہ نمبر ۱۸ قسمت اول درمعنی صفات افعال میگوید پس ازصفات حادث است ومخلوق است وچوں مخلوق شد خالق نیست مثل صفات اضافہ ونسبت ایں صفات بخدا مثل نسبت خانہ خدا است بخدا۔

———— ۞ ————

ایراد چہاردہم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید یکے ازصفات افعال خالق است یعنی آفریندہ زیراکہ تا نیافرید خالق نیست اگرچہ قدرت برخلق دارد پس بمذہب او باید صفت مخلوق باشد وقائم باشد بغیر ذاتِ خدا زیراکہ ذات خدا قرین مخلوق نمی شود پس باید خالق اشیاء ذاتے باشد غیر ذاتِ خدا وذاتِ خدا خالق نباشد ونمی دانم کفر دیگر چہ چیز است۔ والیضاً ایں نقیض آں حرف است کہ گفت چوں مخلوق شد خالق نیست زیراکہ تو خالق راہم مخلوق میدانے پس چگونہ مخلوق خالق نیست وثالثاً میگوئیم ایں صفت خالق یا خلق آیا حادث است یا قدیم، قدیم کہ نیست پس حادث است بمذہب تو ہر حادثے مخلوق است وخالق میخواہد پس خالق او یا ذات خدا است یا غیر ذاتِ خدا اگر ذات است پس ذات خالق شد واگر غیر ذات است آنہم مخلوق است وخالق میخواہد و ہمچنیں تا آخر باید منتہی شود بذاتِ خدا کہ دیگر خالقی نمی خواہد و بالجملہ ایں کلام کہ خالق بودن صفتے است موجود ومخلوق باعقل ونقل درست نمی آید بلکہ معنی صفات

ترجمہ ایراد چہاردہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۱۸ پر صفات افعال کا بیان کرتے ہوئے یوں کہتا ہے:۔

پس دیہ تمام صفات افعال) صفات حادث سے ہیں لہٰذا مخلوق ہیں، اور جب مخلوق ہوئے تو خالق نہ رہے۔ مثل صفات اضافہ کے، اوران صفات کی خداوند تعالیٰ کے ساتھ نسبت خداوند تعالیٰ سے خانہ خدا کی نسبت کے مانند ومثل ہے۔

———— ۞ ————

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

خداوند تعالیٰ کے صفات افعال میں سے ایک صفت اس کا خالق ہونا ہے یعنی آفریندہ پیدا کرنے والا اور خلق کرنے والا۔ اب چونکہ جبتک وہ خلق نہ کرے وہ خالق نہیں کہلا سکتا۔ اگرچہ وہ خلق کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ پس اس کے مذہب کے مطابق ضروری ہوا کہ صفت مخلوق ہو اور یہ بغیر ذاتِ خدا کے قائم ہو۔ کیونکہ ذاتِ خدا قرین بہ مخلوق ہو نہیں سکتی پس اس سے یہ لازم آیا کہ خالق اشیاء وہ ذات ہو۔ جو کہ غیر از خدا ہے اور ذاتِ خدا خالق نہ ہو۔

پس میں نہیں جانتا کہ کفر اس کے سوا اور کس چیز کا نام ہے۔؟

دوسرے اس کی یہ بات خود اس کی اس بات کی نقیض ہے جو اس نے اپنے اسی بیان میں کہی ہے کہ جب وہ صفت مخلوق ہوئی خالق نہ رہی کیونکہ تو تو خالق کو بھی مخلوق ہی جانتا ہے۔ پس تو کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ مخلوق خالق نہیں رہی، تیسرے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ صفت خالق یا خلق آیا حادث ہے یا قدیم ہے، قدیم تو یہ ہے نہیں پس حادث

افعال آنست کہ چوں خداوند بقدرت ذات بحسب حکمت کاملہ موجود کرد اشیاء را عقل حال صفتے پیش در ذہن انتزاع میکند و میگوید کہ خالق خلق شد و در خارج نیست مگر ذات واجب و آں مخلوق و اما خلق کردن پس آں امری نیست کہ موجود باشد تا حادث باشد یا قدیم والا تسلسل لازم می آید یا تعدد واجب زیرا کہ اگر موجود باشد و قدیم تعدد قدماء لازم آید و اگر حادث باشد لابد خالق میخواہد پس کلام را نقل میکنیم در خلق ایں خلق کردن کہ آں خلق اگر موجود باشد یا قدیم است یا حادث وہمچنیں الیٰ غیر النہایہ۔ وہر دو بدیہی البطلان است وایں کلمات حکمت آمیز را عامیانہ مینویسیم بر طبق اصل کتاب تا غرض مقصود از وضع کتاب کہ تنبیہ الانام است بر مفاسد ارشاد العوام فوت نشود۔

ہوئی اور نیز ہمارے مذہب کے مطابق ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق کے لئے ایک خالق کی ضرورت ہے پس اس مخلوق کا خالق یا ذاتِ خدا ہے یا غیر ذاتِ خدا، اگر خالق اس کا ذاتِ خدا ہے، پس ذاتِ خدا خالق ہو گئی، اور اگر غیر از ذات خدا ہے تو پھر وہ بھی مخلوق ہے اور اس کو بھی ایک خالق کی ضرورت ہوگی اور اسی طرح یہ تسلسل قائم رہے گا، یہانتک کہ یہ تسلسل ذاتِ خدا پر ہی جاکر ختم ہوگا کہ اس کو کسی اور خالق کی احتیاج نہ ہو۔

اور بالجملہ اس کا یہ کلام کہ خالق ہونا کوئی ایسی صفت ہے جو وجود رکھتی ہے اور مخلوق ہے عقلاً و نقلاً کسی طور پر بھی درست نہیں ہے

بلکہ معنی صفات افعال یہ ہیں کہ جب خداوند تعالےٰ اپنی قدرت ذات کے ذریعے سے اپنی حکمتِ کاملہ کے بموجب اشیاء کو کتم عدم سے عالمِ وجود میں لایا تو عقل نے اب اپنے ذہن میں ایک صفت کا تصور پیدا کیا کہ وہ خالق، خلق ہے اور خارج میں اور کوئی تیسری شے نہیں ہے سوائے اُس ذات واجب کے اور اس مخلوق کے۔

رہا خلق کرنا پس وہ کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ جو خارج میں وجود رکھتا ہو۔ اور اپنے وجود کی وجہ سے حادث کہلائے یا قدیم کہلائے اور اگر ایسا ہو تو تسلسل لازم آئے گا، یا تعدد واجب کیونکہ اگر وہ موجود ہو اور قدیم تو تعدد قدما لازم آیا اور اگر وہ موجود حادث ہو تو پھر اس کو خالق کی ضرورت ہے، پس ہم اس کلام کو اس خلق کرنے کی صفت کے خلق ہونے کے بارے میں نقل کر رہے ہیں کہ وہ صفت خلق یا فعل خلق اگر وہ موجود ہو (باعتبار وجود خارج) تو وہ یا حادث ہے یا قدیم اور یہ دونوں بدیہی البطلان ہیں، ہیں سبے ان حکیمانہ باتوں کو عام انداز میں اصل کتاب کے مطابق لکھا ہے۔ تاکہ اس کتاب کے لکھنے کی غرض فوت۔ نہ ہو جو کہ کریم خان کی کتاب ارشاد العوام کے مفاسد پہ عام لوگوں کی تنبیہہ اور ان کو آگاہ کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔

ایراد پانزدہم

در صفحہ نمبر ۱۹ قسمت اول می گوید، پس نور خدا خالق و عالم است و ہمچنیں باقی صفات واین نور قرین بہ صفات می شود وازیں جہت آں ہم خلق است .

ایراد پانزدہم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اگر مراد از نورِ خدا وجود خدا باشد کہ آں واجب الوجود است و خلق نیست پس قول بخلق بودن آں کفر است واگر چیز دیگر است پس مخلوق بودن آں درست نیست ولے قول بخالق بودن آں کفر است زیراکہ ہرچہ غیر ذات خدا است مخلوق است و مخلوق خالق نمیشود چنانچہ در ایرادات سابقہ خودش بآں اصرار داشت ۔

ایراد شانزدہم

در صفحہ نمبر ۲۲ قسمت اول میگوید، شکے نیست کہ خالق مثلاً صفت خدا است وصفت خدا غیر خدا است، پس صفت خالق غیر خدا است .

ترجمہ ایراد پانزدہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۱۹ پہ کہتا ہے کہ :-

پس نورِ خدا خالق ہے اور عالم ہے اوراسی طرح باقی صفات بھی اُسی نور کی ہیں، اور یہی نور ہے وہ کہ جو قرین بہ صفات ہوتا ہے اور اس جہت سے وہ بھی مخلوق ہے ،

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اگر نورِ خدا سے مراد وجودِ خدا ہو کہ وہ واجب الوجود ہے اور وہ خلق نہیں ہے، پس اس نور کو خلق کہنا کفر ہے ۔ اور اگر اس نور سے مراد تمہاری کوئی اور دوسری چیز ہے پس اس کا مخلوق ہونا درست نہیں ہے البتہ اس مخلوق نورِ کو خالق کہنا یہ سراسر کفر ہے۔ کیونکہ ذاتِ خدا کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ مخلوق ہے اور مخلوق خالق بن ہی نہیں سکتی جیسا کہ ایرادات سابقہ میں اُس نے خود اقرار کیا ہے۔

ترجمہ ایراد شانزدہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۲۲ پر کہتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مثلاً خالق ہونا صفت خدا ہے اور صفتِ خدا غیر خدا ہے پس صفت خالق غیر خدا ہے ۔

ایراد شانزدهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید این ہم لازمش این است کہ ذات خدا خالق اشیاء نباشد بلکہ خالق حادث باشد زیرا کہ صفت خدا بقول او حادث و مخلوق است و این مخلوق را صفت خدا گفتن محض بجہۃ شرافت است مثل خانہ خدا پس این حرف مثل آں است کہ بگوید ذات خدا خالق نیست بلکہ خانہ خدا خالق اشیاء است بدون تفاوت بجہۃ آنکہ چوں آں صفت مخلوق است و ربطے بذات خداوند ندارد مثل خانۂ خدا میشود پس چہ بگوئی صفت خدا خالق و رازق است و چہ بگوئی خانہ خدا خالق و رازق است یا بگوئی زمین خدا خالق و رازق است نیکو تامل کن ببیں فرق دارد یا نہ و بایں کلمات مزخرفہ سر و صورت دارد سیعینے مغرور مشو کہ ہیچ با عقل درست نیست و جواب آں کہ در ایراد چہاردہم گذشت۔

ایراد ہفدہم

درصفحہ نمبر ۲۴ قسمت اول درمعرفت فعل خدا میگوید و ہمچنیں ہمہ اسبابہا و آلتہا بر میگردند بیک سبب کہ او سبب کل است و آلت ہمہ او است و آں یک خلق چناں لطیف است کہ دیگر حاجت بہیچ واسطہ ندارد در جنبش خدا در او بیواسطہ جاری میشود و او خواہش خدا را بیواسطہ میفہمد شاید از ہمیں دلیلہا فہمیدہ باشی کہ باید کہ کار بجائے رسد کہ بیواسطہ بفہمد و

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

یہ بھی وہی بات ہے کہ جس کا لازمہ یہ ہے کہ ذاتِ خدا خالق اشیاء نہ ہو بلکہ وہ خالق حادث ہو کیونکہ اس کے قول کے مطابق خدا کی ہر صفت حادث ہے اور مخلوق ہے اور اس کا اس مخلوق کو صفت خدا کہنا محض اُس صفت کی شرافت و بزرگی کی بنا پر مجازاً ہے مثل خانہ خدا۔

پس اس کی یہ بات اس بات کے مانند و مثل ہے کہ وہ یہ کہے کہ ذاتِ خدا خالق نہیں ہے بلکہ خانہ خدا خالق اشیاء ہے بدوں تفاوت

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ صفت مخلوق ہے اور اس کا ذاتِ خدا کے ساتھ کوئی ربط نہیں ہے اور خانہ خدا کی مثل ہو جاتی ہے۔

پس کیا تو یہ کہے گا کہ صفت خدا خالق و رازق ہے یا تو یہ کہے گا کہ خانۂ خدا خلق و رازق ہے یا تو یہ کہے گا کہ خدا کی زمین خالق و رازق ہے

ذرا اچھی طرح سے غور کر اور دیکھ اس میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور اپنی ان بے معنی باتوں کے دھوکے میں نہ رہ کہ یہ باتیں قطعاً خلافِ عقل ہیں اور ان کا جواب بھی وہی ہے جو ایراد چہاردہم میں گزر چکا ہے،

ترجمہ ایراد ہفدہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۲۴ پر فعلِ خدا کی معرفت میں کہتا ہے کہ:۔

اور اسی طرح سے تمام اسباب اور تمام آلات ایک سبب پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں کہ وہی سبب کل ہے اور وہی تمام مخلوق کی آلت ہے اور وہ ایک مخلوق اتنی لطیف

یکنفر باشد کہ از ہمہ بہتر و لطیف تر باشد و جنبانندہ ہمہ چیزان باشد و سبب ہمہ چیزان باشد تا اینکہ میگوید و ہیچ مخلوق بذاتِ خدا نگردد، چراکہ ذات چنداں لطیف است کہ ہیچ خلقے اور انمیفہمد و با او جفت نمی شود و با ونمی تواند رسید و ذاتیست، یگانہ دیگر جنبش ندارد، بلکہ خلقے خلق کردہ کہ او جنبانندہ ہر چیزی است بجنبش خوذ۔

ایراد ھفدھم

جوابِ آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید خواہش خدا ہم صفت خدا است و آں ہم بمذہب تو خلقے است از مخلوقات پس باید او جنبانندہ ہمہ باشد نہ آنکسی کہ ایں خواہش را میفہمد و ایں خواہش چوں صفت باید قائم بذات باشد و بذات برپا باشد و آں ذات کہ جفت بایں صفت میشود باید مقدم باشد بر ایں صفت کہ باو برپا است پس آں ذات باید بخواہش خدا خلق شدہ باشد و ثانیاً تو میگوئی یکدفعہ خدا جنبش ندارد و یکدفعہ میگوئی جنبش خدا در آں سبب اول بے واسطہ جاری میشود پس آں جنبش کہ در خلق اول جاری میشود آیا جنبش ذات است کہ ذات جنبش ندارد یا جنبش صفات صفات کہ مخلوق اند و ہیچ مخلوقے پیش از اول مخلوقات نیست پس ایں کلمات باوجود تناقض اش معلوم شد کہ از روی بے شعوری بر نخواستہ و الا باہم مربوط میشد۔

ہے کہ اس کے لئے کسی دوسرے واسطے کی کوئی ضرورت نہیں ہے خدا کی جنبش اس کے اندر بغیر کسی واسطے کے جاری ہوتی ہے اور وہ مخلوق خواہش خدا کو بغیر کسی واسطے کے سمجھتی ہے۔ شاید انہیں دلیلوں سے تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ ضروری ہے کہ یہ تمام چلتے چلتے اس مقام پر پہنچ جائے کہ وہاں وہ صرف ایک نفر ہو اور بغیر کسی واسطہ کے سمجھتا ہو سب سے بہتر اور لطیف تر ہو۔ سب چیزوں کو جنبش دینے والا ہو، اور تمام اشیاء کا سبب ہو۔ یہاں تک کہ کہتا ہے کہ مخلوق ذاتِ خدا پر جا کر ختم نہیں ہوتی، اور ذاتِ خدا کی طرف نہیں لوٹتی کیونکہ ذاتِ خدا اتنی لطیف ہے کہ کوئی بھی مخلوق اس کو نہیں سمجھ سکتی، نہ اس کے ساتھ جفت ہو سکتی ہے اور نہ اس تک پہنچ سکتی ہے اور وہ ایک ایسی ذات ہے جو یگانہ ہے اس کے علاوہ اُس میں کوئی جنبش نہیں ہے بلکہ اس نے ایک مخلوق کو خلق کیا ہے کہ وہ اپنی جنبش کے ذریعے ہر چیز کو جنبش دینے والی یعنی خلق کرنے والی ہے

ترجمہ آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس نے جو یہ کہا ہے کہ وہ مخلوق، خواہش خدا کو بغیر واسطے کے سمجھتی ہے، یہ خواہش خدا بھی تو ایک صفت خدا ہی ہے اور یہ صفت، یعنی خواہشِ خدا بھی تیرے مذہب کے مطابق مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہی ہے پس اس سے تو یہ ضروری و لازم ہوا کہ اسی کی وہ خواہش سب کو جنبش میں لانے والی ہو نہ کہ وہ شخص جو کہ اُس کی اس خواہش کو سمجھتا ہے اور اُس کی یہ خواہش چونکہ صفت ہے اور صفت کے لئے لازمی ہے کہ وہ قائم بذات ہو اور ذات کے ساتھ برپا ہو، اور وہ ذات کہ جو اس صفت کے ساتھ جفت ہوگی اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس صفت سے پہلے موجود ہو کہ جس پر یہ صفت برپا و قائم ہے۔ پس اب ضروری ہوا۔ کہ وہ ذات خواہش خدا کے مطابق خلق ہوئی ہو۔

ایراد ہیجدہم

درصفحہ نمبر ۲۵ قسمت اول می گوید:۔

پس بدانکہ ایں اسبابہا ہمہ بیک سبب بیندند و آخر ہم بیک سبب می رسد کہ او حرکت دہندہ و جنبانندہ کل است ۔ و اول اسباب نشاید کہ زیاد از یک باشد باین جہت کہ ہمہ اسباب خلق خدایند و شکے نیست کہ ایں اسباب بعضے بالاتر اند و بعضے پست تر و بعضے لطیف تر اند و بعضے کثیف تر اند پس ہر یک از انہا کہ صفائیشاں بیشتر و لطیف تر اند بخدا نزدیک تر اند و ہر یک کہ کثافتشاں بیشتر است از خدا دور تر اند و ہر چہ بخدا نزدیک تر است باید صفات خلقی در آں بیشتر پیدا باشد و دانستی پیش ازیں کہ صفات خدا عین خدا است پس عجبی نیست اگر در کسے صفات خدا جلوہ کند۔ تا اینکہ درصفحہ بعد میگوید: پس معلوم شد کہ صفتہائے آں آلت اوّل و سبب اول از ہمہ یگانہ ہا یگانہ است و آئینہ سرتا نمائے خدا اوست و او جنبانندہ ہر چیزی است کہ در عالم حرکت می کند

اور دوسرے تم ایک دفعہ تو یہ کہتے ہو کہ خدا جنبش کر ہی نہیں سکتا (لہٰذا وہ خلق نہیں کر سکتا) اور ایک دفعہ یہ کہتے ہو کہ جنبش خدا اس سبب اول میں بغیر کسی واسطے کے جاری ہوتی ہے۔ پس خدا کی وہ جنبش جو خلق اول میں جاری ہوتی ہے آیا اس سے تمہاری مراد جنبش ذات ہے؟ جس کے لئے تم نے خود یہ کہا ہے کہ ذات جنبش نہیں کر سکتا۔ یا یہ جنبش صفات ہے۔ اگر یہ جنبش صفات ہے تو تمہارے قول کے مطابق یہ بھی مخلوق ہے اور کوئی بھی مخلوق، اول مخلوقات سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ تمام باتیں تضاد و تناقض کے باوجود از روئے بے شعوری کے کہی گئی ہیں ورنہ ان میں کچھ تو ربط ہوتا۔

ترجمہ ایراد ہیجدہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۲۵ پر کہتا ہے کہ:۔

پس معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ سب اسباب ایک ہی سبب کے ساتھ وابستہ ہیں اور آخر میں یہ سب کے سب ایک ہی سبب پر پہنچ جاتے ہیں کہ وہی سبب سب کو جنبش میں لانے والا اور چیزوں کا حرکت دینے والا ہے اور ان سب اسباب میں سے جو سب سے پہلا سبب ہے اُس کے لئے یہ بات زیبا نہیں ہے کہ وہ ایک سے زیادہ ہو وجہ اس کی یہ ہے کہ تمام اسباب خدا کی مخلوق ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان اسباب میں سے بعض بالاتر ہیں، اور بعض پست تر اور بعض لطیف تر ہیں اور بعض کثیف تر۔ پس ان اسباب میں سے جو سبب جتنا زیادہ صاف تر اور لطیف تر ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ سبب خدا سے نزدیک ہوگا۔ اور جو سبب کثیف تر ہوگا۔ اتنا ہی وہ خدا سے دور تر ہوگا اور ان اسباب میں سے جو سبب خدا سے زیادہ نزدیک ہوگا۔ اُس کے

ایراد هیجدهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولا نزدیکی و دوری نسبت بخدا محال است اگر مقصود نزدیکی و دوری مکانی یا زمانی باشد و اگر مراد کمی واسط و بسیاری آں است یعنی آنکه خلق شده بیواسط آں نزدیک تر است از آنها که با واسط خلق شده اند پس لطافت دلیل نمی شود بر اینکه واسطاش باید کمتر باشد از کثیف و ہر کثیفے باید بعد از لطیف خلق شود مگر بنا بر قول کسانیکه خدا را قادر بر غیر یک امر نمی دانند که مذہب حکمای یونان است که میگویند خدا ہماں عقل اوّل را خلق کرد و آں عقل دوم را و ہمیں طور تا بعقل دہم بعد ہیولے و صورة تا باجسام رسید و ایں مذہب طریق اسلام و مسلمین نبوده و نیست زیرا که خدا قادر بر ہر امری است بے واسط و بے آلت و ایں کلمات که خلق کثیف اند و آں تحت اراده لطیف ندارد تا اطاعت کنند مثل اعضا که از اراده روح خبر نمی شود مگر بالت بدن بجہت فریبی بکار می آید اما علمای دین که از مذہب وطریق سادات خود آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین اطلاع دارند ایں گونہ کلمات واہیه بنظر شاں جلوه ندارد و روح مخلوقی است ضعیف قدرة کاملے ندارد که بتواند تصرف کند در چیزی مگر در ہر چه خداوند با و قدرة داده است که بدن خودش باشد و اما خالق قدیم که صاحب قدرة کامله شامله است البتة در افعال احتیاج بالت و اسباب ندارد پس میتواند در یک آں صد ہزار خلق لطیف و کثیف خلق نماید انما امره اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون ، وثانیاً آں خلق اول

لئے ضروری ہے کہ اُس میں صفات خلقے زیادہ ظاہر ہوں، اور یہ بات اس سے پہلے تمہیں معلوم ہو چکی ہے کہ صفات خدا عین خدا ہیں. پس اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر کسی میں صفات خدا جلوہ گر ہوں۔

یہاں تک کہ اگلے صفحہ پر کہتا ہے کہ پس اس سے معلوم ہوا کہ اس کی صفات، آلت اول اور سبب اول اور سب یگانوں سے بڑھ کر یگانہ ہے اور وہی سرتا پا آئینہ خداوندی ہے اور وہی چیزوں کا جنبش دینے والا ہے اور ہر چیز کو حرکت میں لانے والا ہے جو کہ عالم میں حرکت کرتا ہے۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ خدا کی نسبت نزدیکی و دوری کے الفاظ استعمال کرنا اور اس سے کسی چیز کو نزدیک یا دور کہنا محال ہے اگر اس نزدیکی سے یا دوری سے مراد مکانی یا زمانی نزدیکی و دوری ہو۔

اور اگر اس سے مراد کمی واسط یا زیادتی واسط ہو یعنی وہ چیز جو بے واسط کے خلق ہوئی ہے وہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ جو دوسرے واسطے خلق ہوتی ہے پس لطافت اس بات پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ ضرور بالضرور اس کا واسط کثیف چیز سے کمتر ہو اور اسی طرح سے یہ بات بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر کثیف لطیف کے بعد ہی خلق ہو، سوائے اس کے یہ قول اُن لوگوں کا ہے کہ جو خداوند تعالیٰ کو سوائے ایک چیز کے خلق کرنے کے اور کسی چیز پر قادر نہیں جانتے اور یہ مذہب یونان کے فلسفیوں کا ہے، جن کا قول یہ ہے کہ خدا نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ہے اور اس عقل اوّل نے عقل دوم کو خلق کیا اور اسی طرح سے یکے بعد دیگرے ایک نے دوسری کو تا بہ عقل دہم کو (جن کو اصطلاح فلسفہ یونان میں عقول عشرہ کہتے ہیں)

لابد باید پیش از صفت ها باشد چراکه او خالق صفت ہا است پس چہ مدحی است کہ کسے آئینہ سر تا پا ہمای مخلوق خود شی باشد و ایضاً چوں آں صفات اثر خلق اول اند صفات خود او نتواند بود زیراکہ مخلوق قرین خالق نشود بر ذاتے ہم باید باشد کہ ایں صفات براو پا شوند پس ذات متصف باں صفات خلق ثانی باشد پس میگویم ذات خلق ثانی لطیف تر است از صفاتش زیراکہ پیشتر خلق باید شدہ باشد تا صفات باو بر پا شوند پس باید اوالت باشد از برائے خلق صفات و ایں صفات در رتبہ او نباشند و او خالق ایں صفات باشد پس اینہا صفات او نباشند بلکہ صفات خالق ثالث باشند و ہمچنیں برود تا آخر سلسلہ نزول و سجای بند نشود زیراکہ ہر نزدیکی آلت است از برائے خلق دور و ذات نزدیک تر است ، از صفات و صفات قائم بموثر خودش نمیشود پس باید باہیچ صفت موجود نباشد یا اینکہ باذات موصوف در یک رتبہ باشند دویم کہ محال است اول را ہم کہ قبول نداری پس نفہمیدہ حرف می زنی و ثالثاً یکے از صفات مشیت و بقول تو مخلوق است و بعد از ذات است پس باید موثر در آں باز ہماں سبب اوّل باشد پس باید او بمشیت خدا خلق شدہ باشد باری من عاجزم ز گفتن و خلق از شنیدنش ،

خلق کیا۔ اس کے بعد ہیولٰے و صورت اور پھر اجسام کا نمبر آیا۔ اور یہ مذہب اسلام اور مسلمانوں کا نہ کبھی طریقہ رہا ہے اور نہ ہی اب ہے کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک خدا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اس کو نہ کسی واسطے کی ضرورت ہے نہ کسی آلت کی حاجت ہے وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے کسی واسطہ یا آلت کا محتاج نہیں ہے اور اس قسم کی باتیں کہ خلق کثیف ہے اور اس کو لطیف کے ارادے کی خبر نہیں ہوسکتی تاکہ وہ اس لطیف کے ارادے کی اطاعت کرے جیسے کہ اعضاء روح کے ارادے سے باخبر نہیں ہوتے مگر آلت بدن کے واسطے سے یہ باتیں سب دھوکا ہی ہیں لیکن علمائے دین جو کہ اپنے آئمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے مذہب اور طریق کی اطلاع رکھتے ہیں ان کی نظروں میں اس قسم کی واہیات اور بے ہودہ باتیں کوئی جلوہ نہیں دکھا سکتیں۔

وہ جانتے ہیں کہ روح ایک ضعیف مخلوق ہے اور وہ ہر چیز میں تصرف کرنے کی قدرت کاملہ نہیں رکھتی سوائے اس کے کہ جس چیز میں تصرف کرنے کی خداوند تعالیٰ نے اس کو قدرت عطا کر دی ہے۔ اور وہ صرف اس کا اپنا بدن ہے جس پر خدا نے اس کو تصرف کرنے کی قدرت عطا کی ہے۔ لیکن خالق قدیم کہ جو صاحب قدرت کاملہ و شاملہ ہے اس کو اپنے کسی فعل کے سرانجام دینے کے لئے نہ کسی آلت کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ کسی سبب کا محتاج ہے اُس کے احاطہ قدرت میں ہے یہ بات کہ وہ ایک آن واحد میں لاکھوں ہی مخلوق لطیف و کثیف خلق کر دے۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون

دوسری بات یہ ہے کہ اس خلق اوّل کے لئے ضروری و لابدی ہے کہ وہ صفات کے پہلے ہو کیونکہ وہ صفات کی خالق ہے پس یہ کیا تعریف ہوئی کہ کوئی چیز خود اپنی مخلوق کی سراتاپا آئینہ ہو۔

علاوہ ازیں چونکہ وہ صفات خلق اول کے اثر کا نتیجہ ہیں لہٰذا وہ اس کی صفات نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ مخلوق خالق کے قرین نہیں ہوسکتی پس کسی اور ذات کی ضرورت ہوئی کہ جن پر یہ صفات برپا و قائم ہوں پس ان صفات کے ساتھ متصف ذات خلق ثانی ہو گی۔

ایراد نوزدہم

در صفحہ نمبر ۴ قسمت اوّل میگوید

بدانکہ فرق است مابین معبود وجہت عبادت واین فرق را علماء وحکماء برنخوردہ اند مگر کمی۔

اب میں کہتا ہوں کہ ذات خلق ثانی اس کی صفات کی نسبت سے لطیف تر ہوگی کیونکہ ضروری ہے کہ وہ پہلے خلق ہوئی ہو تاکہ صفات اس پر برپا و قائم ہو سکیں۔ پس ضروری ہوا کہ وہ خلق ثانی آلت ہو خلق صفات کے لئے اور یہ صفات اس کی ہم مرتبہ نہ ہوں اور وہ خلق ثانی ان صفات کی خالق ہو۔

اور جب وہ خلق ثانی اُن صفات کی خالق بن گئی تو ضروری ہوا کہ یہ صفات اس کی صفات نہ ہوں بلکہ یہ تیسرے خالق کی صفات ہوں۔ غرض اسی طرح سے یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا اور کہیں ختم نہ ہوگا۔ کیونکہ ہر خلق نزدیکی آلت ہے خلق دور کا اور ذات نزدیک تر ہے صفات سے اور صفات اپنے مؤثر پر قائم نہیں ہوتی پس ضروری ہوا کہ کسی کے ساتھ بھی کوئی صفت موجود نہ ہو یا یہ کہ وہ صفات پہلے موصوف کی ذات کے ساتھ ہم مرتبہ ہوں۔

دوسری بات تو محال ہے اور اوّل کو تو خود ہی قبول نہیں کرتا پس بغیر سمجھے ہی باتیں کرتا ہے

تیسری بات یہ ہے کہ صفات میں سے ایک صفت مشیت ہے اور تیرے قول کے بموجب وہ بھی مخلوق ہے اور وہ بعد ذات کے خلق ہوئی ہے، پس اس سے ضروری ہوا کہ اس میں بھی وہی سبب اوّل ہی مؤثر ہو پس لازمی ہوا کہ مشیت خدا سے خلق ہوا ہو۔

بہرحال میں ان تمام باتوں کے بیان کرنے سے عاجز ہوں اور خلق اُن کے سننے سے عاجز ہے۔

۞

ترجمہ ایراد نوازدہم

قسمت اول کے صفحہ نمبر ۴ پر کہتا ہے کہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جہت عبادت اور معبود کے مابین فرق ہے۔ اور اس فرق سے علماء وحکماء واقف نہیں ہیں مگر تھوڑے۔

ایراد نوزدهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ہر گاہ خداوند امر کردہ بندا را بنماز وشخص نماز کرد بجہت امر خدا پس معبود اواست واین عمل کہ نماز باشد بجہت عبادت است نہ معبود واگر نماز کرد بجہت دیدن مردم پس معبود او شیطان است کہ ادرا امر کردہ بر پا واین عمل کہ صورت نماز باشد جہت عبادت اواست واین فرق را ہمہ عوام ہم میدانند فضلا از حکماء دیگر شاخ وبرگ واسب وطویلہ سلطان وعکس وآئینہ واین اوضاع ہمہ بجہت گول زدن عوام است۔

ایراد بیستم

در صفحہ ۵۲ قسمت دوم میگوید۔

ودر حکمت محال است کہ از خدا باں لطافت واحدیت این خلق باین کثافت بہرہ براند یعنی باید واسطہائے لطیف در بین باشد کہ آن حقیقت پیغمبران است پس ایشانند، آلتہائے خدا در خلق ورزق واحیاء واماتہ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہریاتی

جب خداوند تعالیٰ نے اپنے بندہ کو حکم دیا کہ نماز پڑھ اور اس شخص نے خدا کے حکم کے مطابق نماز پڑھی پس اس شخص کا معبود خدا ہے کیونکہ اُس نے خدا کے حکم سے یہ عبادت کی ہے اور اس کا یہ عمل جس کو نماز کہتے ہیں عبادت کی جہت سے ہے اور عبادت کی خاطر ہے یہ معبود نہیں ہے اور اگر اس نے نماز اس لئے پڑھی ہے کہ لوگ اُس کو دیکھیں کہ وہ نمازی ہے پس اس کا معبود شیطان ہے کہ اُس نے اُس کو ریا کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور اس کا یہ عمل کہ صورت نماز میں ادا ہوا ہے یعنی جہت عبادت ہے اور اس فرق کو تمام عوام بھی جانتے ہیں علماء وحکماء تو علیحدہ رہے۔

اس کے علاوہ شاخ وبرگ واسب وطویلہ سلطان وعکس وآئینہ اور اسی طرح کی دوسری تمام باتیں عوام کو دھوکا دینے کیلئے ہیں۔

ترجمہ ایراد بیستم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۵۲ پر کہتا ہے۔

اور حکمت (یعنی فلسفہ یونان) میں یہ امر محال ہے کہ خدا سے اس کی لطافت واحدیت کی وجہ سے یہ تمام خلق اس کثافت کے ساتھ بہرہ مند ہو سکے۔ یعنی مخلوق اور خدا کے درمیان واسطوں کی ضرورت ہے کہ وہ حقیقت پیغمبراں ہے پس وہی خلق کرنے رزق دینے اور زندہ کرنے اور مارنے میں خدا کے آلات ہیں۔

ایراد بیستم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید کہ بطلان این مطلب را در این ایراد ہیجدہم ذکر نمودم و باید مرادش از حکمت حکمت یونان باشد کہ میگویند الواحد لا یصدر منہ الا الواحد واما در حکمت آل محمدؐ فاللہ علیٰ کلِ شیئٍ قدیر، و در نہج البلاغہ است در صفات خدا فاعلٌ لا بمعنی والآلۃ

ایراد بست ویکم

در صفحہ نمبر ۷، قسمت دوم میگوید

ہر باطن باید بر طبق ظاہر باشد نمیبینی کہ روح اسپ را در نطفہ اسپ میگذارند و روح شیر را در نطفہ شیر و روح سگ را در نطفہ سگ و روح انسان را در نطفہ انسان، اگر روح حیوان را در بدن انسان گزاردی ہیئت این بدن و دست پای او بکار حیوان نیامدی تا اینکہ میگوید پس ہر روح مناسب ہر تن و ہر تن مناسب ہر روح است کہ ہمہ را شرح نتوان کرد۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ہم نے اس شخص کے اس مطلب کے باطل ہونے کا بیان ایراد ہیجدہم نمبر ۱۸ میں کیا ہے۔

اور اس شخص کی یہاں پر حکمت سے مراد حکمت یونانی یعنی فلسفہ یونان ہے کیونکہ فلاسفہ یونان کا قول یہ ہے کہ الواحد لا یصدر منہ الا الواحد کہ واحد سے صرف ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے لیکن حکمت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے مطابق فاللہ علیٰ کلِ شیئٍ قدیر۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور نہج البلاغہ میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے صفات خدا کے بیان میں فرمایا ہے کہ فاعلٌ لا بمعنی والالۃ

ترجمہ ایراد بیست ویکم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۷، پر کہتا ہے۔

ضروری ہے کہ ہر باطن اس کے ظاہر کے مطابق ہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ گھوڑے کی روح کو گھوڑے کے نطفہ میں ہی رکھا جاتا ہے اور شیر کی روح کو شیر کے نطفہ میں اور کتے کی روح کو کتے کے نطفہ اور انسان کی روح کو انسان کے نطفہ میں ہی رکھا جاتا ہے اگر حیوان کی روح انسان کے بدن میں رکھ دی جاتی تو اس کے بدن کی ہئیت اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حیوان کے کام نہ آ سکتے تھے یہاں تک کہ کہتا ہے کہ پس ہر روح ہر جسم کے مناسب رکھی گئی ہے اور ہر جسم ہر روح کے مناسب بنایا گیا ہے کہ یہاں پر سب کی تشریح ممکن نہیں ہے۔

ایرادبست ویکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید این کلام مناقض است باآنچہ در ایراد ہشتم گذشت بان رجوع کن۔

—— ❁ ——

ایرادبست ودوم

درصفحہ نمبر۴۷ قسمت دوم میگوید بدانکہ خداوند عالم جل شانہٗ خالق جمیع حوادث است وہمہ اینہا را ازعدم بوجود آوردہ است

—— ❁ ——

ایرادبست ودوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ہرچہ غیر از ذات خدا است از حوادث است چنانکہ در ایراد اول گذشت پس شامل است نورِ خدا وصفاتِ خدا واسماء خدا ہمہ را پس آنکہ خالق این ہمہ حوادث است باید ذاتِ خدا باشد واین مناقض است، باایراد دوم وپنجم وسیزدہم وچہاردہم وپانزدہم وشانزدہم وہفدہم کہ گفتہ بود ذاتِ خدا خالق نیست بلکہ نورِ خدا وصفت خدا کہ مخلوق است خالق کل اشیاء است درست تامل کن۔

—— ❁ ——

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کا یہ بیان بالکل متضاد ومتناقض ہے اس کے اُس بیان سے جس کا ذکر ایراد ہشتم میں گذر چکا ہے،

لہٰذا وہاں رجوع کریں اور اس شخص کی تضاد بیانی کو ملاحظہ کریں۔

—— ❁ ——

ترجمہ ایراد بست ودوم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر۴۷ پر کہتا ہے کہ

معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند عالم جل شانہٗ تمام حوادث یعنی مخلوقات کا خالق ہے اور ان سب کو وہی عدم سے وجود میں لایا ہے،

—— ❁ ——

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ذات خدا کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ حوادث سے ہے یعنی مخلوق ہے جیسا کہ ایراد اوّل میں بیان ہو چکا ہے پس نورِ خدا وصفاتِ خدا واسماءِ خدا سب اس میں شامل ہیں پس ضروری ہوا کہ وہ ذات جو ان تمام حوادث کی خالق ہے وہ صرف ذاتِ خدا ہی ہو اور یہ بات متضاد ومتناقض ہے اس کے اس بیان سے جس کا ذکر ایراد دوم وپنجم وسیزدہم وچہاردہم وپانزدہم وشانزدہم وہفدہم میں آیا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ ذاتِ خدا خالق نہیں ہے بلکہ نورِ خدا وصفت خدا کہ یہ دونوں مخلوق ہیں یہ سب اشیاء کی خالق ہیں ذرا اچھی طرح سے غور کرو۔

—— ❁ ——

ایراد بست وسوم

در صفحہ نمبر ۸۷ قسمت دوم می گوید

شکی نیست کہ قرآن وحی خدا است بسوی پیغمبر و علم پیغمبر ہمہ از قرآن است و در صفحہ بعد یعنی صفحہ ۸۸ میگوید نشاید کہ پیغمبر و قرآن دو باشد نمی بینی اگر دو صورت در آئینہ بینی دلیل آں باشد کہ دو چیز در برابر آئینہ ہستند و اگر یک بینی دلیل یک است پس اوّل نورِ خدا کہ دلیل خدا است نشاید کہ دو باشد پس قرآن خود عقل پیغمبر است و عقلِ پیغمبر خود قرآن تا آنکہ میگوید جمیع قرآن بیان مقالی یا نوشتنی احوال پیغمبر است زیرا کہ ہرچہ در قرآن است یا شرح احوال خلق است یا شرحِ صفات خالق و ازیں دو بیروں نباشد و اما احوال خلق پس کلاً از نور پیغمبر است و اما احوال صفات خالق پس ہمہ صفات خدا غیر از خدا است و حادث است و اشرف از ہمہ اوّل موجود است پس منبع ہمہ او است پس معلوم شد کہ صفات خدا و حقیقت کل خلق در نزد او است و قرآن شرح ایں دو امر است ، پس پیغمبر حقیقت قرآن و قرآن بیان صفاتِ ذات شریف است و در صفحہ بعد یعنی نمبر ۸۹ میگوید پس عقل پیغمبر روح است و قرآن جسم عقل پیغمبر باطن است و قرآن ظاہر۔

—— ٭ ——

ترجمہ ایراد بست وسوم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۸۷ پر کہتا ہے۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ قرآن پیغمبر کی طرف خدا کی بھیجی ہوئی وحی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا تمام علم قرآن کریم سے ہے۔

پھر اس کے بعد صفحہ نمبر ۸۸ پر کہتا ہے کہ

یہ بات نہیں ہوسکتی کہ پیغمبر اور قرآن دو چیزیں ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر آئینے میں دو صورتیں دکھائی دیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دو چیزیں آئینہ کے سامنے ہیں اور اگر تم آئینہ میں ایک ہی چیز دیکھو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آئینہ کے سامنے صرف ایک ہی چیز ہے۔

پس اوّل نورِ خدا۔ جو خدا کی دلیل ہے، اس کے لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ دو ہوں۔ پس قرآن خود عقلِ پیغمبر ہے اور عقلِ پیغمبر خود قرآن ہے۔

تمام قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے حالات کا قولی یا تحریری بیان ہے۔ کیونکہ قرآن میں جو کچھ بھی بیان ہوا ہے وہ یا تو خلق کے احوال کی شرح ہے یا خالق کی صفات کی شرح ہے اور ان دو باتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ بس جہانتک خلق کے احوال کا تعلق ہے پس وہ کلی طور پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے نور سے ہے صفاتِ خالق کے احوال کا بیان پس خدا کی تمام صفات خدا کی غیر ہیں اور وہ سب حادث ہیں اور ان سب میں اشرف اوّل موجود ہے پس تمام صفات کا منبع وہی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ صفاتِ خدا اور حقیقتِ کل خلق اُن ہی کی ذات میں مرتکز ہے اور قرآن ان ہی دو باتوں کی شرح ، پس پیغمبر ہی حقیقتِ قرآن ہے اور قرآن انکی ذات شریف کے صفات کا بیان ہے اور اس کے بعد صفحہ ۸۹ پر کہتا ہے۔ پس عقل پیغمبر روح ہے اور قرآن جسم اور عقل پیغمبر باطن ہے اور قرآن ظاہر۔

—— ٭ ——

ایراد بست وسوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد چہارم قدری ذکر کردیم فساد این کلام را وانجا ہم میگوئیم اولاً این مطالب مبنی است بر مذہب فلاسفہ کہ میگویند از یکی جز یکی صادر نشود وبنای شرع بر این نیست و تشبیہ با آئینہ غلط است ذات خدا عکس ندارد ونور او عکس او نیست تا تعدد او دلیل تعدد ذات باشد خلق عکس خالق نمیشود وثانیا احوال خلق کہ در قرآن بیان شدہ است مختلف است ازاں جملہ احوالات شیطان است کہ تکبر کرد واحوالات فرعون است کہ کافر شد واحوال ابولہب است واحوال منافقین وکفار وخمر ومیسر وبت وزنا ولواط وغیبت وکذب وفجور وقتل نفوس واذیت انبیاء وافترای بر خدا وحکم بغیر ما انزل اللہ وانواع فواحش پس بقول تو باید از نور پیغمبرؐ خلق شدہ باشند وشرح احوالات پیغمبر باشند البتہ کسی کہ خدا را خالق این افعال میداند لابد باید اینہا را احوال پیغمبرش بداند۔ حال انصاف دہندہ باید باشد کہ ببیند ناصبی کیست باین نسبتہا نصب نباشد پس نصب کدام است بارے شخص جاہل کفر از زبانش میبارد نعوذ باللہ، وثالثاً چوں عقل روح شد وقرآن جسم لابد روح لطیف تر است از جسم پس خلقت او بعد از روح است و با روح یکی نخواہد شد پس لابد قرآن غیر عقل پیغمبر شد و آئینہ دو تا نمود وجسم وحی نمی شود بسوی روح پس قرآن وحی نشد پیغمبر وعلم پیغمبر کہ از قرآن است باید جاہل خلق شدہ باشد وبعد از قرآن کامل شود واینہا ہمہ را انکار کردہ بودی باری ہوش خود را جمع کن وتناقضہا را ببیں واگر نجات میخواہی در صدد فحص از این مطالب برمیا کہ از حقیقت پیغمبر وقرآن ووحی کسی مطلع است کہ آنہا را آفریدہ یا کسی کہ از او علم باو رسیدہ وعلم این مطالب را از خلق نخواستہ اند این است کہ می بینی تکلف کردہ متناقض حرف می زند کہ عوام ہم میفہمند

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ہم نے اس شخص کی اس بات کے فساد کا کچھ ذکر ایراد چہارم میں بھی کیا ہے۔ اور اب اس مقام پر بھی اس شخص کی اس بات کے فساد کا بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تمام مطالب مذہب فلاسفہ کے مذہب پر مبنی ہیں۔ جن کا قول یہ ہے کہ ایک ذات سے ایک چیز کے علاوہ دوسری کوئی چیز صادر نہیں ہو سکتی۔ اور شریع کی بنیاد فلسفہ یونان پر قائم نہیں ہے اور آئینہ کے ساتھ تشبیہ دینا سراسر غلط ہے، ذاتِ خدا ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا کوئی عکس ہو لہٰذا اس کا عکس نہیں ہو سکتا تاکہ اس کا تعدد خدا کی ذات میں تعدد کی دلیل بنایا جا سکے۔ خلق کسی صورت میں بھی خالق کا عکس نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں خلق کے جو حالات بیان ہوئے ہیں وہ مختلف ہیں۔ ان حالاتِ خلق میں سے شیطان کے حالات بھی ہیں کہ جس نے درگاہِ خالق میں تکبر کیا۔ ان حالات میں سے ابولہب کے حالات بھی ہیں، کفار و مشرکین کے حالات بھی ہیں اس طرح سے شراب اور جوا، بت اور زنا، لواط اور غیبت، جھوٹ اور فجور قتل نفس اور اذیتِ انبیاء، افترئ بر خدا اور حکم بغیر ما انزل اللہ اور انواع فواحش کا بھی اس میں ذکر ہے، پس تیرے قول کے مطابق ضروری ہوا کہ یہ سب باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے نور سے خلق ہوئی ہوں۔ اور یہ سب باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے حالات کی شرح ہوں،

البتہ ایسا شخص جو کہ ذاتِ خدا کو ان افعال کا خالق سمجھتا ہو۔ اس کے لئے یہی لازم و ضروری ہے کہ ان افعال کو اس کے پیغمبر کے حالات کی شرح سمجھے۔ اب اس مقام پر انصاف کرنے والے کی ضرورت ہے۔ کہ جو اس بارے میں انصاف کرے۔ اور یہ بتائے کہ ناصبی اور کس کو کہتے ہیں؟، اور اگر ان نسبتوں کے دینے سے نصب عائد نہیں ہوتا تو نصب اور کون سا ہوتا ہے؟ نعوذ باللہ

ایراد بست و چہارم

در صفحہ نمبر ۱۰۰ قسمت دوم میگوید بدانکہ نور ہر چیز تابع آں چیز است چنانکہ نورِ آفتاب تابع آفتاب است درگردی و زردی و حرارت و درخشندگی. تا اینکہ می گوید خلق خدا کہ عکسِ نورِ او یند ہر چہ نزدیک تر بخدا یند و در علم و حیواۃ و سمع و بصر قوی تر اند پس ہمہ خلق خدا زندہ و صاحب شعور اند و مختار اند چرا کہ خدا مختار است

اس شخص جاہل کی زبان سے کفر ہی کفر ٹپک رہا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب اس کے کہنے کے مطابق عقل روح ہو گئی اور قرآن جسم اور یہ بات ضروری ہے کہ روح جسم سے لطیف تر ہوتی ہے بس اُس کی خلقت روح کے بعد ہو گی اور وہ روح کے ساتھ ایک نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہوا کہ اس طرح قرآن غیر عقل پیغمبر ہو گیا اور آئینہ میں دو نظر آنے لگے۔ اور جسم تو وحی نہیں ہو سکتا۔ روح کی طرف پس قرآن بھی وحی نہیں ہوا پیغمبر کی طرف۔ اور علم پیغمبر قرآن سے ہی ہے پس اس سے لازم آیا کہ وہ جاہل خلق ہوا ہو اور قرآن کے بعد کامل ہوا ہو اور ان تمام باتوں کا تو نے انکار کر دیا تھا۔

بہر حال اب اپنے ہوش و حواس کو ٹھکانے کر اور اپنے تضادات و تناقضات کی طرف دیکھ اور اگر نجات کا طالب ہے تو اس قسم کے مطالب کی تلاش کے پیچھے مت لگ۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ اور قرآن و وحی کی حقیقت سے صرف وحی مطلع ہے کہ جس نے ان کو خلق کیا ہے۔ یا جس کو اس نے ان باتوں کا علم عطا کیا ہے اور خداوند تعالیٰ نے ان مطالب کے علم کو اپنی مخلوق کے لئے لازمی و ضروری قرار نہیں دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تو خود دیکھ رہا ہے کہ خواہ مخواہ تو نے اس بارے میں تکلف کیا ہے اور ایسی متضاد و متناقض باتیں بیان کرتا رہا ہے۔ جس کو عوام بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ترجمہ ایراد بست و چہارم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر کہتا ہے کہ

معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر چیز کا نور اُس چیز کا تابع ہے جیسا کہ آفتاب کا نور آفتاب کے تابع ہے گولائی میں زردی میں حرارت میں اور روشنی میں۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ خلق خدا جو کہ اس کے نور کا عکس ہیں وہ جس قدر خدا سے نزدیک تر

ایراد بست وچہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولا ایں حرف بامطلب چہارم مناقض است کہ گفت ہر چہ در خلق است در خالق قدیم محال است وبالعکس پس از مختار بودن خدا نفی اختیار خلق باید کنی نہ اثبات آں وثانیا لازم می آید کہ افعال عباد از کفر وفسق وفجور وفواحش کہ بقول تو خلق خداىند یا از عکس نور خدا باشند وشباہت باو داشتہ باشند وایں یک کفر دیگر است واگر بگوید ایں از بدی آئینہ است باصطلاح او یعنی ماہیہ وقابلیہ او میگویم ایں آئینہ ہم بقول تو خلق خدا است باید آنہم بعکس نورِ خدا باشد پس چرا کج است کہ عکس را کج بنید ملتفت باش وگول مخور۔

ہیں اتنے ہی وہ علم اور حیواۃ اور سمع وبصر میں قوی تر ہیں پس اس اعتبار سے خدا کی ساری ہی مخلوق زندہ ہے اور صاحبِ شعور ہے اور صاحب اختیار ہے کیونکہ خدا مختار ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی یہ بات مطلب چہارم کے خلاف ہے جس میں اس نے بیان کیا تھا کہ جو کچھ خلق میں پایا جاتا ہے وہ خالق قدیم میں محال ہے اور اسی طرح بالعکس۔

پس لازم آیا کہ خدا کے مختار ہونے سے تو خلق کے صاحبِ اختیار ہونے کی تجھے نفی کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اثبات کہ تو اب اس مقام پر خدا کے مختار ہونے سے مخلوق کے صاحبِ اختیار ہونے کو ثابت کر رہا ہے دوسرے یعنی تیسری اس بات سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ بندوں کے افعال مثلاً کفر وفسق و فجور و فواحش کہ یہ سب کے سب تیرے قول کے مواقق خدا کی مخلوق ہیں تو یہ بھی نورِ خدا کا عکس ہوئے اور یہ بھی اُس سے شباہت رکھنے والے ہوئے اور یہ ایک اور دوسرا کفر ہے جو تو نے کیا ہے۔

اور اگر تو یہ کہے جیسا کہ تمہاری اصطلاح ہے کہ ایسا آئینہ کی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے تو میں کہوں گا۔ کہ یہ آئینہ بھی تو تمہارے قول کے مطابق خلقِ خدا ہی ہے لہذا اس آئینہ کو بھی تو نورِ خدا کا عکس ہی ہونا چاہیئے۔ پس یہ کج کیوں ہو گیا۔ اس میں کجی کیوں آگئی۔ اس میں خرابی کیوں واقع ہوئی کہ اس میں عکس کج دکھائی دینے لگا۔

ذرا کچھ تو شعور سے کام لے فریب نہ کھا۔

ایراد بست و پنجم

درصفحہ نمبر ۱۰۸ قسمت دوم میگوید پس اگرچہ انبیاء دعوت بتوحید کردہ اند لکن توحید ایشاں بمنزل جسم بودہ است و توحید ایں شریعت بمنزلہ روح تا میگوید پس کسانی کہ بہماں ظاہر الفاظ اکتفا کردہ اند و حال آنکہ حکایت روح بانہا رسیدہ بمنزلہ کسانی اند کہ بہماں اصول ادیان سابقہ میگروند و باصول ایں دین نمیگروند پس آنہا بمنزلہ یہود و نصاریٰ ہستند چراکہ دست از باطن برداشتہ و بہماں ظاہر چسپیدہ اند تا آنکہ میگوید الحمدللہ کہ در ایں زمان امر ایں روح وضوح دارد و بسیاری از مسلمین ایں روح را فہمیدہ اند۔

ایراد بست و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ظاہراً مرادش از روح توحید ہماں کلماتی است کہ سابق ازاد نقل کردیم کہ ذات خدا بے اسم و رسم است و نور خدا کہ خلق است اوست واحد و خالق و رازق واللہ و رحمٰن و ہمہ چیز و ہمہ خلق نور اویند پس چیزی در عالم نیست مگر ہماں نور واحد بے ہمتا و لبطلان اینہا را پیش دانستی و فہمیدی کہ صاحب ایں مذہب از اصل خدائی قدیم بالذات

ترجمہ ایراد بست و پنجم

قسمت دوم کے صفحہ ۱۰۸ پر کہتا ہے کہ پس اگرچہ انبیاء علیہم السلام بھی توحید کی دعوت کرتے رہے ہیں، لیکن ان سب انبیاء کی توحید بمنزلہ جسم کے تھی اور اس شریعت کی توحید بمنزلہ روح کے ہے یہانتک کہ کہتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے انہیں ظاہری الفاظ کو کافی سمجھ لیا ہے حالانکہ روح کی حکایت ان تک پہنچ چکی ہے وہ ان ہی لوگوں کی مانند ہیں کہ جوانہیں سابقہ دینوں کے اصولوں کو اپنائے ہوئے ہیں اور اس دین کے اصولوں کو انھوں نے اختیار نہیں کیا ہے، پس یہ لوگ یہودیوں اور عیسائیوں کے مانند ہیں کیونکہ انہوں نے باطن سے ہاتھ اٹھایا ہوا ہے اور یہ بھی اُسی ظاہر کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ الحمدللہ کہ اس زمانے میں اس روح کی حقیقت خوب اچھی طرح سے واضح ہو چکی ہے۔ اور مُسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ اس روح کو سمجھنے لگ گئے ہیں۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ظاہر ہیں اس شخص کی روح سے مراد وہی کلمات ہیں جو ہم نے سابق میں اُس کی طرف سے نقل کئے ہیں۔ کہ ذات خدا بے اسم و رسم ہے۔ نہ اس کا کوئی نام ہے نہ نشان، اور نورِ خدا ہی، جو کہ اس کی خلق سے ہے وہی واحد ہے۔ وہی خالق ہے۔ وہی رازق ہے وہی اللہ ہے۔ وہی رحمٰن ہے اور تمام چیزیں اور تمام مخلوق اسی کا نور ہیں۔ پس اس طرح تمام چیزیں اور تمام مخلوق اسی کا نور ہیں پس دنیا میں اور کوئی چیز نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہی

نبایدقائل باشد ونتواند بگوید که من قائلم بذاتِ واجب الوجود بجهة اینکه خودش گفت که هرچه بلفظ ادا میکنم معنی ومقصود ازاں خلق است نہ ذات خدا پس اگر بگوید لا الٰہ الا اللہ۔ معنی آں این است کہ نیست معبودی مگر اللہ ہر اللہ لفظے است کہ معنی او مخلوق است بقولِ او پس یعنی ہیچ خدای نیست مگر مخلوق ومخلوق که خدا نمی شود پس ہیچ خدا قائل نیست تا برسد بتوحید بہ بہ عجب روحی است انصاف بدہ این بہتر است یا دین یہود ونصاریٰ کہ اقلاظاہر توحیدے قائلند وخدائی قائلند وثانیا این روح باعتقاد خودش در ولادت پیغمبر در عالم دمیدہ شد پس باید ہرکس از زمان پیغمبرِ ہاحال مردہ باشد واین روح در او دمیدہ نبودہ است یہودے ونصاریٰ مردہ باشد واین روح در زمان او وقریب باو بروز کرد وپیشتر بروز نداشت پس باید جمیع علماء فرقہ شیعہ واصحاب حدیث ومحبین آئمہ وزائرین وصالحین کہ ازین مطالب مطلع نبودہ اند ہمہ یہود ونصاریٰ مردہ باشند واللہ یہودِ این حرف رانمی زند کہ این میگوید نعوذ باللہ

نورِ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کی ان باتوں کے باطل ہونے کا بیان سابق میں گزر چکا ہے اور تم اُس سے اچھی طرح سے سمجھ گئے ہوں گے کہ جو شخص اِس مذہب کا قائل ہے وہ دراصل خدائے قدیم بالذات کا قائل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں کسی ذاتِ واجب الوجود کا قائل ہوں۔ چونکہ اس نے خود ہی یہ کہا ہے کہ ہم جو کچھ بھی زبان سے الفاظ میں ادا کرتے ہیں اس لفظ کا معنی ومقصود ہر حال میں خلق ہی ہے نہ کہ ذاتِ خدا۔ پس اگر وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے نزدیک اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے اور ہر لفظ اللہ ایک لفظ ہی تو ہے اور اس کے نزدیک ہر لفظ مخلوق ہے پس اس اللہ کے معنی بھی اُس کے قول کے مطابق مخلوق ہوئے پس اس کے مذہب کے مطابق معنی یہ ہوں گے کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے مخلوق کے۔ اور چونکہ مخلوق خدا ہو ہی نہیں سکتی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ وہ کسی خدا کا قائل ہی نہیں ہے کہ توحید تک نوبت پہنچے۔ واہ۔ واہ! کیا روح ہے یہ! اور کتنی عجیب وغریب روح ہے یہ! ذرا انصاف کرو۔ انصاف آیا یہ بہتر ہے جو تو کہتا ہے؟ یا یہود ونصاریٰ کا دین بہتر ہے جو کم از کم ظاہری طور پر تو توحید کے قائل ہیں اور وہ کم از کم کسی خدا کے تو قائل ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ خود اس کے اعتقاد کے مطابق یہ روح پیغمبر صلی اللہ وآلہ کی ولادت کے وقت جسم عالم میں پھونکی گئی پس ضروری ہوا کہ انبیاء سابق کے زمانے سے لے کر اُس وقت تک جسم عالم بے روح کے ہو۔ اور ہر شخص مردہ ہی ہو اور اُس وقت تک یہ روح اس میں پھونکی نہ گئی ہو۔ پس یہودی بھی مردہ ہی ہوں نصاریٰ بھی مردہ ہی ہوں۔ بلکہ اس کے قول کے بموجب یہ روح تو اُس کے اپنے زمانے میں اور اس کے قریب ظہور پذیر ہوئی ہے اور اس سے پہلے یہ روح ظاہر نہ ہوتی تھی پس اس سے لازم آیا کہ چونکہ جمیع علماء فرقہ شیعہ اور اصحاب حدیث اور محبین آئمہ اطہار اور

ایراد بست و ششم

درصفحہ نمبر ۱۱۰ قسمت دوم میگوید۔

وسن مراحقہ عالم ہمیں زمان است کہ خداوند عالم عالم را بموذبین و معلمین سپرد و آنچہ پیشتر بودہ است آنہا تادیب و تمرین نہ بودہ پس این علم علمائے ظاہری داخل این تمرین نیست، تا اینکہ میگوید والیشاند معلمان کہ خدا برانگیختہ است از برائے تادیب و تعلیم عالم و ایشاں می باشند آں موذبان کہ نظیر انبیاء و رسل اند درایں عصر در ہدایت مردم و در تجدید ملت و مذہب الیٰ آخرہ۔

ذائرین و صالحین سب کے سب ہی اس کے ان مطالب سے مطلع نہ ہوئے تھے لہٰذا وہ سب کے سب یہود و نصاریٰ کے مانند مرے ہوں۔ واللہ یہودی بھی ایسی کافرانہ باتیں نہیں کرتے جیسی کہ یہ شخص کہتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

ترجمہ ایراد بست و ششم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۱۰ پر کہتا ہے، کہ

یہی وہ زمانہ ہے جبکہ عالم کمالِ شعور۔ حد بلوغ اور سن رشد کو پہنچا ہے جبکہ خداوندِ عالم نے تمام عالم کو مودبین و معلمین (شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان کرمانی و دیگر رؤسائے شیخیہ) کے سپرد فرمایا ہے ان (مودبین و معلمین) سے پہلے جو کچھ بھی تھا، وہ بطور تادیب و تمرین کے نہیں تھا، پس ان علمائے ظاہری کا علم چونکہ سابقین کے علم سے ماخوذ ہے لہٰذا یہ داخل تمرین نہیں ہے۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ وہ (شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان کرمانی و دیگر رؤسائے شیخیہ) ہی ہیں وہ معلمان جن کو خداوند تعالیٰ نے تادیب و تعلیم عالم کے لئے برانگیختہ کیا ہے اور وہی ہیں وہ عالم کی تادیب کرنے والے کہ جو اس زمانے میں انبیاء و رسل کی نظیر ہیں اور جن کے ذمہ خداوند تعالیٰ نے ہدایت مردم اور تجدید مذہب و ملت، کا کام سپرد فرمایا ہے۔

ایراد بیست و ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً لازم می آید که این معلمان او ظاهر آئمه دین صلوات علیهم افضل باشند چراکه انها در زمان شیر خوردن عالم بوده اند و انها در زمان غیر عالم و البته مربی زمان تمیز باید افضل باشد از مربی زمان شیر خوردن پس ادعای او باید اینها بهتر از آئمه طاهرین باشند وثانیاً نمیدانم این معلمان چه معرفت تازه آورده اند که پیشتر نبوده آیا این مطلب که همه چیز خلق خدا است یا اینکه خدا بے اسم و رسم است و خالق و رازق و الله همه اسم مخلوق اند یا اینکه معراج و معاد در جسم هورقلیائی است یا اینکه آئمه همه زنهای پیغمبر اند یا اینکه مردم همه زنهای آئمه اند یا اینکه طائفه که پیش ازین بوده اند همه بردین یهود و نصاری مرده اند یا اینکه بهشت و جهنم عبارت از صور اعمال است یا اینکه رجعت آئمه در عالم مثال است و قیامت در عالم ذر است یا غیر اینها از چیزهای که صوفیه پیش گفته اند یا اینکه همه عالم میداند که غلط و باطل است پس گفته اند کل معلم احمق وثالثاً چون اینها نظیر انبیاء و رسل باشند پس باید شعور عالم در زمان خود انبیاء و رسل بیشتر باشد از زمان نظیر شان و ایضاً باید اینها معصوم باشند از خطا و سهو و جهل و حال آنکه خطای این شخص را تا حال دیدی که چه قدر ظاهر است و بعد هم واضح خواهد شد اگه اند کی شعور داشته باشی

———— ❖ ————

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کے اس بیان سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ یہ معلمان آئمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم سے بھی افضل و برتر ہیں۔ چونکہ یہ حضرات آئمہ تو اس وقت تھے جب کہ عالم حالت شیر خواندگی میں تھا یعنی ابھی دنیا دودھ پیتے بچے کی مانند تھی۔ اور یہ معلمان اُس وقت آئے ہیں جبکہ عالم سن رشد کو پہنچ گیا۔ اور دنیا بالغ ہو گئی اور اُس نے حد کمال کو چھو لیا۔ لہٰذا زمان تمیز کے مربی کو شیر خواری کے زمانے کے مربی سے افضل ہونا چاہیئے پس اس کی اس دلیل سے اس کا دعویٰ یہ بنا کہ یہ معلمان حضرات آئمہ طاہرین سے افضل ہوئے دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات معلوم نہ ہو سکی کہ یہ معلمان کون سی تازہ معرفت کی بات دنیا کے پاس لے کر آئے ہیں کہ جو اُن سے پہلے موجود نہیں تھی کیا وہ یہ مطلب نیا لیکر آئے ہیں کہ تمام اشیاء خلق خدا ہے؟ یا یہ مطلب کہ خدا بے اسم و رسم ہے اور بے نام و نشان ہے۔ اور خالق اور رازق اور اللہ وغیرہ یہ سب کے سب مخلوق کے ہی نام ہیں؟ یا وہ یہ نیا مطلب لیکر آئے ہیں کہ معراج و معاد جسم ہورقلیائی کے ساتھ ہے؟ یا وہ یہ تازہ مطلب لے کر آئے ہیں کہ آئمۂ طاہرین علیہم السلام سب کی سب پیغمبر کی بیویاں تھیں یا وہ یہ نیا مطلب لے کر آئے ہیں کہ ان سے پہلے جتنے بھی گروہ علماء و مومنین ہوئے ہیں وہ سب کے سب یہود و نصاریٰ کے دین پر مرے ہیں؟ یا وہ یہ نیا مطلب لے کر آئے ہیں کہ بہشت و جہنم کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اعمال کی صورت کا ہی دوسرا نام بہشت و جہنم ہے؟ یا وہ یہ تازہ مطلب لے کر آئے ہیں کہ رجعت آئمہ علیہم السلام عالم مثال میں ہو گی اور قیامت عالم ذر میں؟ یا ان کے علاوہ وہ باتیں لے کر آئے ہیں۔ جو اُن سے پہلے صوفی لوگ کہتے رہے ہیں؟ یا وہ یہ بات لے کر آئے ہیں کہ جس بات کو آج تک ساری دنیا یہ جانتی ہے کہ یہ بات غلط ہے اور باطل ہے پس انہوں نے اُسی

ایراد بست و ہفتم

در صفحہ ۱۱۴ قسمت دوم میگوید

باید کہ اول خلق خدا وقتی بیاید کہ عالم مستعد ظہور آں بزرگوار شدہ و فہمہائے مردم مستعد تکلیفہا و اطاعت آں بزرگوار شدہ باشد تا ظہور او و امر و نہی او عبث نشود و ازایں جہت ایشاں در ظہور آخر ہمہ پیغمبران شدند۔

کو درست اور صحیح کہا ہے؟ کل معلم احمق۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس کے قول کے مطابق چونکہ یہ مودبین و معلمین انبیاء اور رسولوں کی نظیر ہیں پس اس سے تو یہ بات لازم و ضروری ہوئی کہ شعور عالم خود انبیاء و رسل کے زمانے میں زیادہ ہو بہ نسبت اس زمانے کے کہ جو اُن کی نظیر کا زمانہ ہے۔

علاوہ ازیں نظیر انبیاء و رسل ہونے کی بناء پر ضروری ہوا کہ یہ حضرات بھی خطا و سہو و جہل سے پاک ہوں اور معصوم ہوں۔ حالانکہ تم اس شخص کی غلطیوں اور خطاؤں کا حال اب تک ملاحظہ کر چکے ہو۔ کہ کس قدر ظاہر و ہویدا ہے اور اگر تھوڑی سی بھی کسی کے پاس فہم ہو تو اس کے آئندہ مطالب میں مزید وضاحت کے ساتھ اس شخص کی غلطیوں اور حقائق کا اندازہ ہو جائے گا

ترجمہ ایراد بست و ہفتم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۱۴ پر کہتا ہے کہ

یہ بات ضروری ہے کہ اوّل خلق اس وقت دنیا میں آئے جب کہ عالم ان بزرگوار کے ظہور کے لئے مستعد ہو چکا ہو۔ اور لوگوں کے افہام فرائض کو قبول کرنے اور ان بزرگوار کی اطاعت کے لئے آمادہ ہو چکے ہوں تاکہ اُن کا ظہور اور امر و نہی عبث نہ ہو کر رہ جائے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ باعتبار ظہور سب انبیاء کے بعد میں دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

ایراد بست و ہفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در صفحہ ۱۰۹ ہمیں قسمت میگوید عالم در زمان پیغمبر ہنوز در شکم مادر بود لعد کہ حضرت از عالم رحلت نمودند عالم متولد شد تا اینکہ میگوید و در این زمان بسن مراہقہ رسید چنانکہ در ایراد بیست و ششم گذشت حال میگوید اینجا در زمان ظہور آنحضرت عالم مستعد تکلیف واطاعت بود و فہمہائے مردم قابل بود اگر در آں زمان مردم شعور تکالیف آں جناب را داشتند پس عالم ہنوز در شکم مادر بود یعنی چہ و در این زمان بسن مراہقہ رسیدہ است چہ معنی دارد۔ واگر مردم شعور نداشتند و قابل تکالیف آنحضرت نبودند پس ظہور آں حضرت عبث شد ببیں تناقض را بفاصلہ دو ورق لا الہ الا اللہ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

یہ شخص اپنی اسی کتاب کی اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۰۹ پہ کہتا ہے کہ پیغمبر صلعم کے زمانے میں عالم ابھی شکم مادر میں ہی تھا۔ جب حضرت پیغمبر خدا خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی اُس وقت عالم اپنی ماں کے پیٹ سے متولد ہوا۔ یہانتک کہ کہتا ہے کہ اب ہمارے اس زمانے میں عالم حد بلوغ، کمالِ شعور اور سن رشد کو پہنچا ہے جیسا کہ ایراد بست و ششم میں ذکر ہوا ہے۔ اب یہاں اس مقام پر یہ شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے ظہور کے زمانے میں عالم فرائض قبول کرنے اور اطاعت شعاری کو اختیار کرنے کے لئے آمادہ و مستعد ہو چکا تھا۔ اور لوگوں کے افہام اس قابل ہو چکے تھے کہ فرائض قبول کرتے ہوئے اطاعت شعاری کو اختیار کر سکیں

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانے میں لوگوں کا شعور اس قابل ہو چکا تھا۔ کہ وہ آنحضرت کے احکام کی اطاعت کر سکیں اور فرائض کو بخوشی قبول کر سکیں تو پھر اس کی اس بات کا کیا مطلب ہوا کہ حضور کے زمانے میں عالم ابھی شکم مادر میں ہی تھا؟

اور اس کی اس بات کا کیا مطلب ہوا کہ اب ہمارے زمانے میں عالم حد بلوغ و کمال شعور اور سن رشد کو پہنچا ہے۔

اور اگر لوگ اس بات کا شعور نہ رکھتے تھے اور آنحضرت کی اطاعت کرنے اور ان کے عائد کردہ فرائض کو قبول کرنے کے قابل ہی نہ تھے تو پھر خود اس کے بقول آں حضرت کا ظہور عبث و فضول و بے کار ہو گیا اب تم ان دو ورقوں کے اندر ہی اندر اس شخص کے تناقض و تضاد بیان کا حال دیکھ لو۔ لا الہ الا اللہ۔

ایراد بست و ہشتم

درصفحہ نمبر ۱۲۵ قسمت دوم میگوید:۔

خداوند از حال خود متغیر نشود و نشده ہمیشہ بیک حال است بلکہ اورا حال نیست تا اینکہ می گوید واز خدائیکہ پیش داشتہ اید حق وصدق ہماں طور است کہ می گفتہ اید لکن قدرے فہم خودرا ترقی دہید و ببینید کہ منزہ تر ازاں کہ داشتہ اید ہم ہست و آنکہ تا حال داشتہ اید آں ہم بندہ است۔ حیران در آنکہ بالاتر است۔ تا اینکہ میگوید، پس مقتضائے ایں حرفہائے من نہ آنست کہ از آنچہ داشتہ اید ومیگفتہ اید دست بردارید بلکہ ہماں ہارا بگوئید یعنی کمال ہائی آنہارا بگوئید و نقصہارا بنید ازید الا آنکہ ایشانرا بندہ خدائی دانید کہ بالاتر از ایشاں است و آں خدائے بالاتر از نسبت وبستگی وجفت شدن باخلق وپیوستنی با افرینش بالا دانید۔

ترجمہ ایراد بست و ہشتم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۲۵ پر کہتا ہے کہ:۔

خداوند تعالیٰ ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوا اور نہ کبھی آئندہ ایک حالت سے بدل کر دوسری حالت اختیار کرے گا۔ وہ ہمیشہ سے ایک ہی حال پر ہے بلکہ اس کا حال کوئی ہے ہی نہیں۔ یہانتک کہ کہتا ہے کہ

وہ خدا جس کو تم نے اپنے سامنے رکھا ہوا ہے حق اور صدق اسی طور پر ہے جس طور سے کہ اس سے پہلے کہتے رہے ہو لیکن کچھ اپنی فہم کو ترقی دو اور دیکھو کہ وہ خدا جس کو تم اب تک خدا کہتے رہے ہو اس سے بلند تر اور منزہ تر اور خدا بھی موجود ہے اور جس کو تم اب تک خدا سمجھتے رہے ہو۔ وہ بھی ایک بندہ ہی ہے جو حیران ہے اس بات پر کہ اُس سے بالاتر ہے۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ میری ان باتوں کا اقتضا یہ نہیں ہے کہ اس سے پہلے جس کو تم نے خدا بنایا ہوا تھا، اور جس کو تم اب تک خدا کہتے رہے تھے اس کو چھوڑ دو بلکہ انہیں کو کہتے رہو، یعنی ان کے کمال کو کہتے رہو اور ان کے نقائص کو چھوڑتے رہو، سوائے اس کے کہ ان کو بندہ خدا جانو کہ اُن سے بھی ایک بالاتر ہے اور اس بالاتر خدا کو نسبت اور بستگی سے اور خلق سے جفت ہونے اور مخلوق کے ساتھ پیوستہ ہونے سے پاک جانو۔

ایراد بست وهشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید غرض ازیں کلام آں است کہ ذات خدا بے اسم و رسم پس ہمہ چہ اسم و رسم وصفت دارد خلق خدا است پس ایں خدای کہ اسم می برید وصفت میکنید بخالق ورازق وسمیع وبصیر وقدیر باید مخلوق باشد وآں حضرت پیغمبر است وذات خدا منزہ است ازایں صفات وایں است معرفت بیان ولازم ایں حرف آں است کہ ہر چہ باں تعبیر بشود بلفظ مراد حضرت پیغمبر باشد پس معنی لاالہ الا اللہ، الاّ محمد است وذات واجب الوجود ہم ہماں حضرت باشد جہۃ اینکہ ایں ہم اسمی است ولفظی است وہمیں لفظ خدای بالاتر ہم باید مخلوق باشد وخدای بالاتر داشتہ باشد آنہم اسمی است مخلوق پس باید خدای بالاتر منزہ داشتہ باشد ایں ہم اسمی وبالاتر میخواہد وہمچنیں نمی دانم بچند خدای بالاتر میرسد وآخر بجای نمی رسد وجواب ماہماں است کہ ہمیں خدای راکہ تو میگوئی اسم ورسم ندارد وذات واحد احد است ہمانرا خدا دانستہ ومیدانیم وایں اسمہا اسم او است وتعدد اسم باعث تعدد مسمی نمی شود وایں ذات مقدس واجب الوجود بالذات وغنی بالذات وقدیم بالذات است ومخلوق نیست وہمہ کس تا حال خدارا ایں طور دانستہ اند از برکت آئمہ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین حال اگر میگوی ایں ہم مخلوق است وبالاتر میگوئم شما غلط میفرمائید وبالاتر وثانیاً پیشتر گذشت کہ میگوید ایں مخلوقات ہمہ آلت کار خدا اند وآلت کل کلی ہماں ذات حضرت پیغمبر است ومعلوم است کہ آلت خودش فاعل عمل نیست بلکہ فاعل آں است کہ بواسطہ آلت عمل میکند پس خدا خالق است وفاعل است وسمیع است وبصیر است وقدیر است منتہای مطلب بقول تو ذات پیغمبر آلت ایں اعمال است ایں باعث آں نمی شود کہ ایں اسمہا وصفتہا مال آنحضرت باشد یا ری خود آنحضرت سلام اللہ علیہ بایں

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی اس کلام سے غرضِ اصلی اور مقصودِ حقیقی یہ ہے کہ ذاتِ خدا بے اسم و رسم اور بے نام ونشان ہے پس اسم و رسم اور صفت وغیرہ میں سے جو کچھ بھی ہے وہ سب کی سب خلقِ خدا ہے پس یہ خدا کہ جس کا تم خدا خدا کہ کر نام لیتے ہو اور اس کی خالق ورازق وسمیع وبصیر وقدیر وغیرہ اوصاف کے ساتھ توصیف کرتے ہو ان صفات کے مالک خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی مخلوق ہی ہو اور وہ ذات حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے اور خدا کی ذات ان صفات سے پاک ومنزہ ہے اور یہ ہے اس کے بیان کی معرفت اور اس کی اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ جو صفت بھی کسی لفظ کے ساتھ تعبیر ہو گی، اُس سے مُراد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی ذات ہوگی. پس اس طرح سے لاالہ الا اللہ کے معنی یہ ہوں گے کہ لاالہ الا محمد یعنی کوئی اللہ نہیں ہے سوائے محمّد کے۔

اور ذات واجب الوجود بھی اُن ہی کی ذات ہوگی کیونکہ یہ ذات واجب الوجود بھی ایک اسم ہے اور اسم ہونے کے اعتبار سے یہ بھی ایک لفظ ہی ہے.

اور یہی لفظ کہ "اس سے بھی خدائے بالاتر ہے" یہ بھی ایک لفظ ہی ہے پس یہ بالاتر خدا بھی مخلوق ہی ہوا۔ اور لازم آیا کہ اُس سے بھی کوئی بالاتر خدا ہو۔ اور وہ بالاتر خدا بھی پھر ایک اسم ہی ہوگا. اور وہ اسم لفظ ہی ہوگا۔ اور وہ بھی مخلوق ہی ہو گا. لہذا ضروری ہوا کہ اُس سے بھی بالاتر خدا ہو اسیطرح سے مجھے نہیں معلوم کہ یہ بالاتر خدا کا سلسلہ کہاں تک چلے گا اور اگر اس کو جہاںتک بھی پہنچایا جائے گا. یہ ختم نہیں ہوگا. اور اُس بالاتر خدا سے بالاتر خدا لازم آتا رہے گا۔

اور ہمارا جواب یہی ہے کہ اُسی خدا کو جس کو تو یہ کہتا ہے کہ اس کا کوئی اسم و رسم

کلمات واہیہ رضا نیست وثالثاً طائفہ نصیریہ کہ حضرت امیر را خدا میدانند آنہا معرفت شان بخدا بیشتر از طائفہ امامیہ نیست پس آنہا ہمیں خدای را کہ ما می دانیم آنہا اورا حضرت امیرؑ میدانند پس تو باید باعتقاد ایشان راضی باشی چنانکہ ہست و بعد ازاں ہم خدا میداند کہ ایرادی کہ بر آنہا دارد آں است کہ آنہا بد کردہ اند کہ اسم خدای بر آں حضرت گذاشتہ اند و حال ایں ہم کہ خود ثابت کردہ است کہ اسم ہای خدا ہمہ اسم مخلوق اند و یکے از آں اسم ہا خدا است پس چہ ضرر دارد کہ بگویند علی خدا است العیاذ باللہ از اعتقادات فاسدہ کہ منشاء ہمہ عدم فرق است میان مفہوم ذہنی و مصداق خارجی چنانکہ علما میدانند و شان عوام نیست فہمیدن آں مطلب لکن ہمیں قدر فہمید کہ زید را بگویند زید و پسر و عمر و برادر بکر و خواہر زادہ خالد ذات زید چہار چیز نمی شود و ایں تعدد در تعبیر و اعتبار است مثل اینکہ میگوئیم خدا خالق پیغمبر آخر زمان و رازق آنحضرت و قادر بر اداء عالم باو است باعث ایں نمی شود کہ ذات خدا چہار میشود و پیش از پیغمبر کہ مخلوق نیست کہ بگوئیم کہ ایں اسمہا مال او است بفہم و تامل کن۔

اور نام و نشان نہیں ہے اور ذات واحد احد ہے ہم نے اُسی کو خدا سمجھا ہے اور اسی کو خدا جانتے ہیں اور یہ تمام نام اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کے نام ہیں، اور تعدد اسم ہرگز بھی تعدد مسمیٰ کا موجب نہیں ہوتا اور یہ ذات مقدس واجب الوجود بالذات ہے اور یہ ذات مقدس مخلوق نہیں ہے اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی برکت سے تمام لوگوں نے خداوند تعالیٰ کو اسی طرح سے جانا ہے اور اسی طور پر اس کو سمجھا ہے. اگر اب بھی تو یہی کہتا ہے کہ یہ خدا بھی مخلوق ہی ہے اور اس سے بالاتر اور خدا ہے تو میں کہوں گا کہ تم غلط کہتے ہو. اور بالاتر۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ یہ شخص کہتا ہے کہ یہ تمام مخلوقات آلت کار خدا ہیں اور آلت کلی کلی وہی ذات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ تھے یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی آلت خود سے فاعل عمل نہیں ہے بلکہ فاعل وہ ہوتا ہے کہ جو آلت کے ذریعے اور آلت کے واسطہ سے کسی عمل کو بجالائے پس اسطرح سے بھی خدا ہی خالق ہے اور وہی فاعل ہے سمیع ہے بصیر ہے اور قدیر ہے۔ اور تیرا منتہائے مطلب یہ ہے کہ تیرے قول کے موافق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ان اعمال کے لئے بمنزلہ آلت کے ہیں پس تمہاری یہی بات اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان تمام اسماء و صفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ان اعمال کیلئے بمنزلہ آلت کے ہیں پس تمہاری یہی بات اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان تمام اسماء و صفات کا آنحضرت سے کوئی تعلق نہ ہو اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ تیری ان واہیات باتوں سے راضی نہیں ہیں تیسری بات یہ ہے کہ نصیریوں کا گروہ جو کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو خدا کہتے ہیں اُن کی معرفت فرقہ امامیہ کی خدا سے معرفت سے زیادہ نہیں ہے۔

پس وہ لوگ اسی خدا کو جس کو ہم خدا کہتے ہیں وہ اسی خدا کو ذات امیر المومنین جانتے ہیں پس تیرے لئے ضروری ہے کہ تو بھی اُن کے اعتقاد پر راضی ہو جا جیسا کہ حقیقتاً تو بھی وہی اعتقاد رکھتا ہے. اور بعد اس کے کہ خود اُس نے نصیریوں پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے علی کو خدا کہہ کر بہت بُرا کیا ہے. یہ خود اپنے مقام پر ان کو خدا ہی سمجھتا ہے کیونکہ اُس نے خود یہ ثابت کیا ہے. کہ خدا کے جتنے بھی نام ہیں. وہ سب کے سب اسم مخلوق ہیں اور ان ناموں میں سے ایک نام خدا بھی ہے. پس اس بات میں کون سا ضرر

ایراد بست ونہم

درصفحہ نمبر ۱۳۳ قسمت دوم میگوید۔

دوست حقیقی پیغمبر کسے است کہ از شعاع او باشد واز شعاع او کسی است کہ مومن باشد ومومن کسی است کہ از شعاع او باشد واز شعاع او کسی است کہ مومن باشد و مومن کسی آنست کہ موحد باشد

ہو گیا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ علی خدا ہے۔

ان اعتقادات فاسدہ سے خدا کی پناہ کہ ان سب اعتقادات میں کوئی فرق نہیں ہے اور ان دونوں باتوں کا مفہوم ذہنی اور مصداق خارجی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ تمام علماء اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں لیکن یہ بات ہر عام آدمی کے سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ لہٰذا ہم عوام کو سمجھانے کے لئے عام فہم الفاظ میں اس مطلب کو اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم زید کو یہ کہیں کہ وہ زید ہے اور عمر کا بیٹا ہے۔ اور بکر کا بھائی ہے۔ اور خالد کا بھانجہ ہے تو اس طرح اس شخص یعنی زید کی ذات چار چیزیں نہیں بن جاتی اور یہ گنتی اور یہ تعداد صرف تعبیر واعتبار کے لحاظ سے ہے ورنہ ذات زید ایک ہی ہے اسی طرح سے اگر ہم یہ کہیں کہ خداوند تعالیٰ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ کا خالق ہے اور خداوند تعالیٰ پیغمبر آخر الزمان کا رازق ہے اور خداوند تعالیٰ ان کی ذات پر ہر طرح کی قدرت رکھنے والا ہے اور ان کا عالم ہے تو اس طرح کہنے سے خدا کی ذات چار بن گئی ہو۔ پس خدا کا اس کے ناموں سے پکارا جانا اس کے تعدد کا باعث اور اس کی توحید کو ختم کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے پہلے تو اور کوئی مخلوق ہے ہی نہیں کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ یہ تمام نام اُس مخلوق کے ہیں۔ پس تو اچھی طرح سے سوچ اور خوب غور کر۔

ترجمہ ایراد بست ونہم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پر کہتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا حقیقی دوست وہی ہے کہ جو اس کی شعاع سے پیدا ہوا ہو۔ اور اس کی شعاع سے صرف وہی ہے کہ جو مومن ہے اور مومن صرف وہی ہے کہ جو اسکی شعاع سے ہو اور اسکی شعاع سے وہ ہی ہے کہ جو مومن ہو اور مومن صرف وہی ہے کہ جو موحد ہو۔

ایراد بیست نہم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد بیست و چہارم گذشت کہ میگوید خلق خدا ہمہ از نور خدایند و بر صفت او یند حال مختص مومنین شد این تناقض است بیّن و واضح

ایراد سیّم

در صفحہ نمبر ۱۲۹ قسمت دوم میگوید در صفت خلق اول پس خلق اول آں قدر لطیف خواہد بود کہ اگر عقول کل خلائق بہم شوند و بخواہند بنا زکتر فہم خود اسمی و رسمی جویند برائے او نخواہند دید پس ہر کس از او اسم و اسمی گوید تقصیر در حق او کردہ است و او را از رتبہ خلق اول بزیر آوردہ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد بیست و چہارم (۲۴) میں یہ مطلب گزر چکا ہے جس میں اُس نے یہ کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی تمام ہی مخلوق نورِ خدا سے خلق ہوئی ہے اور ساری ہی مخلوق میں اس خالق کی صفات موجود ہے اب اس مقام پر صرف مومنین کے ساتھ خاص ہو گئی ہے اور یہ ظاہر اور واضح تضاد اور تناقض ہے۔

ترجمہ ایراد سیّم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۲۹ پر خلق اول کی صفت کے بیان میں کہتا ہے کہ پس خلق اوّل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِس قدر لطیف ہو گی کہ اگر کل خلائق کی عقلیں بھی جمع ہو جائیں اور انتہائی دقت اور غور و غوض کے بعد یہ چاہیں کہ اس خلق اول کا کوئی اسم و رسم اور نام و نشان معلوم کریں اور اس کا کوئی نام رکھیں تو پھر بھی اس خلق اول کے حق میں تقصیر کے مرتکب ہوں گے اور اس کو خلق اول کے رتبہ سے نیچے گرا دیں گے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد دوازدہم گذشت کہ گفت چون خلق شناختہ میشود باید ذات خدا شناختہ نشود والا خالق شبیہ بخلق میشود حال اینجا میگوید خلق اول ہم بی اسم و رسم است مثل ذات خدا و حال اینکہ خلق است پس شبیہ بہم شدند در ایراد چہارم گفت ہر چہ در قدیم جائز است در حادث محال است و بالعکس پس اگر ذاتِ قدیم بی اسم و رسم است خلق اول محال است کہ چنین باشد و اگر خلق اول بے اسم و رسم است ذات قدیم محال است کہ چنین باشد اینہا ہمہ متناقض واضح و روشن است۔

———— ۞ ————

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد دوازدہم[12] میں اس کا یہ بیان گزر چکا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ چونکہ مخلوق شناخت ہونے والی چیز ہے لہٰذا اس سے یہ ضروری اور لازمی ہوا کہ ذاتِ خدا ہرگز شناختہ نہ ہوسکے ورنہ اس طرح سے خالق، مخلوق کے مشابہ ہوجائے گا اس بات میں کہ خالق بھی شناخت ہونے والا ہے اور مخلوق بھی قابلِ شناخت ہے حالانکہ خالق مخلوق کی شبیہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس مقام پر یہ شخص یوں کہتا ہے کہ خلق اول بھی بے اسم و رسم اور بے نام و نشان ہے اور اب تک وہ یہ کہتا رہا ہے کہ ذاتِ خدا بے اسم و رسم اور بے نام و نشان ہے پس اس طرح خلق اول مثل ذات خدا بے اسم و رسم اور بے نام و نشان ہوئی۔ درآنحالیکہ وہ خلق ہے پس یہ مخلوق اور خالق دونوں آپس میں ایک دوسرے کی شبیہ ہو گئے اور دونوں ایک دوسرے کے مشابہ ٹھہرے اور ایراد چہارم میں بیان ہو چکا کہ اس نے یہ کہا تھا کہ جو کچھ ذاتِ قدیم میں جائز ہے وہ حادث میں محال ہے و بالعکس پس اگر ذات قدیم بے اسم و رسم اور بے نام و نشان کے ہے تو خلق اول کیلئے محال ہے کہ وہ بے اسم و رسم اور بے نام و نشان کے ہو اور اگر خلق اول بے اسم و رسم اور بے نام و نشان کے ہے تو پھر ذات قدیم کیلئے محال ہو گا۔

کہ وہ بے اسم و رسم اور بے نام و نشان کے کہلائے یہ سب باتیں آپس میں اتنی متناقض ہیں کہ اس کا تضاد صاف طور سے واضح اور اچھی طرح سے روشن ہے۔

———— ۞ ————

ایراد سی ویکم

در صفحہ نمبر ۱۳۸ قسمت دوم میگوید وچوں کل خلق از شعاع ایشاں خلق شدہ اند و تو میدانی کہ شعاع ہر صاحب شعاعی شباہت باں صاحب شعاع دارد چنانکہ شعاع آفتاب در زردی و گرمی و درخشانی شبیہ بآفتاب است و شعاع ماہ در سفیدی و سردی شبیہ بماہ است پس ہم چنیں شعاع ایشاں ہم لامحالہ شباہت بایشاں دارد چنانکہ فرمودہ اند شیعہ ما بنور خدا متصل تر است از شعاع آفتاب بآفتاب و شیعہ را شیعہ گفتند بجہت آنکہ از شعاع ایشاں خلق شدہ اند۔

تا اینکہ می گوید نمیبینی کہ عکس آفتاب در آئینہ مطابق است بآفتاب آسمان در صفت و مخالف است با او در ذات تا آخر۔

ایراد سی ویکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ہرگاہ خلق ہمہ از شعاع ایشاں باشند پس ہمہ را باید شیعہ بگویند و ہمہ باید شبیہ بایشاں باشند والعیاذ باللہ باید ہمہ قبایح و شنایع کہ در اعمال مخلوقات است ہمہ عکس نور ایشاں باشد و شبیہ بایشاں باشد و اگر بگوید نقص در آئینہ است کہ کج است پس پیش گفتیم کہ خود آئینہ ہم مخلوق است پس عکس نور ایشاں است پس چرا کج و شکستہ و متعدد است و در ایراد بست و نہم گذشت کہ گفت از شعاع آنحضرت ہمیں مومنین موحدین اند اینہم

ترجمہ ایراد سی ویکم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پہ کہتا ہے کہ

چونکہ کل خلق اُن (محمد و آلِ محمد) کی شعاع سے خلق ہوئی ہے اور تمہیں یہ معلوم ہے کہ ہر صاحبِ شعاع کی شعاع اُس صاحبِ شعاع سے شباہت رکھتی ہے جیسا کہ شعاع آفتاب زردی و گرمی و درخشانی میں آفتاب کی شبیہ ہے اور شعاع ماہ سفیدی اور سردی میں چاند سے مشابہ ہے پس اس طرح سے لامحالہ ان (محمد و آلِ محمد) کی شعاع بھی ان کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے جیسا کہ ان حضرات نے خود فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں کا نور خدا سے متصل تر ہے اس اتصال کی نسبت سے جتنا کہ شعاع آفتاب کا آفتاب سے اتصال ہے اور شیعوں کو اسی وجہ سے شیعہ کہا گیا ہے کیونکہ شیعہ اُن (محمد و آل محمد) کی شعاع سے خلق ہوئے ہیں۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ آفتاب کا عکس آئینہ میں از روئے صفات بالکل آفتاب آسمان کے مطابق ہی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ذات کے اعتبار سے آفتاب کی ذات سے علیحدہ ہوتا ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

جب کہ یہ شخص یہ کہتا ہے کہ تمام ہی مخلوق ان (محمد و آلِ محمد) کی شعاع سے خلق ہوئی ہے پس اس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ساری ہی مخلوق کو شیعہ کہیں۔ پس آگے ہم کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں اُن تمام

تناقض روشن پس بداں کہ ایں کلمات بہ ہیچ وجہ درست نیست و معنی ایں کلمات معنی کلام ہماں صوفی وحدۃ وجودی است کہ گفتہ است من و تو آیت ذات وجودیم شبکھای برات وجودیم منتہای مطلب انہا وجود واجب را کلی میدانند نسبت برای خلق و ایں شخص خلق اول را چنیں می داند و ہر چہ بر آنہا وارد می آید از بطلان تکلیف و ثواب و عتاب بر ایں قول ہم لازم می آید۔

ایراد سی و دوم

در صفحہ نمبر ۱۴۱ قسمت دوم میگوید و ظہور مشیت الہی در ہر عالم اسباب آن عالم است در عالم اجمال بطور خود و در عالم تفصیل بطور خود و کنندہ کارہا خداوند عالم است و ہر امری را بطور خواہش خود می کند۔

قباحتوں اور برائیوں سے جو اس کے قول کے مطابق لازم ہوگئیں ہیں اور جو کہ اعمال مخلوقات سے ہیں یہ سب کچھ ان کے نور کا عکس ہوں اور ان کے مشابہ اور مانند ہوں۔ العیاذاً باللہ

اور اگر وہ یہ کہے کہ یہ آئینہ کی خرابی کی وجہ سے ہے اور آئینہ میں نقص ہے کہ وہ کج ہے پس ہم اُس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ آئینہ بھی تو مخلوق ہی ہے پس یہ بھی اُن کے ہی نور کا عکس ہے پس یہ کیوں کج ہے؟ یہ کیوں شکستہ اور متعدد ہے؟ اور ایراد بست و نہم میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس نے یہ کہا ہے کہ ان حضرات کی شعاع سے صرف یہی مومنین و موحدین ہیں۔ پس یہ بات اُس بات کی نقیض و مخالف ہوئی پس معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی یہ تمام باتیں کسی طرح بھی درست نہیں ہیں اور اس کی ان تمام باتوں کا مطلب وہی ہے کہ جو صوفی وحدت الوجودی کہا کرتے ہیں کہ ان کا قول ہے کہ میں اور تم سب ذات وجود کی آیت ہیں اور شبکھائے ذاتِ وجود ہیں ان کا منتہائے مطلب یہ ہے کہ وہ وجود واجب کو کلی کہتے ہیں خلق کی نسبت سے اور یہ شخص خلق اول کے بارے میں ایسا کہتا ہے لہٰذا جس طرح اُن کے قول کی بناء پر تکلیف۔ ثواب و عقاب کا باطل ہونا لازم آتا ہے اسی طرح اس کے قول پر بھی تکلیف و ثواب و عتاب کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔

ترجمہ ایراد سی و دوم

قسمت دوم کے صفحہ ۱۴۱ پر کہتا ہے۔

اور مشیت الہی کا ظہور ہر عالم اسباب میں وہی عالم ہے، عالم اجمال میں اپنے طور پر اور عالم تفصیل میں اپنے طور پر اور کاموں کا کرنیوالا خداوند عالم ہے اور وہ ہر امر کو اپنی خواہش کے طور پر سر انجام دیتا ہے۔

ایراد سی و دوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اینجا چہ شد کہ کنندہ کارہا خداوند عالم شد و بطور مشیت خود و حال آنکہ بالاتر از مشیت ذات خدا است پس باید ذات خدا کنندہ کارہا باشد بطور مشیت خود و ایں مناقض است با ایراد دوم و پانزدہم و شانزدہم وغیر آنہا کہ گذشت کہ گفت کنندہ کارہا مرکب است پس باید مخلوق باشد و آں مشیت خدا است یا ذاتِ پیغمبر یا آنچہ گذشت پیش حال اینجا کنندہ کارہا مرکب است پس باید مخلوق باشد و آں مشیت خدا است یا ذات خدا شد بطور مشیت فافہم۔

ایراد سی و سوم

در صفحہ نمبر ۱۱۳ قسمت دوم گوید۔ بدانکہ خداوند عالم اول چیزی را کہ از مرتبہ انسان خلقت می فرماید عقل اوست چراکہ آں لطیف تر و پاکیزہ تر مرتبہ ہای انسان است تا اینکہ می گوید۔ و ازیں است کہ حکما ہمہ اتفاق دارند کہ اول چیزی کہ خدا خلق کرد پیش از ہمہ چیزہا عقل است بعد ازاں عقل منزل میکند و روح پیدا می شود تا اینکہ میگوید و روح نور عقل است و عقل در سرجای خود است بعد بہمیں سیاق روح تنزل کرد و نفس شد تا آخر و در صفحہ نمبر ۱۵۴ ہمیں قسمت میگوید و آں فواد امیر و فرمان راوی کل عالمہائے تو است و آں اصل تو است و عالم ایں فواد عالم لاہوت است دوم مقام عقل تو است و ایں مقام یک درجہ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس جگہ کیا بات ہوگئی کہ کاموں کا کرنے والا خداوند عالم بن گیا اور وہ بھی اپنی مشیت، کے طور پر حالانکہ مشیت سے بالاتر ذات خدا ہے پس ذات خدا کو کاموں کا سرانجام دینے والا ہونا چاہیئے۔ اپنی مشیت کے ماتحت اور اس کی یہ بات اس کی تمام باتوں کے خلاف اور متناقض ہے جن کا ذکر ایراد دوم و پانزدہم[15] و شانزدہم[16] وغیرہ میں گزر چکا ہے جہاں پر اس نے یہ کہا تھا۔ کہ کنندہ کارہا یعنی کاموں کا کرنے والا مرکب ہے کنندہ اور کارہا دو لفظوں یعنی کرنے والا اور کاموں سے پس ضروری ہے کہ وہ مخلوق ہو اور وہ مخلوق مشیتِ خدا ہے یا ذات پیغمبر یا وہ سب کچھ جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

اب اس مقام پر کنندہ کارہا یعنی کاموں کا کرنے والا ذاتِ خدا ہوگیا (اور اب مرکب نہ ہوا) پس تو خود ہی غور کر اور اپنی بات کو سمجھ۔

ترجمہ ایراد سی و سوم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۱۳ پر کہتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند عالم نے مرتبہ انسانی سے سب سے پہلے جس چیز کو خلق فرمایا ہے وہ اس کی عقل ہوتی ہے کیونکہ وہ لطیف تر اور پاکیزہ تر مرتبہائے انسانی میں سے ہے یہانتک کہ کہتا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ حکماء (فلاسفر یونان) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پہلی چیز جس کو خدا نے سب چیزوں کو خلق کرنے سے پہلے پیدا کیا ہے وہ عقل ہے اس کے بعد عقل نیچے اترتی ہے اور روح پیدا ہوتی ہے۔ یہانتک کہ وہ کہتا ہے اور روح

پائین تراست واین عقل بنده فواد ومملوک فواد است نمی بینی که می گوئی عقل من چنانکه
می گوئی خانه من واسپ من پس این عقل در عالم جبروت است سوم مقام نفس تو
است واین نفس ہماں روح است که آدمی باں زنده است تاآخر۔

ایراد سی وسوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید اینجا گفت اول مراتب انسان در خلقت مرتبه عقل است اینجا اول مراتب
فواد شد وعقل دوم شد ومملوک ومخالف قول همه حکما شد واینجا نفس یک مرتبه بعد از روح
بود اینجا خودش روح شد ببیں تناقض وکوتاه کن تعصب را

نور عقل ہے اور عقل [illegible] سر کے اندر اپنے مقام پہ ہے پھر اسی طرح سے روح نے تنزل
کیا اور نفس پیدا ہوا تا آخر

اور اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۵۴ پر کہتا ہے کہ وہ دل تیرے جسم کے تمام عالموں کا امیر
وفرمانروا ہے اور وہی تیری اصل ہے اور اس دل کا عالم، عالم لاہوت ہے۔ دوسرے نمبر پر تیری
عقل آتی ہے اور یہ عقل دل کی بندہ وغلام اور دل کی مملوک ہے کیا تم نہیں دیکھتے جب کہتے
ہو، میری عقل، جیسے کہ کہتے ہو، میرا گھر، میرا گھوڑا۔ پس یہ عقل عالم جبروت میں ہے۔ تیسرے
نمبر پر تیرا نفس ہے اور اس کا مقام عقل کے مقام سے ایک درجہ پائین تر ہے اور یہ نفس وہی
روح ہے کہ جس کے ذریعے سے آدمی زندہ رہتا ہے تا آخر۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے وہاں پہلے یہ کہا کہ خلقت میں اول مراتب انسان مرتبہ عقل ہے یہاں پر
اول مراتب میں سب سے پہلے مرتبہ دل کا بن گیا ہے اور اس جگہ کہتا ہے کہ عقل دوسرے
نمبر پر ہے اور وہ بھی بندہ وغلام ومملوک دل اور تمام حکما، (فلاسفہ یونان) کے قول کی مخالفت
ہوگئی۔ وہاں پر نفس روح سے ایک مرتبہ کم تر اور نیچے تھا اس مقام پر وہ نفس خود ہی روح
بن گیا اب تو اپنے تضاد اور تناقض کو خود ہی دیکھ اور تعصب کو کم کردے۔

ایراد سی وچہارم

درصفحہ نمبر ۱۶۲ قسمت دوم می گوید

ثابت کردہ ایم کہ چیز محال بعقل کسی نمی رسد و تصور محال محال است ۔

ایراد سی وچہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

خاطر گوید بدیہی است کہ اگر کسی بگوید زید ایستادہ است اول باید زید را تصور بکند وایستادہ را ہم تصور بکند بعد حکم بکند کہ زید ایستادہ است حال می گوئیم کہ تو می گوئی تصور محال محال است اول باید تصورِ محال را تصور کرد بعد محال را ہم تصور کرد تا ببینیم تصور محال محال است یا نہ پس لامحالہ باید تو محال را تصور کردہ باشی کہ میگوئی تصور محال محال است و ہمین قدر در رد تو بس است مگر آنکہ تصدیق بلا تصور کردہ باشی و ظاہر ہمیں است نسبت بتو اگرچہ حق واقعی اول است ۔

ع جواب الفظے بالفظ والحکیم بالبرہان منہ ۔

ایراد سی وپنجم

درصفحہ نمبر ۱۶۴ قسمت دوم میگوید بدانکہ خداوند عالم در خلقت انسان اول عقل و روح اورا خلق کرد در عالم ذر بعد ازاں آنرا عالم بعالم تنزل داد

ترجمہ سی وچہارم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۶۲ پر کہتا ہے ،

کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ محال چیز کسی کی عقل میں نہیں آسکتی اور محال چیز کا تصور بھی محال ہی ہوتا ہے ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

یہ امر بالکل صاف ، روشن ، اور آشکار ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زید کھڑا ہے تو سب سے پہلے ضروری ہے کہ وہ زید کا تصور کرے اور کھڑے ہوئے ہونے کا بھی تصور کرے اور پھر وہ یہ بات کہ سکتا ہے کہ زید کھڑا ہے ۔ اب ہم کہتے ہیں کہ تو یہ کہتا ہے کہ محال چیز کا تصور محال ہے لہذا مذکورہ قاعدے کی رو سے پہلے تصور محال کا تصور کرنا چاہیئے ۔ اس کے بعد محال کا بھی تصور ہونا چاہیئے پھر ہم دیکھیں گے کہ تصور محال محال ہے ۔ یا نہیں ۔

لامحالہ تو نے محال کا تصور کیا ہوگا ۔ جو تو یہ کہتا ہے کہ محال کا تصور محال ہے اور تیرے درد کے لئے پس اسی قدر بات کافی ہے سوائے اس کے تو نے بغیر تصور کے تصدیق کی ہو ۔ اور ظاہری طور پر دکھائی ایسا ہی دیتا ہے ۔ اگرچہ حق واقعی اول ہے ۔

ترجمہ ایراد سی وپنجم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۶۴ پر کہتا ہے کہ معلوم ہونا چاہیئے کہ خلقت انسانی میں خداوند تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کو خلق کیا ہے وہ عالم ذر میں اس کی عقل اور روح تھی ۔

ایرادسی وپنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اینجا اول خلق عقل وروح ایشاں باہم شد ودر عالم ذر شد و در ایراد سی وسوم مناقض این مطلب از دو راہ گفت یکے آنکہ گفت اول خلقت فؤاد شد بعد عقل و دوم آنکہ روح بعد از عقل است ومملوک عقل است وبعد خواہد آمد کہ میگوید عالم ذر عالم نفوس است واینجا عالم عقل شد۔

ایرادسی وششم

در صفحہ نمبر ۱۶۷ قسمت دوم می گوید، پس قطب را یکے بداں وآں پیغمبر است، وبعد از آنکہ عالم را درآں لباس بدرود فرمود بلباس وصی خود جلوہ فرمود باز ہمچنیں بلباس وصی دیگرو در ہر عصر ہماں پیغمبر است کہ قائم است درمیان خلق ولکن در ہر عصری بیک لباس۔

اس کے بعد اس کو ایک عالم سے دوسرے عالم میں تنزل دیتا رہا۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

دیکھ لیا آپ نے، اس مقام پر وہ اوّل خلق ان کی عقل وروح کو باہم قرار دے رہا ہے اور وہ بھی عالم ذر میں حالانکہ ایرادسی وسوم میں اس نے اس مطلب کے بالکل خلاف کہا ہے اور وہاں بھی دو طریقہ سے تضاد بیانی کی ہے اوّل یہ کہ اُس نے کہا تھا۔ کہ سب سے پہلے عقل کو خلق کیا اس کے بعد روح کو پیدا کیا اور دوسرے میں کہا کہ اس نے سب سے پہلے دل کو خلق کیا۔ اور دل کے بعد اس نے عقل کو پیدا کیا اور وہ عقل دل کی بندہ وغلام ومملوک ہے اور آئندہ ایراد شصت وسوم میں بیان ہوگا۔ کہ اس نے یہ کہا ہے کہ عالم ذر عالم نفوس ہے اور یہاں اُس نے عالم ذر کو عالم عقل قرار دے دیا ہے۔

ترجمہ ایرادسی وششم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۶۷ پر کہتا ہے کہ:۔

پس معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ عالم میں قطب صرف ایک ہی ہے اور وہ قطب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔

پس جس وقت حضور نے عالم کو اس سے پہلے لباس میں الوداع کہہ دیا تو پھر دوسرے لباس میں اپنے وصی کی شکل میں جلوہ نما ہوگئے۔

پھر جب اپنے وصی کے لباس کو الوداع کہا تو دوسرے وصی کے لباس میں جلوہ افروز ہوگئے غرضیکہ اسی طرح ہر زمانے میں قطب صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

ایرادسی وششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد ششم گذشت کہ گفتہ آئمہ ہمہ از نفس پیغمبر خلق شدہ اند وبا ایں جہت ام المومنین اند حال میگوید آنہا خود پیغمبر اند بلباس دیگر ظاہر شدہ اند پس نتیجہ ایں شد کہ پیغمبر خودش ام المومنین است زوجہ خود است وخودش وصی خود است نمی دانم کہ چہ می نویسم بارے ایں کلمات را بصورت دوستی بروز میدہد و دوستان صاف وصادق آئمہ طاہرینؑ را غافل کردہ گمراہ میکند وبچاہ می اندازد وای بیچارہ ہا خیال میکنند کہ ایشاں را نصیحت کردہ و قاسمھما انی لکما لمن الناصحین۔

میں جو ہر زمانے میں لباس بدل بدل کر آتے رہے ہیں۔

(یعنی کبھی آدم بن کر آئے کبھی نوح بن کر آئے کبھی ابراہیم بن کر آئے کبھی موسیٰ بن کر آئے کبھی عیسیٰ بن کر آئے کبھی محمد بن کر آئے۔ کبھی علی بن کر آئے غرضیکہ اسی طرح ہر زمانے میں لباس بدل بدل کر آتے رہے۔ یہانتک کہ شیخ احمد احسائی بن کر آئے۔ سید کاظم رشتی بن کر آئے اور محمد کریم خان کرمانی بن کر آئے)

(نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات .... مترجم)

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد ششم میں گذر چکا ہے کہ اس شخص نے کہا تھا کہ آئمہ علیہم السلام نفس پیغمبر سے خلق ہوئے ہیں لہٰذا اس جہت سے وہ سب کے سب ام المومنین ہیں۔

اب اس جگہ وہ یہ کہتا ہے کہ نہیں آئمہ طاہرین تو لباس تھے ورنہ اندر تو ان کے خود پیغمبر ہی تھے جو بطریقہ تناسخ پرانا لباس بدل کر نئے لباس میں جلوہ افروز ہو گئے تھے۔

پس ان کی ان دونوں باتوں کے ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ خود ہی ام المومنین، خود ہی اپنی زوجہ ہیں اور خود ہی اپنے وصی ہیں اب مجھے بتلاؤ۔ کہ میں کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں۔ غرضیکہ یہ شخص ان تمام مطالب کو دوستی کی صورت میں آشکار و ظاہر کر رہا ہے اور سچے اور مخلص دوستاں اہل بیت اور محبان آئمہ طاہرین کو غافل بنا کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور چاہ ضلالت میں ڈالے چلے جا رہا ہے اور یہ بیچارہ خیال یہ کرتا ہے کہ گویا اس نے محبان اہل بیت اور دوستان آئمہ طاہرین کو نصیحت کی ہے۔

وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین

ایراد سی و ہفتم

درصفحہ نمبر ۱۷۳ قسمت دوم میگوید۔

پس نہایت معرفت زید تا فواد است، تا اینکہ میگوید و بالائے آں مقام ہم مقامہا است کہ ہنوز صلاح در ابراز آنہا نشدہ است۔

ایراد سی و ہفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید ایں ہم مناقض است باآنکہ در ایراد سی و سوم گذشت کہ گفت اول مرتبہ خلق فواد است و جائے دیگر گفت اول عقل است حال می گوید بالاتر از فواد ہم مقامات است

ایراد سی و ہشتم

درصفحہ نمبر ۱۷۵ قسمت دوم در مسئلہ معراج میگوید و از آں جملہ علمہائے کہ در ایں مسئلہ ضرور است علم ہندسہ و ہیئت و جغرافیہ و مناظر و مرایا و ابعاد و اجرام و جر ثقیل و الطباع و علم نجوم و رخائم و امثال ایں علوم را میشمارد

ترجمہ ایراد سی و ہفتم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۷۳ پہ کہتا ہے کہ زید کی معرفت کی انتہا فواد یعنی دل تک ہے یہانتک کہ کہتا ہے کہ اس مقام یعنی دل کے مقام سے بالاتر اور بھی بہت سے مقامات ہیں کہ ابھی ان کے آشکار کرنے میں مصلحت نہیں ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کا یہ بیان بھی اس کے اُس بیان کے مخالف اور متضاد ہے جس کا بیان ایراد سی و سوم میں ہوا ہے جس میں اُس نے کہا تھا کہ خلق میں سب سے اول مرتبہ پر جو چیز ہے وہ فواد یعنی دل ہے اور دوسری جگہ اس نے یہ کہا تھا کہ اول مرتبہ پر جو چیز خلق ہوئی ہے۔ وہ عقل ہے اب اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ فواد یعنی دل سے بالاتر اور بھی بہت سے مقامات ہیں۔

ترجمہ ایراد سی و ہشتم

قسمت دوم کے صفحہ ۱۷۵ پر مسئلہ معراج کے بیان میں کہتا ہے کہ اس مسئلہ معراج کو سمجھنے کے لئے جن علوم کے جاننے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ علم ہندسہ۔ علم ہیئت۔ علم جغرافیہ وعلم مناظر وعلم مرایاء وعلم البعاد وعلم اجرام وعلم جر ثقیل وعلم الطباع وعلم نجوم وعلم رخائم اور اسی طرح کے چند اور علوم گنوائے گئے ہیں۔

ایراد سی و ہشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید بر نظر کنندہ در آں کتاب واضح میشود کہ مطالبی کہ بعد می گوید در تفصیل معراج ربطے با این علوم ندارد و اگر مقصود اظہار افضلیت است کہ عوام بدانند کہ اسم علمہا را میداند پس بسیاری از علوم ماندہ کہ ننوشتہ است از آں جملہ علم خیط و علم سیر نقط و علم استحصال و استحضار و علم وقوف و علم تعادیل و علم سلم و علم اسامی و علم میانی و علم مفنطرات و علم اظلال و علم جیوب و علم انظار و اقدار و علم مجیب و انکشاف و علم اکبر و علم تقاویم و علم طرح و علم اسقاط و علم جبر و مقابلہ و علم تسطیح و علم رمل و جفر و عدد و عقود و نحو و صرف و معانی و بیان و بدیع و اشتقاق لغۃ و اصول و فقہ و اصطرلاب و کرہ و ذات شعبتین و ذات خلق و ناظورہ و سدسے و دوائر و ارصاد و امثال آنہا[ع] و ما بحمد اللہ از ہمہ این علوم بقدر خود حظی داریم و ہیچ یک ربطی بمسئلہ معراج ندارد و ہیچ اشکالی در مسئلہ نیست کہ محتاج باین ہمہ علوم باشد۔ البتہ رفتن جسم بشری باسمانہا و عرش امری است ممکن و معجزہ ہم از حضرت پیغمبر بسیار بظہور رسیدہ یکی این امر است دیگر اشکال کسے میکند کہ ہر معجزہ را مستند بیک سببے میداند چوں خدا را قادر بر غیر یک چیز نمیداند و ما چوں بمتابعت کتاب و سنت خدا را قادر و مختار بر ہمہ شی میدانیم تحقق این امور در نزد ما ہیچ سببے بجز ارادہ خدا نمی خواہد و بر فرض داشتن ہم ہیچ ربطے باین علوم مذکورہ ندارد بلے مگر مقصود اظہار فضیلت باشد مسئلہ دیگر است۔

* * *

ع مانند منطق و کلام و حکمت و طب و نجوم و موسیقی و عروض و غیرہ اینہا۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

جو شخص بھی اس کی اس کتاب میں نظر کرے گا۔ اس کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس نے معراج کی تفصیل میں جو مطلب بعد میں بیان کئے ہیں ان مطالب کا ان علوم کے ساتھ جو اس نے ایراد مذکورہ میں گنوائے ہیں کوئی ربط و تعلق نہیں ہے اور اگر اس کا ان مطالب کے گنوانے سے مقصود اپنی فضیلت کا اظہار کرنا ہے کہ لوگوں کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص اتنے علموں کے ناموں سے واقف ہے تو یہ بات اس کی فضیلت میں کوئی اضافہ نہیں کرتی کیونکہ بہت سے علوم ایسے ہیں کہ جن کا اس نے نام نہیں لکھا اور ان کا کوئی ذکر نہیں کیا ان میں سے چند علوم یہ ہیں۔

علم خیط و علم سیر نقط و علم استحصال و علم استحضار و علم وقوف و علم تعادیل و علم سلم و علم اسامی و علم میانی و علم مفنطرات و علم اظلال و علم جیوب و علم اقطار و علم اقدار و علم مجیب و علم انکشاف و علم اکبر و علم رمل و علم جفر و علم عدد و علم عقود و علم نحو و علم صرف و علم معانی و علم بیان و علم بدیع و علم اشتقاق لغۃ و علم اصول و علم فقہ و علم اسطرلاب و علم کرہ و علم شعبتین و علم ذات خلق و علم ناظورہ و علم سدسے و علم دوائر و علم ارصاد اور ان کے مثل اور بہت سے علوم اور ہم بحمد اللہ ان تمام علوم سے بقدر خود کچھ نہ کچھ علم رکھتے ہیں۔ اور ان سب میں سے بھی کوئی ایک بھی علم ایسا نہیں ہے کہ جو مسئلہ معراج سے کوئی ربط رکھتا ہو۔

اور اس مسئلہ میں کوئی بھی اشکال نہیں ہے کہ وہ ان علوم کا محتاج ہو البتہ جسم بشری کا آسمانوں اور عرش تک جانا ایک ایسا امر ہے کہ جو عین ممکن ہے اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ سے بہت سے معجزات ظہور میں آئے ہیں منجملہ ان میں سے ایک یہ امر بھی ہے لہٰذا اس باب میں صرف وہی شخص اشکال رکھ سکتا ہے کہ جو معجزہ کو بھی کسی سبب کے بغیر ممکن الوقوع نہ جانتا ہو چونکہ وہ خدا کو سوائے ایک چیز کے خلق کرنے کے اور کسی دوسری چیز پر قادر سمجھتا ہی نہیں

ایراد سی و نہم

در صفحہ نمبر ۱۸۴ قسمت دوم میگوید۔

روح بدنی است رواں، وبدن روحی است لبتہ بدوں فرق، پس باید بدن مطابق روح باشد وشبیہ باں باشد حتیٰ آنکہ بدن عالم وجاہل باہم البتہ فرق بسیار دارد واعتدال وصفائی کہ دربدن عالم است ہرگز دربدن جاہل نیست تا اینکہ می گوید وازیں جہت است کہ اہل قیافہ از شکل بدن حکم میکنند باحوال روح وصفات آں واخلاق آں وکمال ونقص وشقاوت وسعادت تامی گوید پس بدن پیغمبر لطیف تر از ہوا ونار وافلاک وعرش است البتہ وازیں جہت بود کہ سایہ نداشت در آفتاب وحجاب بر چیز نامی شد

اور ہم چونکہ کتاب الہٰی اور سنتِ رسالت پناہی کی متابعت میں خداوند تعالیٰ کو ہر چیز پر قادر و مختار مانتے ہیں لہذا ہمارے نزدیک معجزہ کے لئے ان اسباب میں سے کسی سبب کے تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے پس اس کے لئے ارادۂ خدا کافی ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے اور اگر ایسا فرض بھی کر لیا جائے تو بھی مسئلہ معراج کا ان علوم مذکورہ کے ساتھ کوئی ربط نہیں ہے ہاں اگر ان علوم کے لکھنے سے اس کی مراد اظہار فضیلت ہو تو یہ دوسری بات ہے

ترجمہ ایراد سی و نہم

قسمت دوم کے صفحہ نمبر ۱۸۴ پر کہتا ہے کہ:۔

روح ایک رواں اور جاری بدن ہے اور جسم بستہ روح ہے بغیر کسی فرق کے اس لئے ضروری ہوا کہ ہر بدن اس کی روح کے مطابق ہو اور بالکل اس کی روح کے مطابق ہو اور بالکل اس روح کے مشابہ ہو حتیٰ کہ عالم کے بدن میں اور ایک جاہل کے بدن میں بہت ہی فرق ہوتا ہے اور وہ اعتدال اور وہ خوبیاں اور وہ صفات ہرگز جاہل کے بدن میں نہیں ہوتیں۔ یہانتک کہ کہتا ہے کہ:۔

اور یہی وجہ ہے کہ اہل قیافہ بدن کی شکل دیکھ کر روح کے حالات اس کی صفات اس کی خوبیوں، اس کے اخلاق اس کے کمال، اس کے نقص، اس کی شقاوت، و بدبختی اور اس کی سعادت و نیک بختی کا فیصلہ کرتے ہیں۔

یہانتک کہ کہتا ہے پس بدن پیغمبر، ہوا، اور آگ اور افلاک اور عرش سے بھی زیادہ لطیف تر ہے اور یہی وجہ تھی کہ جسم پیغمبر کا سایہ نہیں تھا اور چیزوں پر حجاب نہیں ہوتا تھا۔

ایراد سی و نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

تا مر گوید این معلوم است کہ آں بدن کہ سایہ نداشت ہمیں بدن محسوس بود کہ بعد از این می گوید این بدن عرضی است و کثیف است و از عناصر این عالم است و بالا نمی رود داز گوشت حیوانات است و خون اورا حجام می خورد پس حال می گوید ہمیں بدن کہ سایہ نداشت از عرش لطیف تر است و ایضاً در ایراد ہفتم گذشت نقیض این حرف کہ گفت میشود قالب متعفن سیاہ روحش بسیار لطیف باشد و قالب خوشبو و خوش و روحش متعفن و سیاہ باشد اینجا می گوید روح بدن رواں است و بدن روح بستہ شدہ و مرادش بدن اصلے نیست اینجا بجہت آنکہ اہل قیافہ ہمیں بدن عرضی و شکل آں احوال روح را می فہمند و او ہم تصدیق آنہا میکند پس مرادش بدن عرضی باشد پس ہمہ مطالب باہم نقیض و ضد شدند نمیدانم اتباع او در کدام مطلب تصدیق او را می کنند۔

جواب آیۃ اللہ آقائے شہرستانی

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا وہ بدن مبارک جس کا سایہ نہیں تھا۔ وہ وہی بدن محسوس تھا۔ جس کے بارے میں وہ اس کے بعد میں یوں کہتا ہے کہ یہ بدن عرضی ہے اور کثیف ہے اور اس عالم کے عناصر سے بنا ہوا ہے لہٰذا معراج کے لئے یہ بدن اوپر نہیں جا سکتا ہے اور گوشت حیوانی رکھتا ہے اور اس کے خون کو حجام پیتا ہے۔

اور اب وہ اس مقام پر یوں کہتا ہے کہ یہی بدن کہ جو سایہ نہیں رکھتا عرش سے بھی زیادہ لطیف تر ہے دوسرے ایراد ہفتم میں گذر چکا ہے۔ جہاں پر اُس نے اس مدعا کے بالکل خلاف دعویٰ کیا ہے وہاں پر وہ یوں کہتا ہے کہ یہ بات عین ممکن ہے اور یوں ہو سکتا ہے۔ کہ بدن تو متعفن ہو اور سیاہ ہو لیکن اس کی روح انتہائی لطیف ہو اور جسم خوشبودار و خوش نما ہو اور اس کی روح متعفن اور سیاہ ہو۔ اور یہاں پر یہ شخص یوں کہتا ہے کہ روح بدن رواں ہے اور بدن روح بستہ شدہ اور اس مقام پر اس کی مراد اس کا مفروضہ بدن اصلی بھی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل قیافہ تو اسی عرضی بدن اور اس کی ظاہری شکل و صورت سے ہی اس کی روح کے احوال کو معلوم کرتے ہیں اور وہ خود بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے پس ضروری ہوا کہ اس کی مُراد بھی یہاں پر بدن عرضی ہی ہے۔ پس اس طرح اس کے تمام مطالب ایک دوسرے کے مخالف اور ایک دوسرے کے نقیض اور ایک دوسرے کی ضد ہو گئے ہیں نہیں جانتا کہ اُس کے پیروکار اور اس کا اتباع کرنے والے اُس کے کون سے مطلب کی تصدیق کرتے ہیں اور اُس کو کون سی بات میں سچا سمجھتے ہیں۔

ایراد چہلم

درصفحہ نمبر۱۰ جلد دوم میگوید۔ اصل و مرجع جمیع حرفہا و اعتقادہائے ما محکمات کتابِ خدا و محکمات سُنت رسول و اجماع مسلمانان است کہ در بازارہا و مسجدہا و مجمعہای خود می گویند پس ہرچہ با اجماع و ضروری مسلمانان است و شیعیان ما ازاں مذہب بیزاریم۔

ایراد چہلم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید محکم معنی آں اینست کہ عبارتی باشد کہ معنی ظاہر واضحی داشتہ باشد کہ ہماں مراد باشد و متشابہ آں است کہ محتاج بتاویل باشد و معنی ظاہرش مراد نباشد پس میگویم ہرگاہ چنیں شد کہ تو میگوئی پس برما لازم شد کہ ایں معتقدات کہ در ایں کتاب وسائر کتب اظہار کردہ ہمہ را عرض بر مسلماناں کنیم اگر ہمہ ایشان اعتقاد او دارند پس قبول کنیم واگر قبول ندارند بگوئیم تو ہم مرادت ظاہر آں نیست پس تو ہم غایت الامر یکی میشوی از جملہ مسلمانان و مذہب تو مذہب مسلمانان میشود پس دیگر مردم را بمعتقدات خودت چرا دعوت میکنی و میگوئی مردم ہمہ بر جہالت بودہ اند و ہستند و بر دین یہود و نصاریٰ مردہ اند و در رجعت از علماء شکایت میکنی و ایشان را دوہ ولّٰہ میخوانی و میگوئی من با اجماع دوہ ولّٰہ کار ندارم چنانچہ خواہد آمد آیا مگر علمای شیعہ تا حال بودہ اند داخل مسلمانان نبودہ اند کہ مخالفت ایشان ضرر با اجماع مسلماناں نداشتہ باشد باز میگوئی کدام یک از مسلمانان

ترجمہ ایراد چہلم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۱۰ پر کہتا ہے۔ کہ ہماری تمام باتوں کی اصل اور ہمارے بیان کردہ تمام اعتقادات کا مرجع خداوند تعالیٰ کی کتاب کی محکم آیات اور سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی محکم احادیث اور تمام مسلمانوں کے اجماع کے مُطابق ہے، جن کو مسلمان اور شیعیان عام طور پر بازاروں میں مسجدوں میں اور اپنے اجتماعات میں بیان کرتے رہتے ہیں ان کے علاوہ جو کچھ بھی ہے ہم اُس مذہب سے بیزار ہیں۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

محکم کے معنی یہ ہیں کہ وہ ایسی عبارت ہے کہ جس کے معنی ظاہر، واضح اور آشکار ہوں اور اُن سے وہی معنی مراد ہوں جو اُس عبارت سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

اور متشابہ اُس کو کہتے ہیں جو تاویل کی محتاج ہو اور اس کے معنی ظاہری مراد نہ ہوں پس اب میں یہ کہتا ہوں کہ جب بات یوں ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو ہم پر یہ لازم ہو گیا ہے کہ تیرے ان تمام اعتقادات کو جو تو نے اس کتاب میں بیان کیئے ہیں اور دوسری کتابوں میں ظاہر کئے ہیں سب کو مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیں اگر وہ سب مسلمان ان تیرے اعتقادات کو صحیح تسلیم کر لیں تو ہم بھی مان لیں گے اور اگر وہ قبول نہ کریں تو بھی ہم یہ کہیں گے کہ تیری مراد ان سے وہ نہیں ہے کہ جو ان الفاظ سے ظاہری طور پر معلوم ہوتی ہے اور تو نے یہ متشابہ مطالب بیان کئے ہیں جن کا مطلب کچھ اور ہی ہے لہٰذا اس طور پر آخر الامر تو بھی مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کی حیثیت سے باقی رہ جائے گا۔ پس جب یہ بات ہوئی تو اب تو ہمیں یہ بتلا کہ تو لوگوں کو خود اپنے اعتقادات کی طرف دعوت کیوں دے

اعتقاد دارند باینکه خالق مخلوق است و حادث یا اینکه خدا بے اسم و رسم است یا اینکه اعمال عباد ہمہ مخلوق خدا اند، یا آنکہ آئمہ ہا زنہائے پیغمبر اند یا آنکہ بدن اصلی غیر ازیں بدن مشکل است یا اینکہ معراج ہمہ اطراف زمین شد مثل صعود کرہ ہوا یا اینکہ ہمہ عالم آئینہ ہائے نور پیغمبر اند و ہمہ اجزای عالم بہیئت و شکل حضرت امیر است یا اینکہ بالا تر از فواد ہم مرتبہا است یا اینکہ تصور محال محال است یا اینکہ عالم حال لبن مراہقہ رسیدہ است. باری شخصی خروسی را دزدیدہ بود او را اگرفتند کہ تو دزدی فریاد کرد و قسمہا خورد نہ دزدیدہ ام. پای خروس از جیبش بیرون بود ہر چہ قسم خورد قبول نکردند. آخر گفت مگر شما مسلمان نیستند کہ ہمہ قسم میخورم باور نمی کنید. گفتند باور میکنیم اما پای خروس ما را بشک می اندازد. باری اگر تو ہم مثل باقی مسلمانان بودی مثل انہا دیگر این اختلاف و سب و لعن و آہ و نالہ و فغان از چیست اینہا بجہت گولی عوام بکار می رود نہ بجہت ارباب شعور و فہم و دانش.

ا چنانکہ در ایرادات سابقہ گذشت کہ اینہا ہمہ از کلمات او بر می آید

رہا ہے اور یہ کیوں کہتا ہے کہ اب تک سب لوگ جاہلیت کے اعتقاد پر ہی رہے ہیں اور اب بھی جاہلیت پر ہی قائم ہیں اور سب یہود و نصاریٰ کے دین پر مرے ہیں. اور رجعت میں علماء کے بارے میں شکایت کرتا ہے اور ان علماء کو " ددہ وللہ" یعنی نوکرانیاں اور خادماؤں کا خطاب دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے ان ددہ وللہ کے اجماع سے کوئی سروکار نہیں ہے جس کا ذکر ہم آئندہ چل کر کریں گے.

مجھے بتلا تو سہی کیا وہ تمام علمائے شیعہ جو آج تک ہوئے ہیں مسلمانوں کے زمرہ میں داخل نہیں رہتے؟ جن کی مخالفت اجماع مسلمین میں ضرر کا موجب نہیں ہو سکتی۔

یا پھر تو ہی بتا کہ مسلمانوں میں سے کون ایسا ہے جو اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو. کہ خالق مخلوق ہے اور حادث ہے یا یہ کہ خدا بے اسم و رسم ہے اور بے نام و نشان ہے یا یہ کہ مخلوق کے تمام اعمال سب کے سب مخلوق خدا ہیں یا یہ کہ آئمہ پیغمبر کی بیویاں ہیں یا یہ کہ بدن اصلی اس ظاہری بدن کے علاوہ اور بھی کوئی ہوتا ہے. یا یہ کہ رسول اللہ کو معراج تمام اطراف زمین میں ہوئی تھی کرہ ہوا کے صعود کی طرح سے یا یہ کہ تمام عالم پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے آئینہ ہیں اور تمام اجزائے عالم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ہیئت و شکل پر ہے یا یہ کہ فواد سے بھی بالا تر مراتب ہیں یا یہ کہ تصور محال محال ہے، یا یہ کہ دنیا سابق پیغمبروں اور آنحضرت اور آئمہ اطہار کے زمانے میں حالت شیر خوارگی میں تھی اور اب رکن رابع کے دور میں سن رشد و حد بلوغ اور کمال جوانی کو پہنچی ہے. جیسا کہ خود تو نے بیان کیا ہے اور ان سب باتوں کا بیان ایرادات سابقہ میں گزر چکا ہے. ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی آدمی نے ایک مرغا چرا لیا. لوگوں نے اس کو موقع پر ہی پکڑ لیا. کہ تو تو چور ہے اس نے بہت ہی فریاد و فغاں کی اور بہت سی قسمیں کھائیں کہ میں چور نہیں ہوں، میں نے تو کوئی چوری نہیں کی ہے. مرغے کی ایک ٹانگ اس کے گریبان سے باہر سے نکلی ہوئی تھی اس نے جس قدر بھی قسمیں کھائیں اس کی قسموں پر کسی کو بھی یقین نہ آیا. آخر اس نے کہا.

ایراد چہل ویکم

درصفحہ نمبر۲۲ - جلد دوم میگوید پس بہ ہمیں جہتہا ہرگز خداوند عالم بے نور و بے کمال و بے صفت نبودہ و ہمیشہ نور او تاباں و رخسارہ او درخشاں تا اینکہ میگوید خلاصہ خدا ہمیشہ سلطان بودہ است و سلطان بے ملک معنی ندارد پس ہمیشہ ملک داشتہ است ۔

کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ میں نے کتنی قسمیں کھائی ہیں مگر تم ہو کہ یقین ہی نہیں کرتے ہو۔

ان سب نے جواب دیا کہ ہم تیری باتوں کا تو یقین کرتے ہیں۔ مگر مرغ کی ٹانگ نے ہم کو شک میں ڈالا ہوا ہے۔

بہر حال اگر تو بھی باقی مسلمانوں کی مانند ایک مسلمان ہی تھا تو اس صورت میں تو بھی ان میں سے ایک ہی تھا پھر یہ اختلاف اور سب ولعن اور آہ ونالہ وفغاں کیسی ہے اور کس سبب سے ہے۔

تیری یہ باتیں عوام کو دھوکے میں ڈالنے کے تو کام آسکتی ہیں لیکن تو ان سے کسی صاحب فہم ودانش اور ارباب شعور لوگوں کو دھوکے میں نہیں ڈال سکتا۔

ترجمہ ایراد چہل ویکم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۲۲ پہ کہتا ہے۔

پس ان ہی وجوہات کی بنا پر خداوند عالم کبھی بھی بے نور و کمال و بے صفت کے نہیں رہا ہے اور اس کا نور ہمیشہ ہی تاباں اور اس کے رخسارے ہمیشہ ہی درخشاں رہے ہیں یہانتک کہ کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے ہی سلطان رہا ہے اور سلطان بغیر ملک کے ہو اس کا تو کچھ بھی مطلب نہیں ہو سکتا۔ لہذا ضروری ہوا کہ وہ ہمیشہ سے ہی صاحب ملک ہے۔

ایراد چہل و یکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد ہای سابق بہمیں گذشت کہ ہر چہ غیر از ذات خدا است مخلوق و حادث است و در ایراد بیست و دوم گفت کہ خدا ہمہ را از عدم بوجود آوردہ است و آں جملہ چیز ہای مخلوق نور ہای خدا و صفتہا ئے خدا است پس ہر گاہ خدا ہرگز بے نور و بے صفت نباشد بایں معنی کہ تو میگوئی پس لازمش اینست تا خدا بودہ است خلق ہم بودہ اند و ایں معلوم است کہ خدا قدیم است و مسبوق بعدم نیست پس باید خلق ہم قدیم باشند و قدیم مسبوق بعدم نمیشود و پس ایں یک تناقض و آنگھی [1] از ضروریات دین اسلام است کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئ باری کیفیت اول خلقت را کسی میداند کہ خود اول مخلوق باشد بتعلیم خدا اینہا ہمہ متضادہ است با ہمہ در علمی کہ مختص بخود و خواص خود گردانیدہ است مثل قابلیات و قضا و قدر و ہر کس در اینہا سخن گوید بعد از جان کندنہا اخرہ بجامی نرسد باری اگر عاقلی گوش بایں حرفہا نباید داد کہ بغیر از جہل چیزی حاصل ندارد۔

---

[1] و ایضاً باید بایں حرف ذات خدا علت باشد و مربوط باشد و لبستگی داشتہ باشد با خلق و ہمہ را پیش انکار کردہ بود۔ منہ

--- ❊ ---

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایرادہائے سابق میں گزر چکا ہے کہ اُس نے یہ کہا تھا کہ ذاتِ خدا کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ مخلوق ہے اور حادث ہے اور ایراد بست و دوم میں بیان ہوا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ خدا ہی سب چیزوں کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور ان مخلوقات میں سے نور ہائے خدا اور صفتہائے خدا بھی مخلوق خدا ہی ہے اور اب جب کہ تو کہتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا بغیر نور اور بغیر صفت کے ہو اس معنی کے لحاظ سے جو کہ تو کہتا ہے پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب سے خدا ہے اُسی وقت سے مخلوق بھی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ خدا قدیم ہے اور اس سے پہلے عدم ہے ہی نہیں پس اب تیرے کہنے کے مطابق ضروری ہو گیا۔ کہ مخلوق بھی قدیم ہو کہ اُس سے پہلے بھی عدم نہ ہو۔ پس یہ ایک اور تناقض اور تضاد ہے جو تو نے بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں تیری اس بات سے یہ بھی لازم ہوا کہ ذاتِ خدا ہی علت کل ہو اور وہ ربط بھی رکھتا ہو بستگی بھی رکھتا ہو۔ اور خلق کے ساتھ جفت بھی ہو۔ اور ان تمام باتوں کا دوسرے مقام پر تو نے انکار کیا ہے اگرچہ یہ بات ضروریاتِ دینِ اسلام سے ہے کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئ

بہر حال اول خلق کی کیفیت کو صرف وہی ہستی تعلیم خدا سے بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے کہ جو خود اول مخلوق ہے۔

اس کی یہ تمام باتیں ایک دوسرے کی نقیض ہیں اور سب ایک دوسرے کے خلاف اور ضد ہیں۔ جو شخص بھی قضا و قدر کے مسائل میں اور ان علوم کے بارے میں جو کہ خود اس کی ذات کے ساتھ اختصاص رکھتے ہیں یا اس کی برگزیدہ اور مخصوص ہستیوں کے ساتھ مختص ہیں۔ دخل دے گا۔ وہ انتہائی کوشش اور جان کھپانے کے باوجود بھی آخر الامر کسی صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکے گا۔ بہر حال اگر تو کچھ بھی عقل رکھتا ہے تو تجھے چاہیئے کہ ہرگز بھی ان باتوں پر دھیان نہ کرے کیونکہ ان باتوں سے سوائے جہالت کے اظہار کے اور کوئی بات حاصل نہیں ہوئی۔

--- ❊ ---

ایراد چہل و دوم

در صفحہ نمبر ۲۴ جلد دوم میگوید نور اوّل پیغمبر و آئمہ اند و نور دوم پیغمبر اند و نور سوم آں اُمت و نور چہارم جن است نور پنجم حیوان است و نور ششم گیاہ است و نور ہفتم جماد است (مختصر نقل شدہ است۔

ایراد چہل و دوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید پس ملائکہ داخل حساب نشدند و حال آنکہ آنہا اشرف اند از جن باتفاق ظاہر اًسرکار اینجا فراموش فرمودہ اند (بلی مثلی است معروف دروغ گو کم حافظ است)

ایراد چہل و سوم

در صفحہ نمبر ۳۱ جلد دوم میگوید کہ ایں غذاہا کہ تو می خوری دخلی بذاتِ تو و جسم تو ندارد و ایں فربہی و لاغری و زردی و سرخی و رنگہا و شکلہا و بوہا و طعمہا و سائر عرضہا ئیکہ می آید و می رود دخلی بتو ندارد و جزء تو نیست۔ و آنہا خلقی ہستند جداگانہ تا آخر۔

ترجمہ ایراد چہل و دوم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۲۴ پر کہتا ہے کہ نورِ اول پیغمبر اور آئمہ علیہم السلام ہیں اور نور دوم دوسرے تمام پیغمبر ہیں اور تیسرا نور ان کی امتیں ہیں اور چوتھا نور جن ہیں اور پانچواں نور حیوان ہیں اور چھٹا نور نباتات ہے۔ اور ساتواں نور جمادات ہیں۔ (مختصراً)

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

جنابِ عالی نے ملائکہ کو اپنی اس فہرست میں شامل نہیں فرمایا ہے۔ حالانکہ سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ جنوں کی بہ نسبت زیادہ بزرگ اور اشرف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ عالی سے اس مقام پر بھول ہو گئی ہے ہاں اس بات میں بھی کچھ شک نہیں۔ کہ دروغ گو کم حافظہ ہوا کرتا ہے۔

ترجمہ ایراد چہل و سوم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۳۱ پر کہتا ہے کہ یہ تمام غذائیں جو کہ تم کھاتے ہو ان کا تیری ذات اور تیرے جسم کے ساتھ کوئی دخل نہیں ہے اور یہ موٹاپا یا لاغری اور زردی اور سُرخی اور رنگ و روپ اور ہر قسم کے تغیرات جو تیرے جسم میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کا تیری ذات میں کوئی دخل نہیں ہے اور یہ تیرے جزء نہیں ہیں۔ تیرے جسم کا حصّہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک علیحدہ اور جداگانہ خلق ہیں تا آخر

ایراد چہل و سوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید غرض ازایں کلام آں است کہ تو محشور شوی وایں بدن عارض کہ دیدہ میشود جسم تو نیست تا با تو محشور شود و در صفحہ نمبر ۲۹ ہمیں جلد گفت وآں عرضہا ہمیں ہا است کہ محسوس است و بغیر ازیں عرضہا ہیچ چیز دیدہ نمی شود تا آخر و در ایراد نمبر ۳۹ گذشت کہ اہل قیافہ از شکل بدن حکم میکنند باحوال روح و بدن پیغمبر چوں اشرف بود از عرش ازیں جہت سایہ نداشت حال میگوید ایں عرضہا دخل بتو ندارد اگر دخل بمن ندارد پس چگونہ از شکل من احوال روح من فہمیدہ میشود و اگر ایں بدن دخل بہ پیغمبر نداشت پس جسم اصلی لطیف باشد چرا باید ایں بدن عارض کہ غذای ایں دنیا است سایہ نداشتہ باشد و چگونہ گفتی بدن روح مجمد است و درمیان بدن و روح مناسبت است اینہارا اگر باہم ربط دادی معاذ اللہ مربوط نخواہد شد دثانیا در ایراد یازدہم گفت باید شخص کلام آقا را بہماں معنای ظاہرش حمل کند و تاویل نہ کند چرا کہ معمائی گفتند حال میگوئیم در قرآن وکتب اخبار متواترہ است کہ معاد بہمیں بدن است کہ در ایں دنیا محسوس است ودیدہ میشود وراہ میرود و میشنید و چیزی غیر ازیں عوارض کہ دیدہ نمی شود بقول تو پس باید معاد انسان در ہمیں عوارض باشد والا تاویل خواہد بود و خداوند مثل معاد را در قران بیان فرمودہ است و

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی اس کلام کے کہنے سے غرض یہ ہے کہ تیرے لئے لازم ہے کہ "تو محشور ہو۔ اور تیرا یہ جسم ظاہری جو دکھائی دیتا ہے یہ تیرا جسم نہیں ہے اس لئے یہ جسم تیرے ساتھ محشور نہیں ہوگا۔

اور اسی جلد کے صفحہ نمبر ۲۹ پر یوں کہتا ہے کہ وہ عرض یہی ہیں جو محسوس ہوتے ہیں اور ان عرضوں میں سے کسی میں کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دیتی۔ تا آخر اور ایرادسی ونہم میں گزر چکا ہے کہ اہل قیافہ بدن کی شکل دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ اس کی روح کے حالات کیسے ہیں اور چونکہ پیغمبر کا بدن عرش سے بھی زیادہ بزرگ مرتبہ اور اشرف تھا اسی وجہ سے اس کا سایہ نہیں تھا۔ اب اس مقام پر یہ کہتا ہے کہ یہ تمام عرض اور تیرا یہ جسم ظاہری تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

اگر میرے بدن ظاہری کا میری روح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر میری شکل وشباہت اور میرے بدن کو دیکھ کر میری روح کے حالات کس طرح سے سمجھے جائیں گے اور اگر یہ بدن ظاہری پیغمبر کے ساتھ بھی کوئی دخل نہیں رکھتا تھا۔ توان کا بھی وہ جسم اصلی ہی لطیف ہوگا۔ تو پھر یہ بدن ظاہری اور جسم عارض جو اس دنیا کی غذا سے پرورش پاکر تیار ہوا تھا۔ کیوں سایہ نہیں رکھتا تھا؟ اور تو نے یہ کس طرح سے کہہ دیا۔ کہ بدن روح بستہ ہے روح منجمد ہے اور بدن اور روح کے درمیان مناسبت ہے اگر تو اپنی ان سب باتوں کو مربوط کرے اور ان کو ربط دے کر دیکھے تو تجھے معلوم ہوگا کہ تیری ان باتوں کا تیری کسی بھی دوسری بات کے ساتھ کوئی ربط نہیں ہے۔

دوسری بات جو خاص طور پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ایراد یازدہم میں اس نے کہا ہے کہ ہر شخص کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ آقا کے کلام کو اس کے اُس ظاہری معنی پر ہی محمول

در حکایت مردن عزیز صد سال وزندہ شدن نش در ہمیں دنیا وحکایت مرغہای حضرت ابراہیم وغیر اینہا ومعلوم است کہ زندہ شدن آنہا درہمیں دار عوارض بود پس کے بفہمد کہ مراد از بدن یک جسم دیگراست کہ او رنگ ندارد وشکل ندارد یعنی از اشکال دنیوی چراکہ رنگ وشکل از عوارض است وحال اینکہ معنی جسم آں است کہ شکل داشتہ باشد از ہمیں اشکال والاجسم نخواہد بود پس ارادہ او از لفظ جسم معما خواہد بود وایں است کہ تا حال از علماء وفقہا ایں معنا را از آیات واخبار احتمال ندادہ اند۔ پس معنای تاویلہ ہمیں است وثانیاً معلوم است کہ روح غیر از جسم است ولذت وعذاب ہمہ بروح میرسد ولکن روح بے جسم نمیشود لابد باید در قیامت روح در جسمی باشد وجسمی کہ اول داشتہ اولی است باو از جسم دیگر پس فرقے نیست میان ایں جسم عرضی وجسم اصلی در اینکہ بذاتِ من دخلے ندارد پس اگر بنا است کہ غیر از ذات من محشور نشود چیزی پس باید جسم اصلی

۱؎ مگر اہلِ تصوف مثل محی الدین اعرابی واتباع او چوں ملا صدرا واخرابہ ۱۲

کرے جو اس کلام کے الفاظ سے ظاہر ہوتے ہیں اور ان میں کسی قسم کی تاویل نہ کرے کیونکہ وہ معما نہیں کہتا۔

اب میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم میں اور کتب اخبار واحادیث میں یہ حقیقت متواتر طور پر بیان ہوئی ہے کہ معاد جسمانی اس بدن عنصری کے ساتھ ہوگا۔ جو اس دنیا میں محسوس ہے اور جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو راستوں میں چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے۔ جو آوازوں کو سنتا ہے اور بدن انسانی سے مراد ان عوارض کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ خود تیرا قول بھی یہی ہے۔

پس ضروری ولازمی ہوا کہ معاد انسان انہیں عوارض جسمانی اور بدن ظاہری کیساتھ ہو ورنہ یہ تاویل ہوگی۔

اور خداوند تعالیٰ نے معاد جسمانی کو ایک مثال کے ذریعے قرآن کریم میں عزیز کے مرنے کی حکایت میں بیان فرمایا ہے کہ وہ سو سال تک مرے پڑے رہے اور پھر وہ اس دنیا میں زندہ ہو کر اٹھائے گئے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پرندوں کو ذبح کرنے اور ان کے دوبارہ زندہ ہونے کی حکایت کے بیان میں معاد جسمانی کو ثابت کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ ان کا زندہ ہونا اسی دار دنیا اور دار عوارض میں واقع ہوا تھا۔ پس کون ہے وہ کہ جو یہ سمجھتا ہو کہ بدن سے مراد ایک اور دوسرا جسم ہے؟ جس کا نہ کوئی رنگ ہے نہ شکل ہے دنیاوی شکلوں میں سے۔ کیونکہ رنگ اور شکل عوارض ہیں اور جسم کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ شکل رکھتا ہو۔ ورنہ وہ جسم ہی نہ ہوگا۔ پس لفظ جسم سے اس کا ارادہ ومفہوم ایک معما ہی ہوگا۔ اور یہی ہے وہ بات کہ آج تک علمائے اعلام اور فقہائے ذوی الاحترام میں سے کسی نے بھی آیات واحادیث سے اس قسم کے معنی مراد نہیں لئے

هم محشور نشود واین خلاف ضروری مذہب مسلمین است ودر ایفا در ایراد چہلم گذشت کہ گفت هر چہ از کلمات من با اجماع مسلمانان منافات دارد و مخالف است او باطل است و من از او بیزارم حال میگوئیم کہ ما یکی از مسلمانان و دکالۃ از ہمہ میگوئیم کہ ما قبول نداریم کہ معاد باین نحو است کہ تو میگوئی یعنی ہرکس از آنجای کہ آمده بآنجا برمیگردد کہ اول معاد اول تولد نطفہ است در رحم کہ اول ترقی جماد است وبعد میرسد تا بجای کہ از آنجا آمده است فواد لفواد وعقل لعقل ونفس بہ نفس تا آخر ودیگر لعد از مردن روح باین بدنہای محسوس برمیگردد واینہا ہمہ مخالف مذہب مسلمین است

(سوائے تمہارے؎۱) اور کسی نے بھی اس بدن عنصری اور جسم عارض کی بجائے کسی اور اصلی اور فرضی جسم کے معنوں پر محمول نہیں کیا ہے پس جو کچھ تو نے کہا ہے معنی تاویلی ایسے ہی ہوتے ہیں اور انہیں کو معنی تاویلی کہا جاتا ہے تیسری بات یہ ہے کہ یہ حقیقت سب پر عیاں اور ظاہر ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ روح اور چیز ہے اور جسم ایک علیحدہ چیز ہے روح جسم کی غیر ہے اور لذت اور عذاب جو کچھ بھی ہے وہ روح ہی محسوس کرتی ہے روح ہی لذت اٹھاتی ہے اور روح ہی عذاب سے تکلیف پاتی ہے لیکن روح بغیر جسم کے نہیں ہو سکتی اس لئے ضروری اور لازمی ہوا کہ قیامت کے دن روح کسی جسم میں ہو اور وہ جسم جو یہ روح پہلے رکھتی تھی۔ اولی ہے اس بات کے لئے کہ کسی دوسرے جسم کی بجائے اس کو عطا کیا جائے۔

پس اس جسم عرضی اور جسم اصلی میں کوئی فرق نہیں ہے اس بارے میں کہ وہ میری ذات سے کوئی دخل یا تعلق رکھتا ہے یا نہیں رکھتا۔

کیونکہ اگر بنا یہ ہو کہ میری ذات کے سوا اور کوئی چیز بھی محشور نہیں ہوگی تو اس سے تو یہ بات لازم و ضروری ہوگی کہ جسم اصلی بھی محشور نہ ہو اور یہ بات مسلمات دینی اور ضروری مذہب مسلمین کے سراسر خلاف ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جیسا کہ ایراد چہلم میں گزر چکا ہے کہ اس نے وہاں پر یہ کہا ہے کہ میری باتوں میں سے جو بات بھی اجماع مسلمین کے منافی و مخالف ہو وہ باطل ہے اور میں اس بات سے بیزار ہوں۔

لہذا اب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہیں اور ہم تمام مسلمانوں کی طرف سے دکالتاً کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی یہ بات قبول نہیں ہے کہ معاد اس طرح سے ہو جس طرح سے تو نے بیان کیا ہے یعنی ہر شخص جہاں سے آیا ہے وہاں ہی لوٹ جائے

؎۱ مگر اہل تصوف مثل محی الدین اعرابی اور اس کے اتباع کے مثلاً ملا صدر اور اس کا گروہ

ایراد چہل و چہارم

در صفحہ نمبر ۳۳ جلد دوم میگوید،

بدانکہ فہم کتاب و سُنت و کلام حکمارا نخواہی کرد۔ مادام کہ حمل کلام ایشاں را بر حقیقتہا نکنی و چشم از اعراض ایں دنیا بپوشی و احتمال ایں معنیہای عرضی را ندہی۔

زیرا کہ ایں عالم را آں عظم نیست کہ مقصود از کلمات ایشاں باشد و آں اعتبار و اعتنا نیست ولی نصیحتی سخت بود

—— ۞ ——

ایراد چہل و چہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد یازدہم گذشت کہ اگر آقا بگوید چراغ را نظر کن مطلبش ہماں چراغ است نہ نورِ چراغ چرا کہ اگر میخواست بگوید نورِ چراغ را نظر کن میگفت و زبانش در د نمی آمد و نمی خواستند مردم را معطل کنند و معما گویند حال میگویم معلوم است کہ ہر کس بشنود کہ خداوند

لوٹ جائے گا۔ کہ اول معاد اول تولد نطفہ ہے رحم کے اندر کہ وہ اول، ترقی جماد ہے اور اس کے بعد وہ وہاں پہنچے گا۔ جہاں سے وہ آیا ہے۔ فواد مقام فواد پر عقل مقام عقل پر اور نفس مقام نفس پر تا آخرہ۔

اور پھر مرنے کے بعد روح ان بدن ہائے محسوس میں لوٹے گی اور یہ سب باتیں مذہب مسلمین کے مخالف ہیں۔

—— ۞ ——

ترجمہ ایراد چہل و چہارم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۳۳ پر کہتا ہے کہ معلوم ہونا چاہیئے کہ تم کتاب خدا اور احادیث پیغمبر و آئمہ طاہرین اور کلام حکماء کو اسی وقت سمجھ سکتے ہو۔ جب کہ تم ان کے کلام کو حقیقت پر محمول کرو۔ اور اس دنیا کے تمام عوارض سے آنکھیں بند کر لو۔ اور ان عرضی اور ظاہری معنی کا احتمال نہ کرو۔ کیونکہ اس عالم ظاہر میں وہ عظم نہیں ہے کہ یہ ان کے کلمات کا مقصود ٹھہرے اور وہ اعتبار و اعتنا نہیں ہے لیکن یہ سخت نصیحت تھی۔

—— ۞ ——

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد یازدہم میں اس کا یہ بیان گزر چکا ہے کہ اگر آقا یہ کہے کہ چراغ کی طرف دیکھو تو اس کا مطلب وہی چراغ ہے نہ کہ نورِ چراغ۔

کیونکہ اگر اس کا مطلوب و مقصود یہ ہوتا کہ نورِ چراغ کی طرف دیکھو تو پھر وہ یہی کہتا کہ نورِ چراغ کی طرف دیکھو اور اس ایک لفظ۔ نور کی زیادتی سے اس کی زبان میں درد نہ

بندگان را زنده میکند در ہمیں بدن بعد از مردن بغیر از معنی ظاہری چیزی نمی فہمد حال باید آں را بہمیں معنی حمل کند و نگوید مراد عالم دیگر است چراکہ اگر آں مراد بود میفرمود نہ زبانشاں درد نمی آمد پس اینہا ہمہ تاویل است و باعث خرابی کار است۔

ایراد چہل و پنجم

درصفحہ نمبر ۳۵ جلد دوم میگوید۔

پس ہر کس کافر است البتہ بدن اصلی او بر ہیئات جماد یا نبات یا حیوانات یا شیاطین است اگرچہ صورت عارضی ایشاں در ایں دار دنیا بر ہیئت انسان باشد

ایراد چہل و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد بست و یکم گذشت کہ ہر باطن بر طبق ظاہر است و ہر روح مناسب تن است و روح حیوان در بدن انسان نگنجد و در ایراد سی و نہم گفت بدن روح منجمد است حال میگوئیم آیا روح کافر روح انسان است یا روح حیوان اگر روح حیوان است کہ حیوانات

اٹھ جاتا۔ اور کوئی تکلیف نہ ہو جاتی اور اس طرح کہنے سے وہ لوگوں کو معطل نہ کرتا اور یوں معمایں بات نہ کرتا۔

اب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے کہ جو شخص بھی یہ سُنے گا کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو مرنے کے بعد اسی بدن کے ساتھ دوبارہ زندہ کرے گا۔ تو وہ اس کے ظاہری معنی کے سوا اور کوئی معنی نہیں سمجھ سکتا۔ لہٰذا اب اس کو اس ہی معنوں میں محمول کرنا چاہیئے۔ اور اس کو یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ اس سے مُراد دوسرا عالم ہے۔ کیونکہ اگر وہ مراد ہوتا تو اسی طرح کہ سکتا تھا اور اس طرح کہنے سے اس کی زبان میں درد تو نہ ہو جاتا پس یہ سب باتیں جو اس شخص نے بیان کی ہیں وہ سب دور از کار اور اپنی طرف سے گھڑی ہوئی تاویلیں اور موجب خرابی ہیں

ترجمہ ایراد چہل و پنجم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۳۵ پر کہتا ہے کہ پس جو شخص کہ کافر ہے البتہ اس کا اصلی بدن یا جماد کی ہیئت پر ہوگا یا نباتات کی ہیت کا ہوگا یا حیوان کی ہیئت کا ہوگا۔ یا شیطان کی ہیئت کا ہوگا۔ اگرچہ اس دار دنیا میں ان کی عارضی صورت ہیئت انسان جیسی ہوگی۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد بست و یکم میں گزر چکا ہے۔ جہاں اس نے کہا ہے کہ ہر باطن اپنے ظاہر کے مطابق ہی ہوا کرتا ہے اور ہر روح اُس بدن کی مناسبت سے ہی داخل ہوتی ہے اور حیوان کی روح انسان کے بدن میں نہیں سما سکتی۔

تکلیف ندارند مثل انسان و آنگهی پس چرا بدن ظاهری بشکل انسان است و حال آنکه ظاهر باید مطابق باطن باشد و اگر روح انسان است پس چگونه بدن اصلی بشکل حیوان و جماد و شیاطین است و حال آنکه روح انسان در بدن اسب نرود چنانکه خود بان تصریح کرده بود پس معلوم میشود که هر جای چیزی بخیالش رسیده و نوشته است دیگر در بند نیست که خودش نقیض آنها گفته خوب گفته اند۔ دروغ گو حافظہ ندارد والسّلام

ایراد چہل و ششم

درصفحه نمبر۲۴۶ جلد دوم می گوید پس عرض میکنم که ہماں بدن اصلی مومن جنب اواست واو در اندروں جنب خود است چه دریں دنیا چه در آں دنیا. نشنیده که فرمودند طینت مومن از خاک بہشت است و طینت کافر از خاک جہنم تا آخر۔

اور سی وہنم میں بیان ہوا ہے کہ اُس نے کہا ہے کہ بدن روح منجمد ہے. اب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں وہ یہ بتلائے کہ آیا کافر کی روح انسانی روح ہے یا حیوانی روح ہے. اگر وہ روح حیوان ہے تو روح حیوان پر تو کوئی تکلیف عائد ہی نہیں ہوتی اور انسان کی مانند وہ کسی فریضہ کی ادائیگی کے لئے مکلف و ذمہ دار نہیں ہے. اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کا بدن انسانوں جیسا کیوں ہوگیا حالانکہ اس کے قول کے مُطابق ظاہر کو باطن کے مُطابق ہونا چاہیئے۔

لہٰذا اگر اس کافر کے اندر روح انسان ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا بدن اصلی بشکل حیوان و جماد و شیاطین کے ہو۔

حالانکہ روحِ انسان گھوڑے کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتی جیسا کہ خود ہی اس نے اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کیا تھا۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ ہر مقام پر جو چیز بھی اس کے خیال میں آگئی وہی لکھ ماری ہے دوسری کوئی رکاوٹ تو ہے ہی نہیں لہٰذا خود ہی دوسرے مقام پر پہلی بات کی مخالفت کر ڈالی کسی نے کیا خوب کہا ہے. دروغ گو حافظہ ندارد. والسلام

ترجمہ ایراد چہل و ششم

جلد دوم کے صفحہ نمبر۲۴۶ پر کہتا ہے پس میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مومن کا وہی اصلی بدن اس کا جنب ہے اور وہ اپنے اسی جنب کے اندر سکونت پذیر رہتا ہے خواہ وہ اس دنیا میں ہو یا دوسری دنیا میں. کیا تم نے یہ نہیں سُنا ہے کہ فرمایا ہے کہ طینت مومن بہشت کی خاک سے ہے اور طینت کافر خاک جہنم سے ہے.

ایراد چهل و ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید این کلام منافی است با جمیع آیات و اخبار که درباب بہشت و جہنم است. و اعتقاد جمیع مسلمین چرا که لازم این حرف آن است که جسم مومن در بہشت نباشد بلکہ ہماں روحش در بہشت باشد بجہۃ اینکہ روح در بدن است و بدن در بدن نیست پس چوں بدن بہشت شد ہماں روح در بہشت است، و ہمچنیں روح کافر در جہنم است. بحرف تو نہ ہمش و ثانیا باید مومنین در بہشت بزیارت ہم نروند بجہۃ آنکہ روح کس ببدن کسی دیگر نمیرود و ثالثاً[1] اینکہ اخبار دارد کہ جمعی از دوستاں عاصی بشفاعت آئمہ[ع] از جہنم بہ بہشت میروند معنیش این می شود کہ روح آنہا از بدنی بیروں میاید و بہ بدن دیگر میرود باری این کلمات ہمہ مخالف کتاب و سنت و اجماع مسلمانان است کہ در بازارہا و کوچہ ہا فریاد میکنند و بہمیں[1] لفظ کہ بگوئی من بہشت و جہنم و حور و قصور ہمہ را قبول دارم اکتفا نمیشود مثل اینکہ بگوئی من قبول دارم محمد بن عبداللہ پیغمبر است اما تابع خیال تو نیستم معنای پیغمبر آن است کہ اطاعتش برکسی لازم نباشد آیا در این صورت گفتن این کہ او پیغمبر است فائدہ بحالی تو دارد معاذ اللہ حال در کتاب و سنت متواتر است کیفیت اوضاع بہشت و جہنم و در ہیچ خبری نیست کہ بہشت ہماں بدن مومن است و آں حدیث کہ طینت مومن را از بہشت برداشتہ اند دلیل است بر اینکہ بہشت غیر از بدن است بلکہ بدن را از خاک بہشت ساختہ اند پس دوبارہ بدن و روح ہمہ بہ بہشت میروند نہ اینکہ

---

[1] اشارہ است بحرفیکہ زدہ است در ہمیں مقامات کہ آنچہ لازم است ہمیں است کہ اقرار بہ بہشت و جہنم و باقی امور بنمائیم اما تابع خیال تو نیستم کہ باید بہشت باقی باشد و حور آنہا باشند بلکہ بہشت و حور وغیرہا ہماں ملکات نفسانیہ است مثل جہنم و مار و عقرب منہ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی یہ بات ان تمام آیات قرآنی اور ان تمام احادیث معصومین علیہم السلام کے خلاف ہے جو بہشت و جہنم کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور تمام مسلمانوں کے اعتقاد کے منافی ہے کیونکہ اس کی اس بات کا لازمہ یہ ہے کہ جسم مومن بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ صرف وہ روح ہی بہشت میں جائے گی کیونکہ روح بدن کے اندر ہے اور بدن بدن کے اندر نہیں ہے پس جبکہ اس کا بدن ہی بہشت ہو گیا تو پس وہ روح بہشت ہی کے اندر ہے نہ کہ اس کا جسم جیسا کہ تو نے کہا ہے۔

دوسرے اس سے یہ بات بھی لازم آئی کہ مومنین بہشت میں کسی دوسرے مومن کی زیارت کو بھی نہ جائیں۔ کیونکہ کسی مومن کی روح کسی دوسرے مومن کے بدن کے اندر نہیں جا سکتی تیسری بات یہ ہے کہ بہت سی احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ بہت سے گنہگار مومنین اور دوستداران آلِ محمد آئمہ اطہار کی شفاعت سے جہنم سے بہشت میں داخل ہوں گے تو اس کا معنی و مفہوم یہ ہو گا۔ کہ ان مومنین کی روح ایک بدن سے نکل کر دوسرے بدن کے اندر داخل ہو جائیں گی۔

بہرحال اس کی یہ تمام باتیں مخالف کتاب خدا ہیں اور منافی سنت رسول و آئمہ اطہار ہیں اور ان تمام مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہیں جو اس عقیدے کو بازاروں میں اور کوچوں میں چیخ چیخ کر بیان کرتے ہیں۔

اور یہ جو تو نے کہا ہے کہ ہم پر جو بات لازم ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ ہم بہشت اور جہنم اور باقی امور کا اقرار کریں لیکن ہم تیرے خیال کے تابع نہیں ہیں کہ ہم بہشت کو باقی رہنے والی چیز مانیں یا حوروں کو عورتیں تسلیم کریں بلکہ بہشت و حور وغیرہ سب کی سب چیزیں وہی

روح در بہشت است و بدن نیست وگول این حرفہارا نباید خورد کہ محل خطر است و معرفت تفاصیل بہشت و جہنم و برزخ و قیامت و کوثر و لواء حمد و ممبر و سیلہ و شفاعت و صراط لازم نیست واجمالاً ہمہ حق است و اینہا کہ این شخص میگوید دلیل محکم از کتاب و سنت نیست و بسیاری از این با ظواہر ادلہ مخالف است و علم از آن بجہت ما حاصل نشدہ و معجزہ ہم بر صدق خود ندارد بلکہ آنہمہ تناقض کہ گفتہ دلیل است بر اینکہ این حرفہا ہمہ خیالات است و پایش بجای بند نیست۔

ملکات نفسانیہ ہیں مثل جہنم د مار و عقرب اور تیرا اس طرح سے یہ کہنا کہ ہم بہشت و جہنم اور حور و قصور کو قبول کرتے ہیں کافی نہیں ہوسکتا. کیونکہ تیرا یوں کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ تو یہ کہے کہ ہمیں یہ بات قبول ہے کہ محمد ابن عبداللہ پیغمبر ہے لیکن ہم تیرے اس خیال کے تابع نہیں ہیں پیغمبر کے معنی تو یہ ہیں کہ اس کی اطاعت کسی پر لازم نہ ہو. آیا اس صورت میں تیرا یہ کہنا کہ وہ پیغمبر ہے تجھے کسی قسم کا فائدہ دے سکتا ہے ،معاذ اللہ۔

حالانکہ کتاب وسنت میں اوضاع بہشت کی کیفیت بطور متواتر وارد ہوئی ہے اور کسی ایک حدیث میں بھی یہ بات بیان نہیں ہوئی ہے کہ بہشت سے مراد وہی مومن کا اصلی بدن ہے اور وہ حدیث جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ طینت مومن بہشت سے لی گئی ہے خود یہی بات اپنے مقام پر دلیل ہے اس بات کی کہ بہشت غیر از بدن ہے اور اس بدن کو بہشت کی خاک سے بنایا گیا ہے پس وہ بدن بھی اور وہ روح بھی دونوں کے دونوں دوبارہ بہشت میں جائیں گے نہ یہ کہ روح بہشت کے اندر ہے اور بدن نہیں ہے اور ایسی باتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے کیونکہ یہ باتیں انتہائی خطرناک ہیں اور بہشت و دوزخ ۔ برزخ و قیامت کوثر و لواالحمد منبر و وسیلہ اور شفاعت و صراط کی تفصیلی معرفت لازم نہیں ہے اور صرف اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا کہ یہ باتیں حق ہیں کافی ہے.

اور یہ باتیں جو یہ شخص کہتا ہے ان پر کوئی ایک دلیل محکم کتاب وسنت میں پائی نہیں جاتی اور ان میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ ظاہری ادلہ کی رو سے بھی حقیقت کے مخالف ہیں اور اُن کے بارے میں کوئی حقیقی علم نہیں ہے اور اپنے بیان کی تصدیق کے لئے اس شخص کے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تضاد بیانی اور تناقض جو اس کے تمام بیان میں پایا جاتا ہے دلیل ہے اس بات پر کہ اس کی یہ تمام باتیں خیالی ہی خیالی ہیں اور وہ اپنی کسی بات کا خود بھی پابند نہیں ہے.

ایراد چہل و ہفتم

درصفحہ نمبر ۱۱۴ جلد دوم میگوید۔

روایت کردہ است کہ بحضرت امام رضاؑ عرض کردند کہ خدا میفرماید الشمس والقمر بحسبان فرمودند کہ آں دو در عذاب اند۔ عرض کرد آفتابؑ وماہ عذاب می شوند فرمودند از چیزی کہ پرسیدی یقین کن آفتاب وماہ دو آیہ اند از آیتہائے خدا روانندہ بامر خدا مطیع اند برائے خدا۔ نور آنہا از عرش است وحرارت آنہا از جہنم پس چوں قیامت شود نور آنہا بعرش برمیگردد و حرارت آنہا بجہنم پس نیست آفتاب وماہی وخدا آں دو را قصد کردہ کہ خدا آں دو را لعنت کند آیا نیست کہ مردم روایت می کنند کہ فرمودہ است کہ آفتاب وماہ دو نور اند کہ در آتش اند عرض کرد چرا فرمودند آیا نشنیدہ کہ مردم میگویند فلاں وفلاں آفتاب وماہ ایں امت اند و نور اند پس آں دو در آتش اند بخدا قسم غیر آں دو را قصد نکردہ تمام شد خبر و عرض می شود کہ مراد از آفتاب اول است ومراد از ماہ دوم وآں دو نور شاں از عرش است یعنی ظاہر اسلامی کہ دارند از پیغمبر است وحرارت آنہا کہ کفر باطنی آنہا باشد از جہنم و روز قیامت اسلام عارضی ایشاں بہ پیغمبر بر می گردد و حرارت کفر آنہا بجہنم تا آخر۔

ترجمہ ایراد چہل و ہفتم

جلد دوم کے صفحہ ۱۱۴ پر کہتا ہے۔

روایت بیان کی جاتی ہے کہ لوگوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا یہ فرماتا ہے۔ "الشمس والقمر بحسبان"عہ آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں عذاب میں ہیں لوگوں نے عرض کی کیا آفتاب اور ماہ کو بھی عذاب ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس چیز کے بارے میں تونے پوچھا ہے اس کا یقین کر۔ آفتاب اور ماہ دو آیتیں ہیں۔ آیاتِ خداوندی میں سے اور یہ دونوں خدا کے حکم سے جاری وساری ہیں اور یہ دونوں خدا کے مطیع فرمان ہیں۔ اُن کا نور عرش سے ہے پس جب قیامت ہوگی ان کا نور عرش کی طرف لوٹ جائے گا اور ان کی حرارت جہنم کی طرف۔

پس آفتاب وماہ سے مُراد نہیں ہے مگر خدا نے ان دو کا قصد کیا ہے کہ خدا ان دونوں پر لعنت کرے کیا یہ بات نہیں ہے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ آفتاب وماہ دو نور ہیں کہ جو جہنم میں ہوں گے۔ اُس نے پوچھا کیوں؟

تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سُنا ہے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں وفلاں اِس اُمت کے آفتاب وماہ ہیں اور نور ہیں پس وہی دونوں آتش جہنم میں ہوں گے بخدا قسم ان دو کے علاوہ اور کسی کا قصد نہیں کیا۔ مضمون حدیث تمام شد۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ آفتاب سے مُراد اوّل ہے اور ماہ سے مراد ثانی ہے اور ان دونوں کا نور عرش سے ہے یعنی وہ ظاہری اسلام جو وہ رکھتے ہیں وہ پیغمبر سے ہے اور ان کی حرارت جو ان کا کفر باطنی ہے وہ جہنم سے ہے اور روز قیامت ان کا عارضی اسلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف لوٹ جائے گا اور ان کے کفر کی حرارت جہنم کی طرف تا آخر۔

عہ حضرت [illegible] (مترجم)

ایراد چهل و هفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید از کیفیت بیانش معلوم میشود کہ معنی حدیث را نفہمید زیرا معنی حدیث آں است کہ چوں راوی خیال کرد کہ مراد از آفتاب و ماہ ہمیں دو کوکب معروف است تعجب کرد حضرت فرمودند مراد ایں دو کوکب نیست بجہۃ آنکہ نور ایں دو کوکب روز قیامت بعرش برمیگردد و حرارت شاں بجہنم پس کوکبی نیست کہ بجہنم برود بلکہ مراد بآفتاب و ماہ در آیہ فلاں و فلاں است و غیر آں دو را قصد نکردہ است حال ایں چہ دخل دارد باینکہ نور آں دو نفر از پیغمبر باشد و مراد اسلام ظاہری باشد و حرارت حرارت کفر باشد اینہا ہم از انس ذہنی است بتاویل کرد من کلمات آئمہ و ہمہ خرابیہا در اں است

ایراد چہل و ہشتم

در صفحہ نمبر ۱۹۲ جلد دوم می گوید.

پس بہشت ہر کس در آسمان وجود او باشد و مخصوص خود اوست کہ ہیچ کس را از او بہرہ نباشد

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس کے بیان کی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس حدیث کے معنوں کو سمجھا ہی نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ راوی نے خیال یہ کیا تھا کہ آفتاب وماہ سے مُراد یہی دو سیارے ہیں جو معروف ہیں لہذا اس نے اس بات پر تعجب کیا حضرت نے فرمایا کہ اس سے مُراد یہ دونوں معروف و مشہور سیارے نہیں ہیں کیونکہ ان دونوں سیاروں کا نور تو روز قیامت عرش کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور ان کی حرارت جہنم کی طرف پس کوئی سیارہ ایسا نہیں ہے کہ جہنم میں جائے۔ بلکہ آیت میں آفتاب سے مراد فلاں وفلاں ہیں اور ان دو کے سوا اور کسی کا قصد نہیں کیا ہے

اب ان الفاظ کا اُس کے اس کہنے سے کیا تعلق اور اس کی اس بات کا اس میں کیا دخل ہے کہ ان دونوں کا نور پیغمبر سے ہو اور اس سے مراد اسلام ظاہری ہو اور حرارت سے مراد حرارت کفر ہو.

اس کی یہ تمام باتیں اس کے اپنے ذہن کی اختراع ہیں اور اس نے آئمہ طاہرین کے کلمات کی اپنے ذہنی افتاد کے ماتحت تاویل کی ہے اور اسی بات میں تمام خرابی ہے

ترجمہ ایراد چہل وہشتم

جلد دوم کے صفحہ نمبر ۱۹۲ پر کہتا ہے کہ ہر ایک شخص کی بہشت اس کے اپنے وجود کے آسمان میں واقع ہے اور وہ بہشت صرف اسی کے لئے مخصوص ہے اور اُس کے سوا اور کوئی شخص اُس بہشت سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا.

ایراد چهل و هشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید تا حال اعتقاد مسلمانان این بوده و هست که بهشت بالای آسمانها است که همین ها باشند که بالای سر ما است. دیگر وجود آسمان و زمین ندارد و در بازارها و مسجدها هیچ کس بغیر آنچه گفتیم جار نمی زند اینها کلمات صوفیه است و ملا صدرا در کتبش بر آن اصرار دارد و آن خلاف شریعة مطهرۀ پیغمبر است.

———— ❖ ————

ایراد چہل و نہم

در صفحہ نمبر ۲۸ قسمت سوم در معنی آیہ بئس للظالمین بدلا میگوید یعنی ظالمان بد اند۔

———— ❖ ————

ایراد چهل و نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید معنی آیت این است که شیطین بد بدل است از برای ظالمین و کسی که معنی ظاهر این را نداند آیات متشابهه و اخبار صعبه مستصعبه را بطریق اولی نمیداند۔

———— ❖ ————

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

آج تک مسلمانوں کا اعتقاد یہی رہا ہے اور اب بھی تمام مسلمانوں کا اعتقاد یہی ہے کہ بہشت ان ہی آسمانوں کے اوپر واقع ہے جو کہ ہمارے سروں کے اوپر واقع ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی آسمان اور زمین کا وجود نہیں ہے

اور مسلمان اس بات کے سوا جو ہم نے بیان کی ہے اور کوئی بھی بات بازاروں میں اور مسجدوں میں بیان نہیں کرتے۔

اس شخص نے جو نظریہ پیش کیا ہے یہ سب صوفی حضرات کی بیان کی ہوئی باتیں ہیں چنانچہ ملا صدرا نے اپنی کتابوں میں اس بات پر سختی کے ساتھ اصرار کیا ہے اور یہ باتیں شریعۃ مطہرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے خلاف ہیں۔

———— ❖ ————

ایراد چہل و نہم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۲۸ پر آیت قرآنی بئس للظالمین بدلا کے معنی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ یعنی ظالم لوگ بد ہیں۔

———— ❖ ————

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس آیت کے یہ معنی نہیں ہیں جو اس شخص نے بیان کئے ہیں بلکہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ شیطان ظالموں کے واسطے بہت ہی برا بدلا ہے اور جو شخص اتنا آسان اور

ایراد پنجاہم

درصفحہ نمبر ۵۵ قسمت سوم میگوید اولا بفہم کہ مراد از خداوند آں ذات یگانہ ایست کہ جز جز ندارد و با او غیر او نیست وچنیں کس قدیم است وماسوائے چنیں کس حادث ومخلوق

ایراد پنجاہم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید حال اینجا معنی خداوند ومراد از او ذات یگانہ قدیم شد و در ایراد پنجم وسائر ایرادہا گذشت کہ میگوید ذاتِ خدا اسمی ورسمی ندارد و معنی لفظی نیست و روح الفاظ نمی شود پس حال چرا بر نصیری ہا ایراد میکند کہ اسم خدا را بر علیؑ گذاشتہ اند بفہم و غافل مباش و گول مخور۔

واضح آیت کے معنی نہ جانتا ہو۔ وہ شخص متشابہ آیات اور مشکل احادیث کے معنی ومفہوم کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔

ترجمہ ایراد پنجاہم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۵۵ پر کہتا ہے کہ اول اس بات کو سمجھو کہ خداوند سے مُراد وہ ذات ہے کہ جو یگانہ ہے اور جز جز نہیں رکھتا۔ اور اس کے ساتھ اس کا اور کوئی غیر نہیں ہے اور ایسی ذات قدیم ہے اور ایسی ذات کے سوا جو بھی ہے وہ حادث ہے۔ اور مخلوق ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس مقام پر خداوند کے معنی اور اس سے مراد ذات یگانہ وقدیم بن گئی حالانکہ ایراد پنجم میں اور باقی دوسرے ایرادات میں گزر چکا ہے کہ اس نے وہاں یہ کہا ہے کہ خدا بے اسم و رسم ہے اور بے نام ونشان ہے اور نہ وہ کسی لفظ کا معنی ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی لفظ کی روح قرار دیا جا سکتا ہے۔

پس اب تو ہی بتا کہ اب تو نصیریں پر کس وجہ سے اعتراض کرتا ہے کہ انہوں نے علی کو خدا کہ دیا تیری باتوں میں اور ان کے قول میں کون سا فرق ہے۔

اچھی طرح سے سمجھ اور غافل نہ بن اور دھوکہ نہ کھا۔

ایراد پنجاہ ویکم

درصفحہ نمبر ۵۷ قسمت سوم می گوید۔

پس نہایت خلق آں باشد کہ صفات خلق درآں نازک ولطیف شود تا از ادراک برتر ردد و ہیچ خود را نماید واز برائے خود اسمی ورسمی نگذارد و سرتاپا ظہور خالق غیبی باشد و او را د صفات او را آشکار سازد تا آخر۔

ایراد پنجاہ ویکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید پس بنا بریں باید آں خلق ذات خدا را ظاہر کند با صفاتش و آئینہ سرتانمای ذات خدا باشد وایں حرف اولا منافی مطالب پیش است کہ ذاتِ خدا عکس ندارد و در آئینہ مخلوق نمی افتد وثانیا پیش از خلق اول خلقی نیست کہ عبارت از صفات باشد تا خلق اوّل او را ظاہر کند و آئینہ آں باشد چنانکہ مفصلا پیش گفتیم۔

ترجمہ ایراد پنجاہ ویکم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۵۷ پر کہتا ہے۔

کہ مخلوق کی انتہا اور اس کا کمال یہ ہے کہ اُس میں خلق کی صفات نازک اور لطیف ہوتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ ادراک سے بالاتر ہوجائیں اور پھر اس کی ذات سے اپنی کوئی بات نمایاں نہ ہو اور اس کا اپنا کوئی اسم ورسم اور نام ونشان باقی نہ رہے اور وہ سرتاپا خالق غیبی کا ظہور ہوجائے اور اس خالق کی ذات اور اُس کی صفات اُس سے ظاہر وآشکار ہونے لگے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کے اس کہنے کے مطابق ضروری ہوا۔ کہ خلق سے ہی ذات خدا کا ظہور ہو۔ اور خلق ہی صفات خدا کی مظہر ہو۔ اور خلق ہی ذاتِ خدا کا سراپا آئینہ ہو۔

اس کی یہ بات اول تو اس کے پہلے بیان کیے ہوئے مطالب کے منافی اور خلاف ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ خدا عکس نہیں رکھتا اور آئینہ مخلوق میں نمایاں نہیں ہوسکتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ خلق اوّل سے پہلے اور کوئی مخلوق نہیں ہے کہ اُس مخلوق کو صفات کے نام سے موسوم کیا جاسکے اور خلق اول اُن صفات کی مظہر بن سکے اور ان صفات کی آئینہ ہو۔ جیساکہ اس کا بیان تفصیل کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے۔

ایراد پنجاہ ودوم

در صفحہ نمبر ۶۶ قسمت سوم در بیان روح القدس میگوید، بدانکہ عقل چنانکہ مکرر شنیدہ اوّل نوری است کہ خدا آں را خلق کرد وہماں نور عقل است، و قلم تا اینکہ میگوید در روح ہم است چراکہ حیات ہر کسی بعقل اوست و آں روح پاک است از جمیع اشیاء کہ از برائے سائر اشیاء است چراکہ آں اول ماخلق اللہ است وپیش از کل الاشیاء خلق شدہ است تا اینکہ میگوید و ایں روح غفلت ندارد چراکہ غافل شود جمیع ماسوی معدوم میشود نمی بینی کہ اگر چراغ غفلت کند از انوار خود ہمہ فانی میشوند۔

ایراد پنجاہ ودوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فامر گوید پس اینجا باید مراد از روح حقیقت پیغمبر باشد چراکہ باتفاق آں است اول ماخلق اللہ ودر صفحہ پیش ازیں میگوید حضرت روح القدس تابع ایشاں است وخادمیست از خدام ایشاں وخداوند اورا امر فرمودہ است بخدمت ایشاں واطاعت وبندگی ایشاں تا آخر والیضاً در ایراد سی وسیم گذشت کہ میگوید اول مراتب انسان فواد است وبعد عقل است ودر ایراد سی وہفتم گفت کہ بالاتر از فواد ہم مقامات بسیار است وشکے نیست کہ فواد مخلوق است وحقیقت پیغمبر ہم مخلوق است پس آنہا سابق بر عقل خلق شدہ اند پس اول ماخلق اللہ عقل نباشد واگر اول ماخلق اللہ عقل است پس

ترجمہ ایراد پنجاہ ودوم

قسمت سوم کے صفحہ ۶۶ پر روح القدس کے بیان میں کہتا ہے، معلوم ہونا چاہیئے کہ عقل جیسا کہ تم بار بار سن چکے ہو وہ سب سے پہلا نور ہے کہ جس کو خدا نے خلق کیا ہے اور وہی نور عقل ہے اور قلم بھی اُسی کو کہتے ہیں یہانتک کہ کہتا ہے کہ اسی عقل کا دوسرا نام روح بھی ہے کیونکہ ہر ایک کی حیات کا دارومدار اس کی عقل پہ ہے اور وہ روح تمام اشیاء سے پاک ہے کہ وہ تمام اشیاء کے لئے ہے کیونکہ وہی ہے کہ جو اول ماخلق اللہ ہے، اور تمام اشیاء سے پہلے خلق ہوئی ہے یہانتک کہ کہتا ہے۔ اور یہ روح غفلت نہیں رکھتی کیونکہ اگر یہ روح غفلت کرے تو اس کے سوا جو کچھ بھی ہے سب معدوم ہوجائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر چراغ اپنے انوار سے غفلت کرے تو سب فانی ہوجائیں۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس کے اس تمام بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی روح القدس سے مُراد یہاں پر حقیقتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ہو۔

چونکہ سب کا اتفاق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ ہی اول ماخلق اللہ ہیں یعنی وہی حضرت خدا کی وہ مخلوق ہیں جن کو اس نے سب سے پہلے خلق فرمایا ہے۔

لیکن اس سے پہلے صفحہ پر یہ شخص یوں کہتا ہے کہ حضرت روح القدس آنحضرت کا تابع ہے اور آنحضرت اور آئمہ اطہار کے خادموں میں سے ایک خادم ہے اور خداوند تعالیٰ نے اس کو ان کی خدمت واطاعت وبندگی پر مامور فرمایا ہے تا آخر اور یہ ایراد سی وسوم

جمیع غیر او همه نور اویند مثل آنکه آخر میگوید پس او خادمی کسی نباشد و مطیع بنده خود نباشد ببین تناقضهارا پے درپی۔

ایراد پنجاه وسوم

در صفحه نمبر ۷۵ قسمت سوم میگوید، مقام لوح محفوظ مقام حضرت فاطمه است ومقام حضرت امیر مقام قلم

ایراد پنجاه وسوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد سابق گفت روح القدس عبارت است از عقل وقلم وعمود نور و باز گفت که او خادمی است از خدام آئمه طاهرین ؑ واول کسی است که بسبب آنها موجود شده است در بهشت رضوان واینجا مقام حضرت امیر ؑ مقام قلم شد پس او باید روح القدس باشد و خادم آئمه باشد بفهم چه میگوید

میں گذر چکا ہے۔ کہ جہاں پر اس نے یہ کہا تھا کہ فواد سے بالاتر بھی بہت سے مقامات ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ فواد بھی مخلوق ہی ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ بھی مخلوق ہی ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ وہ عقل سے پہلے خلق ہوئے ہیں پس اس کے اس بیان کے مطابق اول ما خلق اللہ عقل نہیں ہو سکتی اور اگر اول ما خلق اللہ عقل ہے پس اس صورت میں اس عقل کے علاوہ اور جو کچھ بھی ہے وہ اُس کے نور سے ہیں جیسا کہ اس نے آخر میں کہا ہے پس وہ کسی دوسرے کی خادم نہیں ہے اور اپنے بندے کی مطیع نہیں ہو سکتی ہے یہ سب نتائج ہیں تیرے ان تضادات و تناقضات کے جو تو نے یکے بعد دیگرے بیان کئے ہیں۔

ترجمہ ایراد پنجاہ و سوم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۷۵ پر کہتا ہے کہ لوح محفوظ کا مقام حضرت فاطمہ کا مقام ہے اور مقام قلم مقام حضرت امیر ہے۔

ترجمہ جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے ایراد سابقہ میں کہا تھا۔ کہ روح القدس کا دوسرا نام عقل ہے اور وہی قلم ہے۔ اور وہی عمود نور ہے اور اسی ایراد میں پھر یوں کہا تھا کہ وہ روح القدس آئمہ طاہرین علیہم السلام کے خادموں میں سے ایک خادم ہے اور سب سے اول ہے جو ان کے سبب سے وجود میں آیا ہے۔ بہشت رضوان میں۔ اور اس مقام پر مقام حضرت امیر مقام

ایراد پنجاہ وچہارم

درصفحہ نمبر ۸۲ قسمت سوم میگوید درمعنی روح من امر اللہ۔ پس آں روح اللہ ونفس اللہ است چنانچہ در زیارت میخوانی، السلام علی نفس اللہ القائمۃ فیہ بالسنن خلاصہ ایں روح، روحِ خدا است واورا نسبت بغیرِ خدا نمی تواں داد و دراں جز نورِ خدا دیدہ نمی شود، تا اینکہ می گوید،

وایں روح در ہیچ جا بروز نخواہد کرد مگر از صورت معتدل کامل، تا میگوید۔ پس معتدل تام در دھر جز یکنفر نباشد و آنمقام پیغمبر آخر الزمان است کہ روح کل است تا آخر۔

ایراد پنجاہ وچہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً آں فقرہ زیارت زیارت حضرت امیر است پس آنجناب است روح اللہ ونفس اللہ پس تخصیص آں بحضرت پیغمبر وجہی ندارد و ثانیاً در ایراد پنجاہ ودوئم گذشت کہ روح کل ہماں عقل است وقلم است واینجا نفس شدہ ونفس یکمرتبہ از عقل پست تر است پس آں مقام حضرت پیغمبر نخواہد بود،

قلم بن گیا پس اس سے یہ ضروری ہوا کہ وہ (یعنی حضرت امیر) روح القدس ہوں اور خادم آئمہ علیہم السلام ہوں۔

ذرا سوچ سمجھ کر بات کر کہ تو کیا کہ رہا ہے۔

ترجمہ ایراد پنجاہ وچہارم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۸۲ پر کہتا ہے، روح من امر اللہ کے معنی بیان کرتے ہوئے!

پس وہ روح اللہ ہے اور وہ نفس اللہ ہے جیسا کہ تم زیارت میں پڑھتے ہو۔ السلام علی نفس اللہ القائمۃ فیہ بالسنن، خلاصہ یہ روحِ خدا ہے اور اس روح کی خدا کے سوا اور کسی کی طرف نسبت نہیں دی جاسکتی۔ اور اس میں سوائے خدا کے نور کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ کہتا ہے۔ اور یہ روح کہیں بھی ظہور نہیں کرے گی۔ مگر معتدل وکامل صورت سے۔ یہانتک کہ کہتا ہے۔ پس معتدل تام دنیا میں ایک نفر کے علاوہ نہیں ہوسکتا۔ اور وہ پیغمبر آخر الزمان کا مقام ہے کہ وہ روح کل ہیں تا آخر۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ یہ فقرہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کا فقرہ ہے پس اس کی رو سے تو جناب امیر روح اللہ ونفس اللہ ہوں گے لہذا اس کی حضرت پیغمبر کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔

دوسرے ایراد پنجاہ ودوم میں گذر چکا ہے کہ عقل ہی کو روح بھی کہتے ہیں اور اسی کو قلم کہتے ہیں اب یہ شخص اس مقام پر اس کو نفس کہنے لگا ہے۔ اور پہلے کہ چکا ہے کہ نفس عقل

ایراد پنجاہ و پنجم

درصفحہ نمبر ۸۷ قسمت سوم میگوید پس چنانکہ خلق را بخدا نسبت نبود و ازیں جہت محتاج بواسطہ شدند ہم چنیں با واسطہ اول ہم ہیچ نسبت ندارند چراکہ واسطہ اول باں لطافت است کہ مناسبت بامر و حکم خدا دارد و از آنہا آگاہی بہم میرساند و حرکتِ مشیت و محبتِ خدا رامی بیند و می فہمد تا آخر۔

ایراد پنجاہ و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید واسطہ اولی شکی نیست کہ حقیقت حضرت پیغمبر است پس آں امر و مشیت کہ واسطہ اول با انہا مناسبت دارد و حرکت آنہا را میفہمد چہ چیز اند بنا بر مذہب تو خلقے ہستند حادث و چوں واسطہ اول نیستند پس در رتبہ بعد از حقیقت پیغمبر اند پس آنہا باید حرکت پیغمبر را نفہمند نہ پیغمبر حرکۃ آنہا را مگر آنکہ آنہا را واسطہ اول فرض کنی و آں خلاف ہمہ تحقیقات سابقہ بلکہ خلاف اتفاق مسلمین است۔

سے ایک مرتبہ پست تر ہے پس وہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا مقام نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ ایراد پنجاہ و پنجم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۸۷ پر کہتا ہے: پس جسطرح سے خلق کو خدا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہوتی اور وہ اس بنا پر واسطہ کی محتاج ہے اسی طرح سے مخلوقِ اول کے ساتھ بھی کوئی نسبت نہیں رکھتی کیونکہ واسطہ اول اس قدر لطیف ہے کہ وہ امر و حکم خدا کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور ان سے آگاہی حاصل کرتا ہے اور خدا کی محبت اور مشیت کی حرکت کو دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس میں شک نہیں ہے کہ واسطہ اولی تو حقیقتِ حضرت پیغمبر ہو گئے۔ پس اب یہ بتا کہ وہ امر و مشیت کیا چیز ہیں جن کے ساتھ واسطہ اول مناسبت رکھتا ہے اور ان کی حرکت کو سمجھتا ہے۔ تیرے مذہب کے موافق تو یہ بھی مخلوق ہی ہیں اور حادث ہیں اور چونکہ یہ واسطہ اول نہیں ہیں۔ پس یہ رُتبہ کے لحاظ سے حقیقتِ پیغمبر کے بعد میں ہوئے۔ پس اس لحاظ سے تو یہ ضروری ہوا کہ وہ حرکتِ پیغمبر اُن کی حرکت کو سمجھنے والا ہو۔

ہاں البتہ ایک صورت ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ تو ان کو واسطہ اول اور مخلوق اول فرض کرے اور پیغمبر کی حقیقت کو بعد میں پیدا ہونے والی مخلوق جانے، اور یہ بات نہ صرف تیری تمام سابقہ تحقیقات کے خلاف ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق کے بھی خلاف ہے۔

ایرادِ پنجاہ و ششم

درصفحہ نمبر ۸۸ قسمت سوم میگوید خلق از اعلیٰ مقام خود کہ فواد است بالاتر نتوانستندی رفت چراکہ خدا ابتدائی ہستی ایشانرا از فواد کردہ است و بالاتر از آن نیستند پس چگونہ درجای کہ نیستند ہستند توانند شد۔ تامی گوید ہم چنیں خلق در بالاتر از فواد نیست و ہستی بمحل نیستی نتواند رفت۔ پس خلق از ادراک خدا بے بہرہ اند بلکہ نمی توانند کہ اشارہ بہ اینجا کنند و نتوانند بالائی بفہمند و نتوانند بفہمند کہ چیزی دیگر در بالاتر از فواد ایشاں ہست۔ البتہ و ایں مطلب بسے واضح است تا آخر۔

—— ۞ ——

ایرادِ پنجاہ و ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد سی و ہفتم گذشت کہ گفت و بالاتر از فواد ہم مقامہا ہست کہ خلق نمی توانند بفہمند کہ بالاتر از فواد چیزی ہست چراکہ در آنجا معدوم اند پس چگونہ تو فہمیدی کہ بالاتر مقامہا ہست یا باید تو خلق نباشی یا آنکہ نفہمیدہ گفتہ یا اینکہ فراموش کردی کہ پیش ایں مطلب بایں واضحی را خودت انکار کردہ و اصرار بہ نقیض آں نمودہ ای و بعد ہم خواہد گفت کہ بالاتر ہست چندیں مقام کہ اشارہ بایں خواہیم کرد تا بدانی ہمہ مطالب آں بہمیں است۔

—— ⁘ ——

ترجمہ ایرادِ پنجاہ و ششم

قسمت۔ سوم کے صفحہ ۸۸ پر کہتا ہے۔ کہ مخلوق اپنے اعلیٰ مقام سے کہ اس کو مقام فواد (دل) کہتے ہیں بالاتر نہیں جاسکتی کیونکہ خدا نے ان کی ہستی کی ابتدار فواد (دل) سے ہی کی ہے، اور کوئی بھی مخلوق فواد (دل) کے مقام سے بالاتر نہیں ہے۔ پس وہ اس مقام پر کہ جہاں پر کہ اُن کی ہستی ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس مقام پر مقام نیستی (عدم) میں ہیں۔ وہ وہاں پر ہست یعنی موجود کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہانتک کہ کہتا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی مخلوق مقام فواد سے بالاتر نہیں ہے اور ہستی مقام نیستی تک رسائی نہیں رکھتی اور ہست (موجود) مقام نیست (عدم) میں نہیں پہنچ سکتی پس خلق خدا کے ادراک کرنے سے بے بہرہ ہے بلکہ ان کی یہ مجال نہیں ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کرسکیں۔ اور ان میں اتنی اہلیت و صلاحیت یا قوت و طاقت و اختیار نہیں ہے کہ وہ فواد سے اوپر کی کوئی بات سمجھ سکیں اور وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ فواد کے مقام سے بالاتر بھی کوئی چیز ہے البتہ یہ بات انتہائی صاف۔ واضح اور روشن ہے۔

—— ۞ ——

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد سی و ہفتم میں گزر چکا ہے کہ جہاں پر اس نے یہ کہا تھا کہ فواد سے بالاتر بھی مقامات ہیں کہ ابھی ان کے آشکار کرنے میں مصلحت نہیں ہے اب اس جگہ وہ یہ کہتا ہے کہ یہ بات انتہائی طور پر صاف واضح اور روشن ہے کہ کوئی بھی خلق بالاتر از فواد مقام کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتی اور مخلوق فواد سے بالاتر مقام کو سمجھ ہی نہیں سکتی۔ اور وہ یہ جان ہی نہیں سکتی کہ فواد سے بالاتر بھی کوئی چیز ہے۔ کیونکہ تمام مخلوق اس مقام پر بالکل معدوم ہے۔

پس جب یہ بات ہے تو اب تو ہمیں یہ بتا کہ تو نے کس طرح سے سمجھا کہ فواد سے

ایراد پنجاہ و ہفتم

در صفحہ نمبر ۹۶ قسمت سوم میگوید، ذہن انسان مانند آئینہ است و آں آئینہ را مقابل ہر چہ میکند عکس آں در آں می افتد و اگر اصلی در عالم نباشد آں ذہن چیزی در آں عکس پذیر نمی شود و نمی تواند انرا تصور کرد۔

(آقائے شہرستانی در حاشیہ نوشتہ ظاہر ایں مطلب را بجہۃ تصدیق دروغ ہائے خود درست کردہ است)

بالاتر بھی مقامات ہیں؟ اس کی صرف تین ہی صورتیں ہیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ تو خلق میں سے نہ ہو۔ تو مخلوق نہ ہو بلکہ تو اور ہی کچھ ہو۔ یا دوسری صورت یہ ہے کہ تو نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل بغیر سمجھے بوجھے کہا ہو۔

یا تیسری صورت یہ ہے کہ تو یہ بات بھول گیا ہو کہ تو نے اس مطلب کو جواب، اتنا صاف واضح اور روشن معلوم دے رہا ہے سابق میں انکار کیا ہوا ہے اور اس کے خلاف اور متناقض مطلب پر اصرار کیا ہوا ہے۔ اور

اس کے بعد بھی بیان ہوگا کہ تو نے پھر کہا ہے کہ فواد سے بالاتر کئی مقام ہیں کہ ہم اس کی طرف وہاں بھی اشارہ کریں گے۔...... تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اس جگہ کے تیرے تمام مطالب بھی اسی طرح سے صاف واضح اور روشن ہیں۔

ترجمہ ایراد پنجاہ و ہفتم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۹۶ پر لکھتا ہے کہ انسان کا ذہن ایک آئینہ کے مانند ہے اور اس آئینہ کو جس چیز کے سامنے بھی کرو گے۔ اس چیز کا عکس اس آئینہ میں پڑے گا، اور اگر دنیا میں کوئی چیز موجود ہی نہ ہو۔

تو پھر اس ذہن میں کوئی چیز بھی عکس پذیر نہیں ہوگی۔ اور وہ اس چیز کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ (آقائے شہرستانی نے لفظ اصلی کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ کتاب، پر لکھا ہے کہ اس شخص نے یہ فارمولا اور یہ اصول اپنے جھوٹ کی تصدیق کرنے کے لئے وضع کیا ہے۔)

ایراد پنجاہ و ہفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید پس بنا بر ایں ہیچ دروغ نتواں گفت بجہۃ آنکہ دروغگو البتہ مطلبی را کہ میگوید در ذہن در آوردہ است پس باید اصلے داشتہ باشد حال کہ چنیں شد پس ما تصور میکنیم کہ ایں مطالب مخترعہ کہ در ایں کتاب ارشاد است ہمہ باطل و دروغ است آیا ایں تصور اصلے دارد یا نہ اگر اصل دارد پس اقرار کردی ببطلان اینہا و اگر اصل ندارد پس مبشود تصور کرد چیزی بے اصل را و تحقیق سرکار باطل شد

⁂

ایراد پنجاہ و ہشتم

در صفحہ نمبر ۱۰۹ قسمت سوم می گوید:

آنچہ ہست ایشانند یعنی آئمہ علیہم السلام وصفتہا و نورہائے ایشاں تا می گوید - بینی کہ اگر آئینہ خانہ باشد و تو در آں آئینہ خانہ باشی چیزی در آئینہ خانہ غیر از تو ہست ؟ بلکہ نیست مگر تو و صفات تو و نورہائے تو بلکہ ہرگز نور چیزی با چیزی شمردہ نمی شود - تا میگوید - ہم چنیں جمیع آنچہ در عالم است نور ایشاں است - پس نیست چیزی جز ایشاں و ایشاں بے نور نباشند -

⁂

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

پس اس اصول کی رو سے کوئی بھی شخص جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دروغ گو یعنی جھوٹے آدمی نے جو کچھ مطلب بیان کیا ہے - وہ اس کو پہلے ذہن میں لایا ہے اور جو چیز ذہن میں آگئی اس کے لئے لازم ہے کہ وہ وجود رکھتی ہو - اور اس کی کوئی اصل ضرور ہو - اور اب جبکہ یہ بات یوں قرار پائی ہے پس ہم تصور کرتے ہیں کہ یہ تمام من گھڑت مطالب جو اس کتاب ارشاد العوام میں بیان ہوئے ہیں - سب کے سب باطل ہیں - اور بالکل جھوٹ ہیں، اب بتلا !

کہ ہمارا یہ تصور صحیح ہے اور اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں ، اگر تیرے قول کے مطابق ہمارے اس تصور کی کوئی اصل ہے اور اس کا وجود ہے تو تو نے خود اقرار کر لیا ہے - کہ تیرے تمام مطالب باطل ہیں اور اگر یہ کہے کہ ان کی کوئی اصل نہیں ہے پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ چیز بے اصل کا بھی تصور ہو سکتا ہے اور اس طرح سے تحقیق سرکار باطل ہو گئی -

⁂

ترجمہ ایراد پنجاہ و ہشتم

قسمت سوم کے صفحہ ۱۰۰ پہ کہتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہے بس وہ وہی وہ ہیں یعنی آئمہ علیہم السلام اور ان کے اوصاف اور ان کے نور کے سوا دنیا میں اور کچھ بھی نہیں ہے - یہاں تک کہ کہتا ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی آئینہ خانہ میں موجود ہو تو تمہارے سوا اور کیا ہے ؟ کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اس آئینہ خانہ کے اندر بس تم ہی تم ہو - تمہاری صفات ہیں اور تمہارا نور ہے بلکہ ہرگز کسی چیز کا نور کسی چیز کے ساتھ شمار نہیں ہو سکتا - یہاں تک کہ کہتا ہے کہ اسی طرح سے جو کچھ بھی عالم کے اندر ہے وہ ان کا ہی نور ہے - پس دنیا میں ان کے نور کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے اور وہ بے نور نہ ہوں گے -

⁂

ایراد پنجاه و ہشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید شبہ نیست کہ در جملہ عالم افعال قبیحہ منکرہ است چگونہ شیعہ راضی میشود کہ بگوید آنہا صفات آئمہ ہستند و اگر بگوید آنہا بجہت کجی آئینہ است میگوئیم آن آئینہ ہم از جملہ عالم است پس نور آئمہ است چرا کج است باری یقین دارم کہ اگر کسی بگوید صاحب این کتاب ارشاد اصل حیوانات عالم است و اینہا ہمہ صفات و نور او ہند بلکہ حیوانی نیست مگر او و سگ و خوک و موش و عقرب و مار ہمہ عکس او ہند و نور او ہند و بدی آنہا از قابلیت انہاست کہ آئینہ کج است البتہ ہمہ مریدہا بلند میشوند و رگہای گردن نشان بار میکنند کہ آقا را با سگ نسبت دادی فضلا اینکہ بگوئیم جمیع قاذورات عالم صفت او است و نور او است و چیزی در آنہا پیدا نیست غیر از او باری وحدۃ وجودی ہا غیر ازین مطلب کہ اینجا اثبات میکند چیزے دیگر نمی گویند کہ گفتہ اند من و تو آیتہ عارض ذات وجودیم ما تبکہای مرات وجودیم ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے ، اور اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ تمام عالم میں افعالِ قبیحہ منکرہ بھی ہیں لہذا شیعہ کس طرح سے اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ وہ قبیح اور منکر افعال ہمارے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے صفات اور اوصاف ہیں ، اور اگر وہ یہ کہے کہ یہ قبیح اور منکر افعال کجی آئینہ کی وجہ سے ہیں تو ہم کہیں گے کہ وہ آئینہ بھی تو منجملہ از چیزہائے عالم ہے پس وہ کج اور ٹیڑھا آئینہ بھی تو آئمہ علیہم السلام کا نور ہی ہے اور یہ آئمہ کا نور آئینہ کج کیوں ہوگیا ۔ یہ ٹیڑھا کیوں بن گیا ہے ۔

بہر حال مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی اس شخص یعنی صاحب ارشاد العوام یعنی محمد کریم خان کو یہ کہے کہ صاحب ارشاد العوام حیوانات عالم کی اصل ہے اور تمام عالم کے سارے حیوانات کی صفات اور نور ہیں ، بلکہ کوئی حیوان نہیں ہے ۔ مگر حقیقت میں اور اصل میں وہ محمد کریم خان کرمانی ہی ہے اور کتے ۔ سور ۔ چوہے ، بچھو اور سانپ سب کے سب صاحب ارشاد العوام کا عکس ہیں اور اسی کا نور ہیں اور یہ جو کتے ۔ سور ، بچھو اور سانپ سے بدی ظاہر ہوتی ہے یہ کجی ان کی قابلیت و صلاحیت کی بناء پر ہے کہ آئینہ کج نما ہے ۔

یہ باتیں سن کر ہمیں یقین ہے کہ اس کے تمام مرید اُٹھ کھڑے ہوں گے ۔ اور غصہ سے ان کی گردنوں کی رگیں پھول جائیں گی کہ آقا کو کتے کے ساتھ نسبت دیدی ہے حالانکہ یہ بات ہم اس کی صفت اور فضیلت کے بیان میں کرتے ہیں کہ عالم کی تمام برائیاں اور خرابیاں اسی کی صفات ہیں اور اسی کا نور ہیں اور ان میں اس کے سوا اور کوئی چیز ظاہر نہیں ہے ۔

بہر حال وہ لوگ کہ جو وحدت وجود کے فلسفہ کے قائل ہیں اور ہمہ اوست کے

ایراد پنجاه و نهم

درصفحه نمبر ۱۰۲ قسمت سوم می گوید، خدا ہیچ کس را در اصل خلقت بدنیافریده، بعمل خود مردم بدشده اند، پس ہرگاه عمل تو عمل بدای شد تو ہم بدی. و درصفحه بعد میگوید و ذاتِ سعید آں باشد که از طینت آلِ محمد خلق شده باشد و ذاتِ خبیث آں باشد که از طینت اعداء ایشاں خلق شده باشد. و ہر ذات که از طینت آلِ محمد خلق شده باشد بر صفت ایشاں باشد و ہر طینت که از طینت دشمناں خلق شده باشد شباہت بانہا دارد۔

ایراد پنجاه و نہم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً بنا بود که ہرکس بد میشود بعمل بد شود نه بذات پس چرا آنہا خبیث الذات شدند وثانیاً ہرکس عمل بدای کند بد باشد پس چرا خوباں عمل بد میکنند ولو بالعرض وثالثاً در ایراد سابق گذشت که ہمه عالم آثار وصفات آئمه اند حال میگوید ہرکس از طینت ایشاں خلق شده است بر صفت ایشاں است وحال آنکه مقتضائے ایں کلام اینست که اعداء ایشاں ہم

عقیده پر یقین رکھتے ہیں وہ بھی اس مطلب کے علاوہ کہ جو اس شخص نے یہاں پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کچھ نہیں کہتے ہیں. جیساکہ ان کا قول ہے کہ من وتو آئینه عارض ذاتِ وجودیم تنبکھائے مراتِ وجودیم۔

ترجمہ پنجاہ و نہم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۰۲ پر کہتا ہے کہ خدا نے کسی بھی شخص کو اہل خلقت کے اعتبار سے بد خلق نہیں کیا ہے بلکہ لوگ اپنے عمل کی وجہ سے بد ہوگئے ہیں پس جبکہ تیرا عمل بد دل والا عمل ہوگیا ہے تو اس صورت میں تو خود بھی بد ہوگیا ہے۔

اور اس سے اگلے صفحہ پر کہتا ہے کہ ذات سعید تو وہ ہوتی ہے کہ جو طینت آلِ محمد سے خلق ہوئی ہو اور ذاتِ خبیث وہ ہوتی ہے جو اُن کے دشمنوں کی طینت سے خلق ہوئی ہو اور ہر وہ ذات جو آلِ محمد کی طینت سے خلق ہوئی ہو وہ انکی صفت رکھنے والی ہوتی ہے اور ہر وہ طینت کہ جو انکے دشمنوں کی طینت سے خلق ہوئی ہو وہ اُن کے دشمنوں کے خصائل سے مشابہت رکھتی ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلے تو بنیاد یہ تھی کہ جو شخص بد ہوتا ہے وہ عمل کی وجہ سے بد ہوتا ہے۔ نہ کہ ذات کی وجہ سے وہ بد ہوتا ہے پس وہ خبیث الذات کیسے بن گیا؟

دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص بدوں کا سا عمل کرتا ہے۔ وہی بد ہوتا ہے پھر اچھے

صفات و انوار ایشاں باشند

ایرادشصتم

درصفحہ نمبر۱۷۱ قسمت سوم میگوید. ذات یگانہ خداوندعالم خدای خالق خلق است وہرکس غیراز او است جل شانہٗ بندہ او است خواہ حجتہای او خواہ رعیتہای ایشاں. بندہ اوبند. وتقریب ہمہ درنزد یہ بندگی است و بندہ گی عمل کردن بندہ است باآنچہ خدا راضی است

ایرادشصتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصرگوید درایراد شانزدہم گذشت کہ خالق صفتِ خدا است وخلق خدا است وحادث است حال میگوید ذاتِ خدا خالق خلق است.

لوگ عمل بدکیوں کرتے ہیں ولو بالعرض.

تیسرے یہ کہ ایراد سابق میں ابھی ابھی گذرا ہے کہ اس نے یہ کہا تھا۔ کہ تمام عالم آئمۂ طاہرین علیہم السلام کی ہی صفات اوران کا ہی نور ہے اب یہ شخص یہ کہتا ہے. کہ جو شخص اُن کی طینت سے خلق ہوا ہے وہ ان کی صفت پر ہے حالانکہ اس کے اس کلام کا اقتضا تو یہ ہے کہ ان کے دشمن بھی اہنیں کی صفات اور اہنیں کا نور ہوں۔

ترجمہ ایرادشصتم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر۱۷۱ پر کہتا ہے کہ خداوندعالم کی ذاتِ واحد و یکتا و یگانہ خالقِ خلق خدا کی ہے. اور اس جل شانہٗ کے سوا جو بھی کوئی ہے وہ اس کا بندہ ہے. خواہ وہ خداوند تعالیٰ کی حجتیں ہوں یا ان کی رعیتیں ہوں. یہ سب کی سب اس کے بندہ ہیں اور اس کی حضور میں اُن سب کا تقرب صرف بندہ گی کی بنا پر ہے اور بندہ گی نام ہے بندہ کے اس عمل کا کہ جس عمل سے خدا راضی ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد شانزدہم میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس شخص نے یہ کہا تھا کہ خالق ہونا خدا کی صفت ہے. پس وہ خلقِ خدا ہے اور حادث ہے اب اس مقام پر یہ شخص یہ کہتا ہے کہ ذاتِ خداء خالق خلق ہے۔

اس کی تضاد بیانی پر غور کرو.

ایرادِ شصت و یکم

درصفحہ نمبر ۱۱۷ قسمت سوم میگوید امر آخرت مثل ہمیں دنیا است . ہر قدر آنرا تحصیل کردی . داری . و ہر قدر را کہ تحصیل نہ کردی نداری ۔۔ تا میگوید . پس باید بجمیع اعمال بکند، تا جمیع ثوابہا را داشتہ باشد . و درصفحہ نمبر ۱۱۴ ہمیں قسمت میگوید ، قطب اعمال حب ایشاں است وقطب علمہا معرفت ایشاں است واگر این دو را تحصیل کنی بحقیقت علم وعمل رسیدہ و ہیچ باقیہ باقی نداری بلکہ عرض میکنم کہ محب حاج است اگرچہ ابداً حج نکردہ باشد و مزکی است اگرچہ زکوٰۃ ندادہ باشد وخمس دادہ است وروزہ گرفتہ است ومجاہد است ونماز کردہ است اگرچہ خمس ندادہ وروزہ نگرفتہ و ابداً نماز نکردہ باشد تا آخرہ [۱]

———— ❁ ————

[۱] این عبارت فی الجملہ تغیر لفظی باصل دارد ولکن در معنی موافق وغرض نقل معنی است چوں مقصود اختصار بود چنیں نقل شد ۔

ترجمہ ایرادِ شصت و یکم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۱۷ پر کہتا ہے کہ امر آخرت اس دنیا کے مانند ہی ہے کہ اس دنیا میں جس قدر کماؤ گے . اتنے ہی کے حقدار ہوگے اور مالک بنو گے اور جو کام نہ کرو گے . اس کا فائدہ نہ اٹھاؤ گے یہانتک کہ کہتا ہے کہ پس ضروری ہے کہ تم تمام اعمال واجبہ پر عمل کرو، تاکہ تم تمام اعمال کے ثواب سے بہرہ اندوز ہوسکو اور اس سے پہلے صفحہ ۱۱۴ پر اس شخص نے یوں لکھا ہے کہ سب اعمال کا قطب ان کی محبت ہے اور تمام علوم کا قطب ان کی معرفت ہے اور اگر تو ان دونوں کو حاصل کرے تو تو علم وعمل کی حقیقت کو پہنچ گیا ہے . اور اب کوئی چیز تیرے ذمہ باقی نہیں رہ گئی ہے

بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کا محب حاجی ہے چاہے اُس نے قطعاً ایک بھی حج نہ کیا ہوا ہو، اور وہ زکوٰۃ کا دینے والا ہے . اگرچہ اُس نے بذرہ برابر بھی کوئی زکوٰۃ نہ دی ہو، اور اسی طرح اس کی یہ محبت ہی بس ایسی ہے جیسے کہ اس نے خمس دے دیا ہے ، روزے رکھ لئے ہیں جہاد کیا ہے اور نمازیں پڑھ لی ہیں ، اگرچہ قطعاً کبھی خمس ادا نہ کیا ہو ، بالکل روزہ نہ رکھا ہو اور ہرگز برائے نام بھی کبھی نماز کے قریب نہ گیا ہو تا آخرہ [۱]

————

[۱] یہ عبارت اصل عبارت میں تغیر لفظی کے ساتھ لکھی گئی ہے . لکن معنی ایک ہیں اور چوں کہ مقصود اختصار تھا لہٰذا معنی لکھے گئے ہیں .

———— ❁ ————

ایراد شصت ویکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید شبہ نیست کہ اصل ہمہ محبتہای خدا در نزد آئمہ است وتحقیق شما چنیں شد کہ محبت حقیقت ہمہ اعمال است حال چرا میگوئی باید بہر عملی عمل کنی تا جمیع ثوابہا را داشتہ باشی وبعد میگوید در صفحہ نمبر ۱۱۸ در بہشت مقامیست کہ بآں نمیرسد مگر صابراں بر مصائب وکشتہ شدن واسیر شدن حال آئمہ ؑ چکنند آیا طلب اینہا را نکنند وایں درجات را تحصیل نکنند یا بکنند اگر نکنند اعظم درجات سلطنت را روز قیامت ندارند پس سلطان نخواہند بود تا آخر پس اینجا میگوید کہ خود آئمہ کہ اصل محبت خدا اند بدوں صبر بر مصیبت اجر اخروی ندارند وسلطان نخواہند بود وپیش گفت کہ محبت آئمہ حقیقت ہمہ عملہا است ومحب ثواب ہمہ را دارد اگرچہ عمل نکردہ باشد۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

ایراد شصت ودوم

درصفحہ ۱۳۵ قسمت سوم میگوید۔ پس چوں خواست خدا کہ عالم را بطور اختیار خلق کند اول دریائے آفرید کہ ہر قطرہ ازاں دریا قابل ہر صورتی بود وصالح برائے آنکہ ہر موجودی ازاں ساختہ شود۔ تا می گوید پس ازایشاں سوال کرد کہ آیا من خدای شما نیستم پس آں قطرہا جواب دادند

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس میں شک نہیں ہے کہ خدا کی تمام محبتوں کی اصل آئمہ علیہم السلام کے پاس ہے اور تمہاری تحقیق کی رو سے یہ بات یوں ہوئی ہے کہ محبت ہی تمام اعمال کی حقیقت ہے جب یہ بات تھی تو اب یوں کیوں کہتا ہے کہ ہر عمل واجب پر عمل کرنا چاہیئے۔ تاکہ تو ہر عمل کے ثواب کو حاصل کر سکے۔ اور اس کے بعد صفحہ ۱۱۸ پر کہتا ہے کہ بہشت میں ایک مقام ایسا ہے کہ اس مقام کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس مقام پہ کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے اس کے کہ جو مصیبتوں پر اور قتل کیئے جانے پر اور اسیری پہ صبر کرے اب آئمہ علیہم السلام کیا کریں، آیا ان امور کو طلب نہ کریں۔ اور ان درجات کو حاصل نہ کریں تو روز قیامت سلطنت کے اعلیٰ اور اعظم درجات سے محروم رہیں گے۔ پس وہ سلطان نہ بن سکیں گے۔ تا آخر۔

پس اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ خود آئمہ علیہم السلام کو جو اصل محبت خدا ہیں وہ بھی بغیر مصائب پہ صبر کرنے کے اجر اخروی کے مستحق نہیں ہو سکتے اور سلطان نہ بن سکیں گے اور پہلے اُس نے یہ کہا تھا کہ محبت آئمہ علیہم السلام ہی تمام عملوں کی حقیقت ہے اور ان کا محب ان تمام عملوں کے بجالانے کے بغیر ہی ان تمام عملوں کے ثواب کا حقدار ہے

ع   بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ترجمہ ایراد شصت ودوم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۳۵ پر کہتا ہے کہ پس جس وقت خداوند تعالیٰ نے یہ چاہا کہ عالم کو اپنے اختیار کے طور پر خلق کرے تو سب سے پہلے اُس نے ایک دریا کو خلق فرمایا کہ اُس دریا کا ہر ہر قطرہ اس قابل تھا کہ اُس سے علیحدہ علیحدہ صورت وجود میں آئے اور اس میں یہ صلاحیت

امّا بعضی پیشتر و بعضی پس تر و اوّل کسی از آنہا کہ جواب داد اشرفِ کائنات و اول موجودات شد و آنکہ بعد از آں بلا فاصلہ جواب داد از او پست تر بود بیک درجہ تا آخر۔

* * *

ایراد شصت و دوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد ہفدہم و ہیجدہم گذشت کہ گفت باید خلق منتہی شود بیک سبب۔ و آں یک چیز است و خلقی است در غائت لطافت و او جنبانندہ کل خلق است و نمیشود خلق اول بیشتر از یک شی باشد حال می گوید دریای خلق کرد مشتمل بر قطرات بسیار پس باید آں قطرات ہمہ باہم خلق شدہ باشد پس آں قطرات کہ اول جواب داد چگونہ اول موجودات شد و اگر آں قطرہ اول موجودات است پس خدا اول آں قطرہ را آفرید نہ دریا را پس جمع بین ایں کلمات تناقض است

* * *

تھی کہ اس دریا کے ہر ہر قطرہ سے ہر ایک وجود موجود کو خلق کیا جا سکے۔

یہانتک کہ کہتا ہے پس اس دریا کو خلق کرنے کے بعد خداوند تعالیٰ نے اس دریا کے اُن تمام قطروں سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں؟

پس اُن تمام قطرہ ہائے دریا نے جواب دیا لیکن بعض قطرے ایسے تھے کہ جنہوں نے پہلے جواب دیا اور بعض ایسے تھے کہ جنہوں نے بعد میں جواب دیا لہٰذا جس قطرے نے سب سے پہلے جواب دیا۔ وہ اشرف کائنات اور اول موجودات بن گئی اور جس قطرے نے اس کے بعد بلا فاصلہ جواب دیا وہ اس کے بعد دوسرے مرتبہ پر ایک درجہ کم تر ہو گیا تا آخر۔

* * *

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد ہفدہم اور ایراد ہیجدہم میں گزر چکا ہے۔ کہ اس نے کہا تھا کہ ضروری ہے کہ تمام مخلوق ایک آخری سبب کے پاس جا کر ختم ہو جائے۔ اور وہ ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ مخلوق ہے اور وہ انتہائی لطیف ہے اور وہی کل خلق کی جنبانندہ ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ خلق اول ایک چیز سے زیادہ ہو۔

اب یہ شخص یہ کہتا ہے۔ کہ خدا نے سب سے پہلے ایک دریا خلق کیا ہے جو بہت سے قطرات پر مشتمل تھا۔ پس اس سے تو یہ لازم آیا کہ وہ تمام قطرات اکٹھے ایک ساتھ خلق ہوئے ہوں پس وہ قطرہ جس نے ان سب قطروں میں سے سب سے پہلے جواب دیا وہ کس طریقہ سے اوّل موجودات ہو گیا۔ اور اگر وہ قطرہ اور صرف وہ قطرہ ہی اول موجودات ہے تو اس سے یہ لازم آیا کہ خدا نے سب سے پہلے اُس قطرہ کو ہی خلق کیا ہو۔ نہ کہ دریا کو سب سے پہلے خلق کیا۔ جو کہ مجموعہ ہے بہت سے قطرات کا پس ان تمام باتوں کو ملا کر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں کس قدر تضاد و تناقض ہے۔

ایراد شصت و سوم

در صفحہ نمبر ۱۲۷ قسمت سوم بعد از تمام شدن خلقت عالم لاہوت میگوید در

آں آب کہ از ابر فیض ایشاں یعنی پیغمبراں نازل شد آب وجود بود و آں زمین کہ از ثقل آں آب خلق شد آں زمین اجابت و مہبة طیبہ بود و آں دو کہ باہم ترکیب شد اب عقل از آنہا بعمل آمد کہ دریائے صاد است کہ در زیر عرش مشیت خدا است و دریائے حیوٰة است بعد از آں آب قطرہ ہا چکید بدرخت حزن کہ مقام روح است و از آں درخت چکید در زمین عالم محشر کہ عالم ذر باشد کہ زمین نفوس است و با خاک آں عالم محشور شدند تا آخرہ۔

ایراد شصت و سوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولا در ایراد پنجاہ و دوئم گفت عقل اول نوری است کہ خداوند انرا خلق کرد و آں است قلم و روح القدس حال درجہ عقل بعد از خلقت پیغمبراں شد و ثانیا در ایراد سی و پنجم گفت خداوند در خلق انسان اوّل عقل و روح او را خلق کرد در عالم ذر بعد از آں عالم بعالم انرا تنزل داد پس عالم ذر یکجا عالم عقل و روح میشود و یکجا عالم نفوس شد اینہم تناقض ظاہر آشکار۔

ترجمہ ایراد شصت و سوم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۲۷ پر عالم لاہوت کی خلقت کے بیان کے ختم ہونے کے بعد کہتا ہے کہ وہ پانی کہ جو اُن پیغمبروں کے فیض کے بادل سے برسا، وہی آب وجود تھا۔ اور وہ زمین جو اُس پانی کے ثقل سے خلق ہوئی وہی زمین اجابت و ہبتہ طیبہ تھی اور جب وہ دونوں آپس میں مرکب ہوئے تو اس سے آب عقل عمل میں آیا کہ جو ایک دریائے صاد ہے کہ جو مشیت خدا کے عرش کے نیچے ہے اور دریائے حیوٰة ہے اس کے بعد اُس پانی سے درخت حزن پر قطرے ٹپکے کہ وہ درخت حزن مقام روح ہے اور اُس درخت سے عالم محشر کی زمین میں قطرے ٹپکے کہ اُسی کو عالم ذر بھی کہتے ہیں اور وہ زمین نفوس ہے اور اس کی خاک سے تمام عالم محشور ہوا۔ تا آخرہ۔

ایراد شصت و سوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اولاً اس شخص نے ایراد پنجاہ و دوم میں کہا تھا کہ عقل سب سے پہلا نور ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جس کو سب سے پہلے خلق کیا تھا۔ اور اسی کا دوسرا نام قلم بھی ہے اور اسی کو روح القدس کہتے ہیں۔

اب اس کے اس بیان کے مطابق عقل کا درجہ تمام پیغمبروں کی خلقت کے بعد بن گیا ہے۔

اور دوسرے ایراد سی و پنجم میں اس نے کہا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کی خلقت میں سب سے پہلے جس چیز کو عالم ذر میں خلق کیا وہ اس کی عقل اور روح تھی اس کے بعد

ایراد شصت و چہارم

درصفحہ نمبر ۱۳۰ قسمت سوم میگوید مؤثر این عالم آئمہ طاہرین ہستند و جمیع خلق نسبت با ایشاں مانند نور آفتاب است نسبت بہ آفتاب یا مانند سایہ جسمی و جسمی یا مانند سخن گو و سخن و معلوم است کہ نور تابع صاحب نور است در جمیع صفات پس چوں حضرت سید الشہدا قبول خضوع فرمودند و جمیع آں بلا ہا را بظاہر خود خریدند جمیع انوار ایشاں از آنچہ بود متغیر شدو در ہمہ فتور بہم رسید۔ تا می گوید و ہیچ موجودی نہ ماند مگر آنکہ تغیر در او ظاہر شد بجہۃ آنکہ ہمہ از شعاع ایشاں اند تا آخر۔

ایراد شصت و چہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید پس باید اعدای دین و کفار ہم متغیرہ شدہ باشند و صفاتشاں تابع صفات ایشاں باشند و محرک دست شمر بذبح حضرت، خود آنحضرت باشد چرا کہ سایہ محال است حرکتے کند مگر بحرکت جسم و باید ہر عمل قبیحی و زشتی یا حسنی و نعلی از ہر موجودی صادر شود محرک بسوی آں عمل العیاذاً باللہ آئمہ باشند پس ماہم کہ ذرہ ہستیم از موجودات و تابع آں انوار مقدسہ ہستیم

ایک عالم سے دوسرے عالم میں تنزل ہوتا چلا گیا۔ پس اس شخص کے کہنے کے مطابق عالم ذر ایک مقام پر عالم عقل و روح ہو گیا اور دوسرے مقام پر وہی عالم ذر عالم نفوس ہو گیا اور یہ ظاہر اور واضح و آشکار تناقض و تضاد ہے۔

ترجمہ ایراد شصت و چہارم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۳۰ پر کہتا ہے کہ اس عالم کے مؤثر آئمہ طاہرین ہیں یعنی اس عالم میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کے کرنے والے آئمہ طاہرین ہیں اور تمام عالم ان کے اثر کا نتیجہ ہے ور تمام مخلوق ان کی نسبت بالکل اسی طرح ہے جس طرح نورِ آفتاب، آفتاب کے ساتھ نسبت رکھتا ہے یا سخن گو کو سخن کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ اسی طرح تمام مخلوق کو آئمہ طاہرین کے ساتھ نسبت ہے اور یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے۔ کہ نور صاحبِ نور کے تابع ہوتا ہے تمام صفات میں پس یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سید الشہدا نے خضوع کو قبول کیا اور ان تمام مصائب و بلا کو اپنے ظاہری بدن کے لئے اختیار کر لیا تو ان کے تمام انوار جو مفہوم ہے کلِ مخلوق سے تماماً متغیر ہو گیا اور سب میں ہی فتور واقع ہو گیا۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ موجودات عالم میں کوئی بھی ایسا باقی نہ بچا۔ کہ جس میں تغیر واقع نہ ہوا ہو۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ تمام عالم اور کل مخلوق ان کے ہی شعاع سے خلق شدہ ہے۔ تا آخر۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی اس بات سے یہ ضروری و لازمی ہوا کہ اعدائے دین اور سب کفار و مشرکین بھی متغیر ہو گئے ہیں اور ان سب اعدائے دین اور کفار اور مشرکین کی صفات بھی اسی طرح

بتحریک ایشاں لعن میکنیم بر ہرکس ایں گونہ کلمات میگوید وایں نسبتہائے زشت خوشنما را بائمہ طاہرین میدہد وکلمات جبریہا را لبعبارات دیگر بحلق عوام میریزد نعوذ باللہ من مضلات الفتن ۔

ایراد شصت وپنجم

درصفحہ نمبر ۱۳۲ قسمت سوم میگوید۔ پس اول عبداللہ کل ملک است واں بزرگوار یعنی سیّد الشہدار ابوعبداللہ شد یعنی پدر بندۂ خدا۔ چوں تمام ملک از شعاع آں بزرگوار است مانند نور آفتاب وآفتاب۔ وپدر آنکسے است کہ مادہ طفل از اواست ومادہ ہر نور، از صاحب نور است پس پدر ملک خدا اواست وجمیعاً در بندگی جز او نیند بلکہ ظہور رسول خدا ہم باید یکے از رع وجود اواست

آئمہ طاہرین کی صفات کے تابع ہوں جس طرح نور صاحب نور کے تابع ہوتا ہے اور نور آفتاب آفتاب کے ساتھ نسبت رکھتا ہے، اور اس سے یہ بات بھی لازمی وضروری ہوئی کہ حضرت سید الشہدا کو ذبح کرنے کے لئے شمرؔ کے ہاتھ کو حرکت میں لانے والے بھی خود حضرت امام حسین علیہ السلام ہوں۔ کیونکہ یہ امر محال ہے کہ سایہ کسی قسم کی حرکت کر سکے۔ جب تک کہ جسم حرکت نہ کرے۔ اور اس سے یہ بات بھی لازم وضروری ٹھہری کہ ہر ایک بُرا یا قبیح کام یا نیک اور خوب کام مخلوق میں سے جس کسی سے بھی صادر ہوگا۔ اس عمل کے محرک العیاذاً باللہ آئمہ طاہرین ہی ہوں گے۔ پس ہم جو کہ موجودات عالم میں سے ایک موجود ہیں اور مخلوق مانند ذرے کے ہیں ہم بھی ان ہی حضرات آئمہ طاہرین علیہم السلام کے انوار کے تابع ہیں اور انہیں کے نور کی شعاع ہیں، اور انہیں کے نور ہیں اُن حضرات آئمہ علیہم السلام کی تحریک سے لعنت بھیجتے ہیں ہر اُس شخص پر جو اس قسم کی باتیں کرے۔ جیسی کہ اس شخص یعنی محمد کریم خان کرمانی نے اپنی کتاب ارشاد العوام میں کہی ہیں۔ اور اس قسم کی خوش نما لگنے والی انتہائی زشت اور قبیح نسبتیں آئمہ طاہرین علیہم السلام کی شان میں بیان کی ہیں اور مذہب جبریہ کے اعتقاد جبری کو لبعنوان دیگر اور لبعبارات دیگر آراستہ کر کے عوام کے حلق میں انڈیلے چلے جا رہا ہے۔ نعوذ باللہ من مضلات الفتن ۔

ترجمہ ایراد شصت وپنجم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۳۲ پر کہتا ہے پس کل ملک سب سے اول عبداللہ (خدا کا بندہ) ہے اور وہ بزرگوار (یعنی) سیّد الشہداء ابوعبداللہ کہلاتے ہیں یعنی خدا کے بندہ کے باپ، چونکہ تمام ملک خدا ان ہی بزرگوار کی شعاع سے خلق ہوا ہے جس طرح نورِ آفتاب آفتاب سے نکلتا ہے اور پدر (باپ) اس کو کہتے ہیں کہ جس سے مادہ طفل (یعنی وہ مادہ جس

ایراد شصت و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید در ایراد ششم گذشت کہ می گوید امیر المومنین ام المومنین حقیقی است و آئمہ ہمہ اُم المومنین اند حال حضرت سید الشہداء پدر کل ملک خدا شد حتی پدر پیغمبر ہم شد اگر ملک از نور آنحضرت اند نور او و نور حضرت امیر از یک نور است پس اگر مادہ اند ہر دو پدر میشوند پس چرا حضرت امیر را مادر کردی و حضرت سید الشہداء را پدر و اگر مادہ از پدر است پس چرا آنہا را امیر المومنین گفتی و ثانیاً در آنجا گفتی کہ کل ملک خدا نساء اند و فاطمہ سیدہ نساء یعنی سیدہ کل ملک حال ہمہ ملک عبداللہ شد و عبد مذکر است پس بقاعدہ پیش باید امۃ اللہ گفت نہ عبداللہ و ثالثاً چون ہمہ ملک از شعاع نفس آئمہ خلق شدہ اند بقاعدہ پیش باید زنہائے آئمہ باشند در بہشت حال میگوئی آنحضرت پدر ہمہ است پس ہمہ ملک دختر ہائے آنحضرت اند چگونہ میشود زنہای آنحضرت میشوند باری من عاجزم زگفتن و خلق از شنیدنش قلم را یارای نوشتن این کلمات بی ادبانہ نیست لیکن چارہ ندارم باید بجہت تنبیہ انام ذکر قبایح این کلمات را بکنم ربنا لا تواخذنی بحق السادہ الطاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین۔

سے بچہ پیدا ہوتا ہے) ہو اور ہر نور کا مادہ اس کے صاحب نور سے ہی ہوتا ہے بلیں اس سے یہ ثابت ہوا کہ ملک خدا کے باپ آنحضرت (یعنی امام حسین سید الشہداء علیہ السلام) ہی ہیں اور ان کے سوا جو کچھ بھی ہے ان کی ہی بندگی میں مصروف ہے بلکہ ظہور رسول خدا کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ بھی سید الشہداء کے وجود کی فرع ہی ہو۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد ششم میں گذر چکا ہے کہ وہاں پر یہ شخص کہتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام حقیقی طور پر ام المومنین ہیں اور اسی طرح تمام آئمہ علیہم السلام بھی ام المومنین یعنی مومنین کی مائیں اور ازواج پیغمبر ہیں۔ اب دیکھو اس مقام پر حضرت سید الشہداء، کل ملک خدا کے باپ بن گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر کے بھی باپ بن گئے۔ اگر ملکِ خدا آنحضرت کے نور سے ہو تو اس طرح تو آنحضرت یعنی سید الشہداء کا نور اور حضرت امیر کا نور ایک ہی نور ہو گیا۔ پس اگر یہ نور ہی مادہ ہے تو پھر تو یہ دونوں ہی ملک خدا کے باپ ٹھہرے۔ پھر تو نے حضرت امیر المومنین کو پہلے ماں کیوں بنایا تھا۔ اور حضرت سید الشہداء کو باپ بنا دیا۔ اور اگر مادہ باپ کی جانب سے ہوتا ہے۔ تو ان سب کو باپ کہلانا چاہیئے تھا۔ تو نے ان سب کو ام المومنین یعنی مومنوں کی ماں کیوں بنا دیا۔ اور دوسری بات جو تو نے پہلے کہی ہے وہ یہ ہے کہ کل ملک خدا نساء ہے اور فاطمہ زہرا سیدہ نساء ہیں یعنی سیدہ کُل ملکِ خدا۔ اب یہاں پر کل ملک خدا نساء یعنی عورت سے عبداللہ یعنی بندۂ خدا بن گیا۔ اور عبد مذکر ہے۔ پس پہلے قاعدے کے مطابق تو کل ملک خدا کو امۃ اللہ کہنا چاہیئے تھا یعنی خدا کی کنیز نہ کہ عبداللہ یعنی بندہ خدا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ تیرے قول کے مطابق جیسا کہ تو پہلے کہہ چکا ہے چونکہ تمام ملک خدا آئمہ طاہرین علیہم السلام کے نفس کی شعاع سے خلق ہوا ہے

ایراد شصت و ششم

درصفحہ نمبر ۴۳۴ قسمت سوم میگوید، خداوند کربلا را قطعہ از بہشت آفریدہ کہ کربلا باآنچہ دراوست بعینہٖ قطعہ بہشت است وہرکس درآں مدفون شدہ مخلد در بہشت است دیگر بیرون نمی رود وملائکہ نقالہ ایشاں را بیروں نمی برند تا آخر۔

پس پہلے قاعدہ کے مطابق تو تمام ملک خدا کو بہشت میں آئمہ طاہرین کی بیویاں ہونا چاہیئے اب تو یہ کہتا ہے کہ آنحضرت (سیّدالشہدا) سب کے باپ ہیں جب آنحضرت تیرے اس قول کے مطابق تمام ملک خدا کے باپ ہیں تو ضروری ہوا کہ تمام ملک خدا آنحضرت کی بیٹیاں ہوں اور جب کل ملک خدا آنحضرت کی بیٹیاں ہوئیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ بیٹیاں آنحضرت کی بیویاں بن جائیں۔

غرض میں اُن خرافات کے بیان کرنے سے عاجز ہوں جو اس شخص نے بیان کی ہیں اور خلق خدا ان کے سُننے سے عاجز ہے۔

قلم میں ان بے ادبانہ باتوں کو لکھنے کی طاقت نہیں ہے لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ اور یہ امر ضروری تھا کہ لوگوں کو متنبہ کرنے کے لئے اس کی ان باتوں کا ذکر کروں۔

ربّ لاتواخذنی بحق السادۃ الطاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین۔

ترجمہ ایراد شصت و ششم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۴۳۴ پر کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے کربلائے معلّٰی کو بہشت کے قطعوں میں سے ایک قطعہ بنایا ہے کہ کربلا اپنے تمام مشمولات کے ساتھ کہ جو کچھ کہ اس کے اندر ہے بعینہٖ قطعہ بہشت ہے اور ہر وہ آدمی کہ جو اُس قطعہ زمین میں دفن ہوا ہوا ہے وہ بہشت کے اندر ہی سکونت پذیر ہے اور وہ کبھی بھی اس بہشت سے باہر نہیں نکلے گا۔ اور ملائکہ نقالہ بھی ان کو اس قطعہ بہشت سے باہر نہیں لے جائیں گے تا آخر۔

ایراد شصت و ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد چہل و ششم گفت کہ بہشت ہر کس بدن او است و مومن در بہشت است ہمیشہ و کافر در جہنم است ہمیشہ حال کہ چنیں است پس مدفون شدن در کربلا چہ فائدہ دارد و چرا باید زمین کربلا بہشت باشد مگر آنکہ مرادت از زمین کربلا بدن ہای خود مومناں باشد یعنی ہر روحیکہ در بدن مومن است ہمیشہ در بہشت است زیرا کہ بدن مومن بعینہ قطعہ ایست بہشت و ایں معما میشود کہ زمین کربلا بگوئی و از کرامات سید الشہداء علیہ السلام بشماری و مرادت بدنہای مومنین باشد آنگہی پیش میگوئی زمین کربلا شفا است بجہت ایں کہ خون و گوشت سید الشہدا مخلوط است و ایں معلوم است کہ خون سید الشہدا با ابدان مومنین مخلوط نیست پس اینہا چہ حرف است۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے ایراد چہل و ششم میں کہا تھا کہ ہر آدمی کی بہشت خود اس کا اپنا بدن ہی ہے اور مومن ہر آن بہشت میں ہی ہے اور کافر ہمیشہ جہنم میں ہی ہے۔

اب جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مومن کا بدن ہی بہشت ہے اور کافر کا اپنا بدن ہی اس کا جہنم ہے پس کربلا میں دفن ہونے کا کیا فائدہ ہے اور زمین کربلا کس طرح سے بہشت ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ تیری مراد زمین کربلا سے بھی خود مومنین کا بدن ہی ہو۔ یعنی ہر روح جو کہ مومن کے بدن میں ہے وہ ہمیشہ بہشت میں رہتی ہے کیونکہ بدن مومن بعینہ بہشت کے قطعوں میں سے ایک قطعہ ہے اور یہ بات بالکل معما ہو جائے گی کہ تو اس کو زمین کربلا کہے اور اس کو حضرت سید الشہدا علیہ السلام کے کرامات میں سے شمار کرے اور مراد تیری اُس بہشت سے مومنین کے بدن ہوں در آنحالیکہ اس سے پہلے تو یہ کہتا ہے کہ زمین کربلا شفا ہے کیونکہ حضرت سید الشہداء کا خون اور گوشت اس زمین میں ملا ہوا ہے۔

اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ سید الشہداء کا خون مومنین کے بدنوں کے ساتھ مخلوط نہیں ہے پس تیری یہ تمام باتیں کس قسم کی باتیں ہیں اور دیکھ کہ تو یہ کیسی باتیں کر رہا ہے۔

ایراد شصت و ہفتم

در صفحہ نمبر ۱۴۴ قسمت سوم میگوید۔ در معنی من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ پس می فرماید کہ ہر کس آں نفس عظیم را بکشد و حال آنکہ گناہی نکردہ و خون کسی در گردن او نیست چناں است کہ جمیع مردم روئے زمین را کشتہ چراکہ او کلیست و ہمہ عالم از شعاع او است و قتل آفتاب قتل ہمہ نورہائے عالم است

ایراد شصت و ہفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید بمقتضائے مثل آفتاب و نور باید بقتل حضرت سید الشہداء ہمہ عالم کشتہ شدہ باشند و کسی زندہ نماند و اگر بگوئی این صورت ظاہری کشتہ شد والا نور حقیقی بجای خود بود میگوئیم پس کسی آں نور را نکشت تا ہمہ نورہا کشتہ شوند و این صورت ظاہری نسبت بباقی موجودات مثل آفتاب و نورہا نیستند کہ چوں کشتہ شود ہمہ کشتہ شوند والا لازم اول لازم آید پس آں مثال ربطی بمعنی آیہ ندارد و ذکر کلی بودن در این مقام فاسد است و لہذا در آیۃ فرمود چناں است کہ جمیع مردم را کشتہ باشد و نفرمود البتہ ہمہ عالم را حقیقۃً کشتہ است و معنی آیۃ بحسب ظاہر آں است کہ این قدر گناہ برآں مترتب میشود کہ کسے ہمہ مردم را بکشد باری ہمہ چیز را بعرفان ہای نامربوط نمیتوان درست کرد چہار کلمہ رطب و یابس دارد و میخواہد ہمہ

ترجمہ ایراد شصت و ہفتم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۴۴ پر کہتا ہے (آیہ) من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً کے معنی بیان کرتے ہوئے کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص اُس نفس عظیم کو قتل کرے گا۔ در آنحالیکہ نہ اُس نے کوئی گناہ کیا ہے۔ اور نہ ہی کسی کا خون ناحق بہایا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس نے کل روئے زمین کے تمام آدمیوں کو قتل کر دیا کیونکہ وہ کل ہیں اور تمام عالم ان کی شعاع سے خلق ہوئی ہے لہٰذا آفتاب کے قتل سے تمام عالم کا نور ختم ہو جائے گا۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

آفتاب اور نورِ آفتاب کی مثال کا اقتضا یہ ہے کہ حضرت سید الشہداء کے قتل ہو جانے سے تمام عالم قتل ہو گیا ہو۔ اور ایک بھی فردِ بشر باقی نہ رہا ہو۔ اور اگر تو یہ کہے کہ یہ صرف صورت ظاہری قتل ہوئی اور نورِ حقیقی اپنے مقام پر صحیح و سالم قائم و موجود رہا۔ تو پھر میں یہ کہونگا کہ پھر کسی نے اُس نور کو قتل نہیں کیا ہے کہ جس کی وجہ سے تمام نورہائے عالم یعنی تمام مخلوقات قتل ہوئی اور اس صورتِ ظاہری کی باقی موجودات کے ساتھ نسبت، آفتاب اور اس کے نور کی نسبت کے مانند نہیں ہے کہ جب یہ صورت ظاہری قتل کی جاوے تو اس حالت میں بھی تمام افراد بشر قتل ہو جاویں۔ والا لازم اول لازم آوے گا۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ مثال آیتِ مبارکہ کے معنی کے ساتھ کوئی ربط نہیں رکھتی اور ان کا کلی ہونے کا بیان اس مقام پر فاسد و باطل ہے۔

لہٰذا آیۃ مبارکہ میں خداوند تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا صحیح معنی و مفہوم یہ ہے کہ

اخبار و آیات را بر انہا درست بیاورند این نمی شود باید نوکری کرد آقائی بے محل بکار نمی آید۔

مالک ار بگوید بفرماحیا است این

کس نگوید بی ادب آقا است این

(اقتباس است از مثنوی مرحوم برزا جعفر آبادی منہ)

ایراد شصت و ہشتم

درصفحہ نمبر ۱۴۶ قسمت سوم میگوید آئمہ مبتلا شدند بہمہ مصائب برائے این اجبا د ارواح خبیثہ کثیفہ مملو از معصیتِ ما تامیگوید واللہ حیف آن طیباں است کہ این خبیثاں خود را نسبت بایشاں میدہند۔

ایراد شصت و ہشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید درصفحہ نمبر ۱۰۴ ہمیں قسمت گفت مومنین ہمہ طیب الذات اند و نباید بایشاں خبیث بگویند بلکہ باید گفت خبیث العمل اند حال میگوید ارواح خبیثہ و ثانیا در ایراد پنجاہ و ہشتم

ایک نفس کا قتل کرنا ایسا ہے جیسا کہ تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہو۔ اور آیۃ میں یہ نہیں کہا گیا کہ تمام عالم کو یقینی طور پر اور حقیقتاً ہی قتل کر دیا ہے بلکہ اس آیت کے ظاہر کے مطابق یہ معنی ہونگے کہ اس ایک نفس کے قتل کرنے سے اسکے اوپر اتنے گناہ مترتب ہونگے جیسا کہ تمام لوگوں کو قتل کرنے سے ہو سکتے ہیں بہرحال تمام لوگوں کے قتل کرنے سے ہو سکتے ہیں۔ بہرحال تمام چیزوں کو عرفان نامربوط کے ذریعہ سے درست نہیں کیا جا سکتا، چار کلموں میں تمام خشک و تر کا بیان ہے چاہتے ہیں کہ تمام احادیث و روایات کو انہیں کے اوپر درست کرلیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ کسی کی خدمت کر۔ آقائی ہر جگہ کام نہیں دیتی۔

مالک اگر بگوید بفرما حب است این

کس نگوید بے ادب آقا است این

(این شعر اقتباس از مثنوی مرحوم مرزا جعفر آبادانی است)

ترجمہ ایراد شصت و ہشتم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۴۶ پر کہتا ہے کہ آئمہ علیہم السلام ہمارے گناہوں سے بھرے ہوئے خبیث و کثیف جسموں اور روحوں کی خاطر ان تمام مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے ہیں یہانتک کہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم ہے یہ بات اُن پاک و پاکیزہ اور طیب ہستیوں کے واسطے حیف ہے کہ یہ خبیث ان کے ساتھ اپنی نسبت دیں اور خود کو اُن سے منسوب کرتے ہیں

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۰۴ پر یہ شخص یوں کہتا ہے کہ تمام مومنین اپنی ذات سے طیب

گذشت کہ میگوید ہرچہ در عالم است صفات آئمہ و انوار ایشاں است و شعاع ایشاں است حال خود و اتباع خود را خبیث میداند و میگوید حیف آئمہ کہ ما خود را بالشیاں نسبت دہیم البتہ صد ہزار حیف تا چہ برسد کہ خود را و امثال خود را از شعاع ایشاں و صفت ایشاں و نور ایشاں بدانی با اعتراف بخباثت ذات و ایں از عین خباثت است

ایراد شصت و نہم

درصفحہ نمبر ۱۴۷ قسمت سوم میگوید خدا رحمت کند علمائے ما را کہ شب و روز مردم را داشتند بمسائل طہارت و نجاست و حلال و حرام و احکام و فرصت ندارند مردم را کہ باصول دین خود بپردازند. اگرچہ بحسب تدبیر ملکی درست واقع شدہ است و تا تن چنیں در شکم درست نشود روح دراں دمیدہ نمیشود و آنہا تن اسلام را بنہایت اصرار و وقت درست کردند حال وقت دمیدن روح است کہ خدائے عزوجل علمائے ربانی برانگیختہ تا روح الایمان در تن خلق بدمند. تا آخر۔

ہیں اور ان کو خبیث نہیں کہنا چاہیئے. کہ وہ خبیث العمل ہیں اب یہ شخص اس مقام پر یہ کہتا ہے. کہ ارواح خبیثہ کی خاطر اور دوسرے ایراد پنجاہ و ہشتم میں گزر چکا ہے کہ وہاں وہ یہ کہتا ہے کہ جو کچھ بھی عالم میں ہے وہ سب آئمہ طاہرین کی صفات ہیں اور سب کچھ انہیں کا نور ہے اور انہیں کے نور کی شعاع ہیں. اب وہ خود اپنے آپ کو اور اپنے تابعین کو خبیث، جان رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ بات آئمہ کے لئے حیف ہے کہ ہم اپنے آپ کو آئمہ کے ساتھ منسوب کریں اور اپنی آئمہ طاہرین کے ساتھ نسبت دیں.

ہاں ہاں یقیناً لاکھ بار حیف ہے کہ تجھ جیسا شخص خود کو اپنے جیسے پیروکاروں کو اُن کی شعاع ہے اور ان کی صفت سے اور ان کے نور سے جانتے اپنی ذات کی خباثت کے اعتراف کے ساتھ ان کی صفات اور ان کے انوار سے اپنی نسبت کے معنی تو یہ ہوں گے کہ تو نے اپنی خباثت کو ان کی طرف نسبت دیدی ہے اور تیری یہ بات عین خباثت ہے۔

ترجمہ ایراد شصت و نہم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر کہتا ہے کہ خدا ہمارے ان علماء پر رحمت کرے. کہ آجتک یہ حضرات رات دن لوگوں کو مسائل طہارت و نجاست اور حلال و حرام و احکام میں لگائے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اس بات کی فرصت ہی نہیں لینے دی کہ وہ کچھ اپنے اصول دین کی طرف بھی توجہ کریں.

اگرچہ یہ بات تدبیر ملکی کے حسب حال صحیح اور درست واقع ہوئی ہے کیونکہ جب تک کوئی جسم پیٹ کے اندر مکمل طور پر درست اور صحیح نہ ہو جائے اُس کے اندر روح نہیں پھونکی جا سکتی۔

ایراد شصت و نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً باید دانست که این مسائل که بنحو استهزار از آنها اسم میبرد احکام کیست آیا علمار از پیش خود گفته اند یا احکام شریعة پیغمبر است معلوم است که احکام شریعت است پس استهزاء بانها استهزار بصاحب شرع است و این کفری است واضح وثانیا در ایراد بست و ششم گذشت که میگوید حال عالم در سن مراهقه است و در دست معلمین و مودبین است و در زمان بعثت پیغمبر روح در آں دمیده شد حال میگوید تا حال هنوز عالم چنین است و تازه روح در آں دمیده شده است پس هنوز متولد نشده است پس آں تحقیقات پیش که عالم در زمان حضرت صاحب الامرؑ از شیر باز شد و بدست دده لله افتاد و بعد هم خواهد آمد همه باطل و عاطل شد۔

اور ان علمائے اسلام کے جسم و تن کو بڑے ہی انہماک اور انتہائی کوشش کے ساتھ درست کیا ہے لہٰذا اب اس وقت اس تن اسلام میں روح پھونکنے کا وقت آیا ہے کہ خدائے عزوجل نے علمائے ربانی (یعنی شیخ احمد احسائی و رؤسائے شیخیہ۔ مترجم) کو برانگیختہ کیا ہے تاکہ وہ خلق کے تن بے روح میں روح ایمان پھونکیں تاآخرہ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیئے کہ یہ تمام مسائل جن کا ذکر اس شخص نے استہزار اور ٹھٹھہ اور مسخرگی کے طور پر کیا ہے یہ کس کے احکام ہیں آیا علماء نے یہ تمام احکامِ طہارت و نجاست اور حلال و حرام خود اپنی طرف سے بیان کئے ہیں یا یہ شریعت پیغمبر اسلام کے احکام ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ احکام شریعتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے احکام ہیں پس ان احکام کے ساتھ استہزاء اور مسخرگی خود صاحبِ شرع کے ساتھ استہزاء اور مسخرگی ہے اور یہ واضح کفر ہے (مثل کفر ابلیس کے) حاشیہ

اور دوسری بات یہ ہے کہ ایراد بست و ششم میں گزر چکا ہے کہ وہاں پر یہ شخص یہ کہتا ہے کہ اب اس وقت عالم حد بلوغ اور سنِ رشد کو پہنچا ہے اور یہ عالم ان معلمین اور مودبین (رؤسائے شیخیہ) کے حوالے ہوا ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانے میں اس کے اندر روح پھونکی گئی تھی۔

اب اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ تاحال عالم اسی حال میں ہے اور ابھی ابھی اس میں تازہ روح پھونکی گئی ہے پس اس سے تو یہی ثابت ہوا کہ عالم ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے پس وہ تمام پہلی تحقیقات کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ زمانے کا حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے زمانے میں دودھ چھٹا اور ددہ و للہ کے ہاتھوں میں پہنچ گیا جسکا بیان آگے بھی آئیگا۔ سب باطل ہوگئیں۔

ایراد ہفتادم

در صفحہ نمبر ۱۴۸ قسمت سوم میگوید پس ہمیشہ ملک، خدا. بودہ وہست تا میگوید پس معنی حادث بودن ایشان حاجت ایشان است خدائے عزوجل تا آخرہ۔

ایراد ھفتادم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید این حرف ہماں است کہ حکمای یونان گفتہ اند کہ خدا فاعل موجب است نہ مختار وخلق حادث ذاتی ہستند نہ حادث زمانی یعنی مسبوق بعدم زمانی واین مخالف است باکتاب وسنت واجماع مسلمین وآنچہ در سر بازارہا ومسجدہا جار میزنند کہ خدا بود وہیچ کس نبود و در مکتب خانہ بچہ ہا میگویند العالم متغیر وکل متغیر حادث

ترجمہ ایراد ہفتادم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۴۸ پر کہتا ہے. پس ملک خدا ہمیشہ سے موجود تھا اور موجود ہے. یہانتک کہ کہتا ہے پس اُن کے حادث ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے وجود میں خدائے عزوجل کے محتاج ہیں تا آخرہ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کی یہ بات بالکل وہی ہے کہ جو یونان کے فلسفی کہتے ہیں کہ خدا فاعل موجب ہے فاعل مختار نہیں ہے فاعل موجب اس کو کہتے ہیں کہ جس کا فعل اس کے اپنے اختیار میں نہ ہو جیسے کہ آگ کا کام یہ ہے کہ وہ جلائے لیکن آگ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ نہ جلائے پس آگ فاعلِ موجب ہوگی فاعل مختار نہ ہوئی اور فاعل مختار وہ ہوتا ہے کہ وہ اُس کام کے کرنے کا اختیار رکھتا ہے خواہ اس کام کو کرے خواہ نہ کرے پس اسلام کے نزدیک خداوند تعالیٰ قادرِ مطلق اور فاعلِ مختار ہے فاعل موجب نہیں ہے اور یہ یونان کے فلسفیوں کا عقیدہ اور مذہب ہے اور یعنی ان کے نزدیک خلق حادث ذاتی ہے حادث زمانی نہیں ہے. یعنی زمانے کے اعتبار سے عدم سے پہلے اور سابق ہے اور اس کی یہ بات کتاب خدا کے بھی خلاف ہے. سُنتِ رسول و آئمۂ طاہرین کے بھی مخالف ہے اور جمیع مسلمین کے اس اجماع کے بھی خلاف ہے کہ جو بازاروں میں اور مسجدوں میں چیخ چیخ کر بیان کرتے ہیں کہ خدا تھا اور کوئی چیز نہ تھی اور مدرسوں میں بچے تک بھی یہی کہتے ہیں کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث یعنی عالم متغیر اور بدلتا رہنے والا ہے اور جو چیز بدلتی رہے وہ حادث ہوتی ہے۔

ایراد ہفتاد و یکم

درصفحہ نمبر ۱۴۸ قسمت سوم میگوید. خدا بود و ہیچ چیز با او نہ بود پس خداوند مشیت خود را آفرید پس بایں مشیت عقل را آفرید و آں جوہری بود دارای جمیع کمالات و شبیہ ترین چیزہا بود بمشیت خدا تا آخر.

ایراد ہفتاد و یکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد پنجاہ و دویم گفت کہ عقل اوّل نوری است کہ خدا انرا خلق کرد و اینجا میگوید اول خلق مشیت است و بعد عقل و در ایراد سی و سیم گفت کہ اول مراتب فواد است و عقل مملوک فواد است و در ایراد سی و ہفتم گفت کہ بالاتر از فواد ہم مقامات بسیار است و در ایراد شصت و دوم گفت کہ خدا اول دریای آفرید و در ایراد شصت و سیم گفت کہ عقل بعد از پیغمبر خلق شدہ و در ایراد ہفتادم گفت کہ ہمیشہ ملک خدا بودہ و ہیچ با او نبود اینہا ہمہ تناقض ای بیچارہ تورا با اول خلق و ترتیب مخلوقات چہ نسبت.

ترجمہ ایراد ہفتاد و یکم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۴۸ پر کہتا ہے کہ خدا تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں تھی پس خداوند تعالیٰ نے اپنی مشیت کو خلق فرمایا اس کے بعد اس مشیت کے ذریعہ سے عقل کو خلق کیا اور وہ عقل ایک جوہر تھا۔ جس میں تمام کمالات جمع تھے۔ اور وہ جوہر مشیت خدا سے تمام چیزوں سے زیادہ اور بڑھ کر مشابہ ترین تھا۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے ایراد پنجاہ و دوم میں بیان کیا تھا کہ عقل سب سے پہلا نور ہے کہ جس کو خدا نے خلق فرمایا اور اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے. کہ اول خلق مشیت ہے اور اس کے بعد عقل خلق ہوئی اور ایراد سی و سوم میں اس نے کہا تھا۔ پہلا مرتبہ خلق ہونے میں فواد (دل) کا ہے اور عقل فواد کی مملوک و غلام و بندہ ہے اور ایراد سی و ہفتم میں کہا تھا. فواد سے بھی بالاتر اور بہت سے مقامات ہیں اور ایراد شصت و دوم میں اُس نے یہ کہا تھا کہ خدا نے سب سے پہلے ایک دریا کو خلق فرمایا تھا اور ایراد شصت و سوم میں اُس نے یہ کہا تھا کہ عقل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد خلق ہوئی اور ایراد ہفتادم میں اس نے یہ کہا تھا کہ ملک خدا ہمیشہ سے تھا۔ یہ تمام باتیں ایک دوسری کے خلاف ہر ایک دوسری کے متضاد اور ہر ایک دوسری سے متناقض ہے.

اے بے چارے تجھے خلق اوّل سے کیا کام ہے ؟ اور ترتیب مخلوقات سے تجھے کیا نسبت ہے ؟

ایراد ہفتاد و دوم

درصفحہ نمبر ۱۵۱ قسمت سوم میگوید پس جمیع آنچہ در لوح محفوظ است کہ ہمیں عالم باشد در انسان موجود است بطور اجمال ۔

ایراد ہفتاد و دوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد پنجاہ و سویم گذشت کہ درصفحہ نمبر ۵، ہمیں قسمت می گوید مقام لوح محفوظ مقام حضرت فاطمہ است حال لوح محفوظ ایں عالم شد و معلوم است کہ ایں عالم حضرت فاطمہ نیست پس ایں تناقض است ۔

ایراد ہفتاد و سوم

درصفحہ نمبر ۱۵۳ قسمت سوم میگوید تا اینکہ در زمان غیبت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ طفل عالم از شیر باز شد و در دست للکان و درکان افتاد کہ علمائے بعد از ظہور باشند تا میگوید پس علماء ہم جربان بچہ ہا باطفال سخنہای گفتند وطہارتی ونجاستی وحلال وحرامی برائے ایشاں بیان می کردند ، تا می گوید پس عالم را در ایں زماں بہجت اقتران بمکتب بردہ اند و بدست معلم سپردہ اند ۔ اگرچہ اطفال میگویند بگذارید کہ بروتیرہ سابق شیطنت کنیم و فحش بہ پدر و مادر دہیم وللکان می گویند بگذارید اطفال ما برہماں جہالت باز مانند و ملا نشوند تا خلعت و انعام ما موقوف نہ شود و ریاست ما برآنہا قطع نشود و میگویند ایں بچہ ہا، بچہ ہائے ما نیستند و پدر و مادری

ترجمہ ایراد ہفتاد و دوم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۵۱ پر کہتا ہے ۔ پس وہ تمام جو کچھ کہ لوح محفوظ میں موجود ہے کہ وہ یہی عالم ہے وہ سب کچھ بطور اجمال کے انسان کے اندر موجود ہے ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد پنجاہ وسوم میں گزر چکا ہے کہ اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۵، پہ وہ کہتا ہے کہ مقام لوح محفوظ مقام حضرت فاطمہ ہے ۔ اب لوح محفوظ یہ عالم بن گیا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس عالم کا نام حضرت فاطمہ نہیں ہے پس یہ متضاد ہے اور متناقض ہے اس کے اس بیان کا ۔

ترجمہ ایراد ہفتاد و سوم

(اس ایراد کا ترجمہ سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ اس ایراد میں مذکور دو الفاظ (للکان و درکان) سے اس کی مُراد ہمارے تمام علمائے اعلم ہیں جو امام زمانہ کی غیبت کے زمانے سے آج تک ہوئے ہیں اس شخص نے ان تمام شیعہ علماء کو انتہائی حقارت استہزاء اور مسخرگی کے طور پر للکان و درکان یعنی نوکرانیاں یا خادمائیں یا ماماِئیں کہہ کر خطاب کیا ہے اور جہاں جہاں للہ و ددہ آیا ہے اُس سے بھی وہی ہمارے علمائے اعلم ہی مُراد ہیں جو للکان و درکان کی واحد ہے یہ سمجھنے کے بعد اب اصل ایراد کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور ترجمے میں للکان و درکان کو بجنسہٖ استعمال کیا جائے گا ۔ مترجم)

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۵۳ پر کہتا ہے کہ یہاں تک کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے

دارند آنہا بدست ہر کس میخواہند میسپرند و آنہا بدست للہا بند نیستند چرا کہ آں اجماع بر جہالت ونادانی است تا آخر۔

ایراد ہفتاد و سوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً در ایراد شصت و نہم گذشت کہ در صفحہ نمبر ۱۴۷ ہمیں قسمت میگوید تا ایں زمان ہنوز روح در تن عالم دمیدہ نشدہ بود بلکہ عالم ہنوز جنین است و در شکم مادر است تا ایں زمان تازہ روح در آں دمیدہ شدہ حال میگوید حال عالم را بمکتب بردہ اند پس باید ایں معلمین در توی شکم مادر بروند و عالم را درس بگویند وثانیاً در ایراد چہلم گذشت کہ در صفحہ نمبر ۱

زمانۂ غیبت میں طفل عالم کا دودھ چھڑایا گیا اور وہ للکان اور درکان کے ہاتھوں میں پڑ گیا۔ کہ وہ امام عصر کے پیدا ہونے کے زمانے کے بعد کے علماء ہیں۔

یہانتک کہ وہ کہتا ہے پس وہ علماء بھی بچوں ہی کی زبان میں اُن اطفال کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ اور ان بچوں سے یہ کہتے تھے۔ کہ دیکھو بچوں یہ چیز پاک ہے اور یہ چیز نجس ہے۔ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے۔

یہانتک کہ کہتا ہے کہ طفل عالم کو اب ہمارے مبارک و بابرکت زمانے میں مکتب میں داخل کیا گیا ہے اور معلم (شیخ احمد احسائی در وسائے شیخیہ) کے سپرد کیا گیا ہے اگرچہ بچے یہ ضد کر رہے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اسی طرح سے اپنا سابقہ وتیرہ اپنائے رہیں اور اسی طرح سے شیطنت کرتے رہیں اور مادر و پدر کو گالیاں نکالتے رہے۔

اور للکان یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ان بچوں کو اُسی جہالت پر باقی رہنے دو تاکہ یہ عارف و دانا نہ ہو جائیں اور ہمارا خلعت و انعام موقوف نہ ہو جائے۔ اور ہماری ان کے اوپر قائم شدہ حکومت ختم نہ ہو جائے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بچے ہمارے بچے نہیں ہیں ان بچوں کے ماں باپ ہیں ان کی مرضی ہے کہ وہ جس شخص کے پاس چاہیں سپرد کر دیں۔ اور وہ للکان کے پابند نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کا جہالت و نادانی پر اجماع ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اولاً ایراد شصت و نہم میں گذر چکا ہے کہ اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر اس نے کہا ہے کہ اس زمانے تک ابھی تن عالم میں روح نہیں پھونکی گئی تھی بلکہ عالم ابھی تک اسی طرح بغیر روح کے تھا اور آج تک شکم مادر کے اندر ہے اور ابھی ابھی اُس کے اندر روح پھونکی گئی ہے اب اس مقام پر یہ شخص یہ کہتا ہے کہ اب عالم کو مکتب میں لے گئے ہیں پس یہ معلمین طفل

جلد دوم میگوید هر چه مخالف اجماع مسلمانان است ما ازان مذهب بیزاریم حال میگوید
ما باجماع للها یعنی علمای بعد از زمان غیبت بندنیستم وثانیا این علماء که بوده اند خودشان داخل
بچه های عالم اند و پدر و مادر آنها همان پدر و مادر است یا نه البته همان است پس نسبت آنها
بباقی نسبت برادر است با برادر پس آنها برادر بزرگ تراند و برادر بزرگتر بمنزله پدر است
اگر پدر بخواهد طفل کوچک را بمعلم بفرستد البته ببرادر بزرگتر میگوید تو ببر این را بدست معلم
بسپار خصوصاً اگر طفل را اول بدست او سپرده باشد پس اگر همه برادران بزرگتر یک مرتبه باهم بگویند
این شخص دروغ میگوید و معلم نیست و پدر ما را رخصت نداده که شما را بدست او بدهیم که او
شما را ببرد و بکشد یا بچاه بیندازد والبته اگر اطفال شعور داشته باشند فکر میکنند که اگر این علماء
مصلحت ما را طالب نیستند پس چرا پدر ما را تا بحال بدست آنها سپرده اگر طالب مصلحت
ما هستند البته ما باید از مصلحت دید انها بیرون نرویم خصوصاً اگر همه بر ضلالت این معلم اتفاق
بکنند البته برما جائز نیست که در نزد او درس بخوانیم و عاق برادر بزرگ عاق والدین است ثبوتم
ورابعاً این علماء خودشان هم از اولاد همین پدر اند پس اگر آنها بسن هفت سالگی رسیده بودند
پس معلم آنها کی بود آنها را هم باید بمکتب بفرستد بجهة اینکه آنها قابل تراند واگر آنها هنوز بچه
بودند پس لله آنها کی بود واگر انها بزرگ بودند و بالغ بودند پس قول آنها قول پیغمبر و حکم آنها حکم
خدا است پس آنها اجماع بر نادانی کرده اند چه معنی دارد وخامساً شیخ احمد احسائی در جوامع
الکلم میگوید هرکس بگوید علمای سابق اجماعشان بر جهالت ونادانی بوده وهمه باطل بوده اند دلویک

عالم کو درس دینے کے لئے ماں کے شکم کے اندر گھس جائیں اور وہاں جاکر اس طفلِ عالم کو جو
ابھی پیدا نہیں ہوا اور جس میں ابھی ابھی تازہ روح پھونکی گئی ہے درس دیں۔

دوسرے ایراد چہلم میں گزر چکا ہے کہ جلد دوم کے صفحہ نمبر ۱۰ پر کہتا ہے کہ جو بات اجماع
مسلمین کے خلاف ہے ہم اُس مذہب سے بیزار ہیں اب اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ ہم
للکان یعنی غیبت صاحب الزمان علیہ السّلام کے بعد ہونے والے علماء کے اجماع کے پابند نہیں
ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ علماء جو سابق میں گزرے ہیں، آیا یہ بھی بچہ ہائے عالم کے شمار میں
داخل ہیں یا نہیں اور ان کے ماں باپ بھی وہی ماں باپ ہیں یا نہیں یقیناً ان کے بھی ماں
باپ وہی ہوں گے۔ پس اس طرح ان کی دوسرے لوگوں کے ساتھ نسبت ایک بھائی کی دوسرے
بھائی کے ساتھ نسبت ہوئی پس یہ علماء ان بچوں کے برادر بزرگ ٹھہرے اور برادر بزرگ
بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ اگر باپ یہ چاہے کہ اپنے چھوٹے بچے کو معلم کے پاس بھیجے تو وہ یقیناً بڑے
بھائی سے ہی کہے گا کہ تو اس کو لے جاکر معلم کے سپرد کر آ۔ خصوصاً اس حالت میں جبکہ بچے کو اُس
کے ہاتھوں میں سپرد کیا ہوا ہو۔ پس اگر سب کے سب بڑے بھائی ہم زبان ہوکر اور متفقہ طور پر
چھوٹے بھائی سے یہ کہیں کہ یہ شخص معلم نہیں ہے یہ شخص بالکل جھوٹا ہے اور باپ نے ہمیں اس
بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ ہم تمہیں اس کے ہاتھوں میں پھنسا دیں کہ وہ تمہیں لے جائے اور تمہیں
ہلاک کر ڈالے یا کنوئیں میں ڈال دے۔ یقیناً اگر بچوں میں ذرا بھی عقل و شعور ہوگا۔ تو وہ اس
بات پر غور کریں گے کہ اگر یہ علماء ہماری مصلحت اور بھلائی کے طالب نہیں تھے تو ہمارے
ماں باپ نے آنک ہمیں ان کے سپرد کیوں کیا ہوا تھا اور اگر یہ ہماری مصلحت اور بھلائی کے
طالب ہیں تو پھر ہمیں ان کی مصلحت بینی سے باہر نہیں ہونا چاہیئے۔ خصوصاً اس صورت میں جب
کہ تمام کے تمام علماء اس معلم کی ضلالت وگمراہی پر متفق ہیں تو پھر ہمیں جائز نہیں ہے کہ اُس
کے پاس درس لینے کے لیے جائیں اور برادر بزرگ کا عاق بمنزلہ عاق والدین ہے کہلائیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ علماء بھی تو بذات خود اس ہی باپ کی اولاد ہیں اس امر

مسئلہ البتہ از زمرۂ مسلمین خارج است و باقرار و اعتراف تو شیخ از جملہ معلمین عالم است پس ما بچہ ها قول او را گرفتہ سرکار شما را از زمرہ مسلمین بیرون میکنیم و ہمین در رد ادعای تو بس است دیگر پدر، مادر نباید چوب بردارند و عقب معلم بیفتد اگرچہ حقیقۃً چوب ہم در کار است اگرچہ صدا ندارد و از جملہ چوبہا یکے این رسالہ است۔

ایراد ہفتاد و چہارم

در صفحہ نمبر ۱۵۷ قسمت سوم در بیان احوال آخر الزمان می گوید و از فحوای کلام شان سخریہ و استہزاء بدین و اہل دین و انکار شرع مبین ظاہر میشود تا آخر۔

کے لئے کہ ان کو مکتب میں داخل کرایا جائے۔ اور اگر وہ اس سے بھی کم عمر کے بچے ہی تھے تو ان کی للہ (نوکرانی۔ خادمہ۔ یا آغا باجی) کون تھی اور اگر وہ بزرگ تھے اور بالغ و باشعور تھے تو پھر ان کا قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی احادیث ہیں اور ان کا حکم خداوند تعالیٰ کے احکامات ہیں پس تیرے اس کہنے کا کیا مطلب ہوا۔ کہ انہوں نے نادانی پر اجماع کر لیا ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ شیخ احمد احسائیؒ نے اپنی کتاب جوامع الکلم میں لکھا ہے کہ جو شخص بھی یہ کہے کہ علمائے سابق کا اجماع جہالت و نادانی پر تھا اور وہ سب باطل تھا خواہ ایک مسئلہ میں ہی کیوں نہ ہو ایسا شخص زمرہ مسلمین سے خارج ہے اور تیرے اقرار اور اعتراف کے بموجب شیخ تیرے ان معلمین میں سے ایک ہے پس ہم تمام بچے اُس کے اس قول کو قبول کرتے ہوئے سرکار عالی کو زمرہ مسلمین سے خارج کرتے ہیں۔ اور تیرے دعویٰ کے رد کے لئے بس یہی ایک بات کافی ہے اب ماں باپ کو معلم کے پیٹنے کے لئے ڈنڈا اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ڈنڈا اٹھا کر معلم کے پیچھے لگ جائیں۔ اگرچہ ڈنڈے بھی برسرِ عمل ہیں لیکن ان ڈنڈوں میں آواز نہیں ہے۔ اور اُن ڈنڈوں میں سے ایک ڈنڈہ یہ کتاب ہے۔

ترجمہ ایراد ہفتاد و چہارم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۵۷ پہ آخر الزمان کے احوال کے ذیل میں کہتا ہے کہ لوگ دین و اہلِ دین کا ٹھٹھہ اور استہزاء کریں گے اور ان کی باتوں سے شرع مبین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا انکار ظاہر ہوگا۔

ایراد ہفتاد و چہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اگر در ایراد گذشتہ تامل کنی می بینی کہ ہمہ سخریہ واستہزاء باہل دین کہ علماء باشند وحکام شرع مبین از او است. علماء را ددہ وللہ میگوید واحکام شرع را طہارتی ونجاستی وبچہ بازی میکند۔

قل استہزوا ان اللہ مخرج ما تحذرون۔

ایراد ہفتاد و پنجم

در صفحہ نمبر ۱۴۹ قسمت سوم میگوید، بدانکہ نہایت تنزل عقل در این دنیا غذائی است کہ در معدہ کیلوس وکشکاب گردیدہ تا آخر۔

ودر صفحہ نمبر ۱۳۷ ہمین قسمت میگوید ومنتہای تنزل عقل در عہد حضرت آدم بود وبعد بنائ بالا رفتن را گذاشت وحال اگر چشم کسی باز باشد وزمانہائے سابق را می بیند کہ زیر یاد اوبند ہمہ کثیف تر وسنگین تر وتاریک تر وزمان روز بروز بالا میرود تا آخر۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اگر تم ایراد گذشتہ میں غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ اس شخص نے دین کا بھی مذاق اڑایا ہے اور اہلِ دین کا بھی استہزار کیا ہے کہ وہ اہلِ دین علمائے اعلام رضوان اللہ علیہم ہیں۔ اور وہ شرع مبین کے حاکم ہیں اور اس شخص نے ان علماء کو للہ و ددہ کہا ہے اور احکام شرع کو طہارتی و نجاستی اور بچہ بازی کہا ہے۔

قل استہزوا ان اللہ مخرج ما تحذرون

ترجمہ ایراد ہفتاد و پنجم

قسمت سوم کے صفحہ ۱۲۹ پر کہتا ہے کہ عقل کی تنزل کی انتہائی منزل وہ غذا ہے۔ کہ جس نے معدہ میں کیلوس کی شکل اختیار کرلی ہے۔

اور اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۷۳ پر کہتا ہے کہ عقل کے تنزل کی انتہا حضرت آدم کے عہد میں تھی اس کے بعد عقل بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی اور اب اس وقت اگر کوئی شخص کھلی ہوئی آنکھوں سے اچھی طرح دیکھے۔ اور سابق زمانوں میں جو اسے اچھی طرح یاد ہیں غور کرے۔ تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ وہ سب کثیف تر وسنگین تر اور تاریک تر تھے۔ اور زمانہ روز بروز ترقی کرتا رہا ہے اور اسی طرح ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ تا آخر۔

ایراد ہفتاد و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید پس باید زمان وجود پیغمبر و آئمہ وظہور ایشان در این دنیا خصوصاً زمانی کہ پنج معصوم پاک واصحاب وحواریین مانند سلمان والبوذر ومقداد وغیرہم درایں دنیا بودند دنیا کثیف تر و تاریک تر از زمان غیبت وانقطاع فیض وعلم باشد وزمانہا بعد ازیں لطیف وکامل تر باشد وحال آنکہ در ایراد ہفتاد وچہارم گذشت کہ میگوید در آخر الزمان اثری از شرع ودین نماند مگر ظاہر محض اینہا ہمہ تناقض است وحق آں است کہ زمانی از حال کثیف تر نبودہ وبعد کثیف تر خواہد شد وظلمت بیشتر عالم را فراگیرد تا اینکہ عالم بنور ظہور آفتاب امامت منور شود والسلام

ایراد ہفتاد و ششم

در صفحہ ۱۴۷ قسمت سوم میگوید پس چوں این دنیا بالا رود تا بمقام ہورقلیا رسد آنجا دولت امام خود را بیند وحق منتشر وظلم برطرف بیند واحکام دیگر شود

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص کے کہنے کے مطابق ضروری ہوا کہ جس زمانہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ اور آئمہ اطہار اس دنیائے ظاہر میں موجود تھے خصوصاً وہ زمانہ جب کہ پنج تن پاک اور اصحاب آنحضرت اور ان کے حواریین مثل سلمان و ابوذر و مقداد وغیرہ اس دنیا میں تھے وہ زمانہ اس زمانے سے کہ جو زمانہ غیبت امام علیہ السلام اور علوم وفنون ربانی کے انقطاع کا زمانہ ہے کثیف تر اور تاریک تر تھا اور ان کے زمانے کے بعد اس کی نسبت لطیف تر اور کامل تر ہو گیا۔

حالانکہ ایراد ہفتاد و چہارم میں گزر چکا ہے۔ جہاں پر اس نے یہ کہا ہے کہ آخری زمانے میں شریعت اور دین کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا مگر محض ظاہری طور پر۔ یہ سب باتیں بالکل ایک دوسرے سے متضاد اور متناقض ہیں اور حق بات یہ ہے کہ کوئی زمانہ بھی موجودہ زمانہ سے زیادہ بڑھ کر کثیف تر نہ ہوگا۔ اور آگے آگے کثیف سے کثیف تر ہی ہوتا چلا جائے گا۔ اور عالم میں تاریکی ہی تاریکی بڑھتی رہے گی یہانتک کہ عالم ظہور آفتاب امامت سے منور ہو۔ والسلام۔

ترجمہ ایراد ہفتاد و ششم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۴۷ پر کہتا ہے پس جب یہ دنیا ترقی کرتی کرتی بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے گی۔ یہانتک کہ مقام ہورقلیا پر پہنچ جائے گی تو اس مقام پر وہ اپنے امام کی حکومت کا مشاہدہ کرے گا وہاں حق منتشر ہوگا۔ اور ظلم برطرف ہوگا اور احکام بدلے ہوئے ہوں گے۔

ایراد ھفتاد و ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید اولاً در صفحہ نمبر ۱۵۶ ہمیں قسمت گفت در زمان ظہور امام عصر باز ظلم و جور ہست و در زمان رجعت برطرف خواہد شد حال میگوید در زمان ظہور ظلم و جور نخواہد بود این تناقض است و ثانیاً مقصود از عالم ہورقلیا در کلمات حضرات عالم مثال است پس لازم این حرف این است کہ امام عصر در این دنیا ظہور نکند بلکہ در عالم مثال ظہور کند و ہر کس میمیرد بعالم مثال میرود پس ہر کس میمرد زمان ظہور امام را باید ببیند اینہا ہمہ خلاف اجماع مسلمانان است۔

ایراد ہفتاد و ہفتم

در صفحہ نمبر ۱۹۴ قسمت سوم میگوید چوں چندی بر عالم زمان ظہور امام گذرد اعراض این دنیا را ببیند از د و جسم مثالی او باز شود مثل انسان در وقت خواب۔ چوں ازیں عالم چشم بپوشد جسم مثالیش باز شود و عالم مثال را ببیند و اول آں حکایت پنجاہ و نہ سال کہ از ظہور گذشت و دولت حق دائم و ثابت شد و اعمال صالحی طبیعی شد پس حضرت سید الشہدا اول رجعت کند یعنی عالم بانجا رسد کہ سید الشہداء را ببیند و عالم آنگاہ عالم ہورقلیا شود پس سید الشہدا رجعت کند با دوازدہ ہزار صدیق و یازدہ سال با حضرت قائم بماند بعد آنحضرت کشتہ شود بواسطی زنی کہ ریش دارد و حضرت سید الشہدا او را دفن کند و خود سلطان شود و تا ہشت سال سلطنت کند و بعد حضرت امیر رجعت کند بجہت حضرت سید الشہدا و سیصد و نہ سال بماند و بعد ظاہراً او را شہید کنند و ضربتی بر فرق ہمایونش زنند تا آخر۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اولاً اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۵۶ پر اس نے کہا ہے کہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے ظہور کے زمانے میں پھر ظلم و جور شروع ہوگا۔ اور وہ ظلم و جور رجعت کے زمانے میں برطرف ہوگا۔ اب اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ حضور کے زمانے میں ظلم و جور نہ ہوگا۔ یہ تضاد بیانی ہے اور تناقض ہے دوسرے حضرات شیخیہ کے کلمات میں عالم ہورقلیا سے مراد و مقصود عالم مثال ہے پس اس کی اس بات کا لازمہ یہ ہوا کہ امام عصر اس دنیائے ظاہر میں ظہور نہیں فرمائیں گے بلکہ عالم مثال میں ظہور فرمائیں گے اور جو شخص مرجاتا ہے وہ عالم مثال میں پہنچ جاتا ہے پس ضروری ہوا کہ صرف وہی شخص کہ جو مر جاتا ہے وہی عالم مثال میں جا کہ ظہور امام زمانہ کو دیکھتا ہے اور یہ تمام باتیں تمام مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہیں۔

ترجمہ ایراد ہفتاد و ہفتم

قسمت سوم کے صفحہ نمبر ۱۹۴ پر کہتا ہے کہ جب امام علیہ السلام کے ظہور کے بعد کچھ عرصہ گزر جائے گا تو اس دنیا کے اعراض کو الٹ دینگے اور چشم مثالی کھل جائے گی جس طرح انسان کے سوتے وقت حالت ہوتی ہے کہ جونہی کہ وہ اس دنیا سے آنکھیں بند کرتا ہے تو اس کی چشم مثالی کھل جاتی ہیں

اور وہ عالم خواب میں عالم مثالی کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہ حالت اس وقت ہوگی جب کہ امام زمانہ کو ظہور کئے ہوئے انسٹھ (۵۹) سال گزر جائیں گے تو حق کی حکومت قائم اور اس کو دوام و ثبات نصیب ہوگا اور اعمال صالحہ طبعی طور پر سرانجام پائینگے پس اس وقت حضرت سید الشہداء رجعت فرمائیں گے یعنی عالم اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ سید الشہداء کو دیکھے گا اور عالم اس وقت سارے کا سارا عالم ہورقلیا یا عالم مثال ہو چکا ہوگا۔ پس سید الشہداء بارہ ہزار صدیق

ایراد هفتاد و هفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً در ایراد سابق گفت کہ در زمان ظہور زمان بمقام ہورقلیا رسیدہ باشد حال میگوید بعد از پنجاہ و نہ سال از ظہور عالم ہورقلیا شود کہ عالم مثال است ؛ ثانیا چوں ہمہ عالم در زمان ظہور و رجعت عقلش کامل بشود و ظلم و تعدی و جور بالمرہ مرتفع بشود پس این ظلم بر حضرت قائم و حضرت امیرؑ از کی صادر خواہد شد و آں زن ریش دار کہ خواہد بود و در عالم مثال چہ می کند کفار و منافقین کہ مثل مومنین اند بیالا ترقی نمی کنند بلکہ آنہا رو باسفل السافلین میروند پس ہمینکہ ازیں عالم جدا شدند در یکمرتبہ جمع نخواہد شد مگر اینکہ دوبارہ بایں عالم عود کنند علیین و سجین طرفی نقیض اند پس این تعدی و ظلمہا ہمہ از لوازم ہمیں عالم است در عالم ہورقلیا یعنی مثال اینہا نیست پس این کلمات کہ میگوید نشانہ کمی معرفت و ادراک است۔

* * *

کے ہمراہ رجعت کریں گے اور حضرت قائم علیہ السلام کے ساتھ گیارہ سال تک رہیں گے اس کے بعد امام زمانہ ایک داڑھی والی عورت کے ہاتھوں قتل کر دیئے جائیں گے اور حضرت سید الشہداء ان کو دفن کریں گے، اور خود سلطان ہوجائیں گے اور وہ جناب ۸ سال تک حکومت کریں گے ان کے بعد حضرت امیر علیہ السلام حضرت سید الشہدا کی نصرت کے لیے رجعت فرمائیں گے اور حضرت امیر تین سو نو (۳۰۹) سال تک رہیں گے۔ اس کے بعد آنجناب یعنی امیر المومنین کو ظاہری طور پر بھی شہید کر دیں گے اور ان کی پیشانی مبارک پر ایک ضربت لگا دیں گے۔ تا آخر۔

* * *

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

پہلی بات تو یہ ہے کہ ایراد سابق میں گزر چکا ہے کہ جہاں پر اس شخص نے یہ کہا ہے کہ امام علیہ السلام کے ظہور کے زمانے میں عالم مقام ہورقلیا پہ پہنچ چکا ہوگا۔ کہ اُس مقام کو عالم مثال کہتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جب امام عصر کے ظہور کے زمانے میں اور رجعت کے زمانے میں تمام عالم کی عقل کامل ہو جائے گی اور ظلم و عدوان اور جور و ستم یکسر ختم ہو چکا ہوگا۔ پس حضرت قائم عجل اللہ فرجہ اور حضرت امیر پر یہ ظلم کون ڈھائے گا؟ اور وہ داڑھی والی عورت کون ہوگی؟ اور کہاں سے آئے گی؟ اور عالم مثال میں کیا لینے آئے گی؟

کفار و منافقین عالم مثال میں جانب بلندی ترقی نہیں کرتے بلکہ وہ تو اسفل السافلین کی جانب رخ کرتے ہیں پس وہ تمام مومنین اور کافرین و منافقین جونہی اس عالم سے جدا ہوتے ہیں کسی حالت میں بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ وہ رجعت اسی عالم مادی میں ہو ورنہ علیین اور سجین مختلف سمتوں میں واقع ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام ظلم و عدوان تو تمام کا تمام اس عالم مادی کے لوازمات سے ہے اور عالم ہورقلیا یعنی عالم مثال میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے پس یہ تمام باتیں جو اس شخص نے اپنے دل سے گھڑ کر بیان کی

ایراد ہفتاد و ہشتم

در صفحہ نمبر ۱۱ قسمت چہارم در باب اثبات رکن رابع بدلیل اول بعد از طے مقدمات کہ وجود انبیاء و اوصیاء در ہر عصر لازم است میگوید، حاکم خلقی در میان خلق ضرور شدہ است تا خلق او را ببینند و از او بشنوند و امام غائب کفایت نمیکند و حجت بسبب آں بر خلق تمام نیست، و حال آنکہ در غیبت، او بدنیا می آیند و می روند و اگر تاریخ و خبر کفایت میکرد، ہماں وجود پیغمبر کافی بود۔ تا اینکہ در صفحہ نمبر ۱۳ میگوید پس معلوم شد کہ بمبایست خداوند را در ہر عصری حاکم ظاہر در میان مردم باشد والا نظم عالم از ہم خواہد پاشید و در صفحہ نمبر ۱۸ میگوید دانستی کہ عالم ہزار سال قبل بکار امروز نمیخورد و عالم از دیدۂ خلق پنہاں رفع حاجت خلق باں نمی شود پس باید در ہر عصری عالمی محسوس مشہود قائم در میان ایشان باشد کہ بآں اتمام حجت خدا شود بر جہال ہر عصر تا میگوید و بدیہی است کہ استاد غائب یا استاد میت تعلیم نمیکند و شاگرد نمیتواند راند۔

۱۔ ایں حرف سنیہا است بعینہ

ہیں اس شخص کی کمی معرفت اور کمی علمی کی دلیل ہیں۔

ترجمہ ایراد ہفتاد و ہشتم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۱ پر رکن رابع کو ثابت کرنے کے باب میں ابتدائی مقدمات کو طے کرنے کے بعد کہ ہر زمانے میں انبیاء اور اوصیاء کا وجود لازمی ہے رکن رابع کو ثابت کرنے کے باب میں دلیل اول کے طور پر کہتا ہے۔ کہ خلق کے درمیان ایک نہ ایک حاکم خلق کا وجود رہنا لازمی وضروری ہے تاکہ خلق اُس حاکم وقت کو دیکھے اور اس کی باتوں کو سُنے اور امام غائب اس کام کے لئے کفایت نہیں کرسکتا۔ اور اس امام غائب کے ذریعہ سے خداوند تعالیٰ کی مخلوق کے اوپر حجت تمام نہیں ہوسکتی، حالانکہ امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں مخلوق دنیا میں آبھی رہی ہے اور اس دنیا سے جا بھی رہی ہے۔ اور اگر تاریخ اور احادیث کافی ہوتیں تو پھر تو وہی وجود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کافی ہوتا یہانتک کہ صفحہ نمبر ۱۳ پر کہتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ بات لازمی وضروری ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانے میں لوگوں کے درمیان ایک حاکم ظاہر موجود و قائم رہے ورنہ ساری دنیا کا نظم ونسق درہم وبرہم ہوجائے گا۔ اور صفحہ نمبر ۱۸ پر کہتا ہے کہ یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ آج سے ایک ہزار سال پہلے کا عالم آج کی ضروریات کے واسطے کسی بھی کام کی چیز نہیں ہے اور اگر وہ عالم مخلوق کی نظروں سے غائب ہو تو ایسے عالم سے خلق کی حاجات پوری نہیں ہوسکتیں پس اس سے یہ بات لازمی وضروری ٹھہری کہ ہر زمانے میں لوگوں کے درمیان ایک ظاہر بظاہر اور محسوس عالم قائم رہے تاکہ اس کے ذریعے سے ہر زمانے کے جاہلوں کے اوپر خداوند تعالیٰ کی حجت قائم ہوسکے یہانتک کہ کہتا ہے کہ اور یہ بات بدیہی اور صاف ہے کہ وہ استاد جو غائب ہو یا وہ استاد کہ جو مر چکا ہو وہ خلق کو کسی قسم کی تعلیم کر نہیں سکتے اور شاگرد میت کے پاس جا نہیں سکتے۔

۱۔ یہ بات بعینہ ویسی ہے جو سنی حضرات کہتے ہیں

ایراد هفتاد و هشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید حاصل دلیل اولش از اول تا آخر این است که باید در عصر عالمی ظاهر باشد در میان خلق تا حجت خدا تمام باشد و امام غائب فائده در قطعہ حجت ندارد و این علمای ظاہر بکار این زمان نمی آیند بجہت اینکہ انہا للہ اند و حال معلم لازم است، و در صفحہ نمبر ۱۹۹ ہمین قسمت میگوید از آنچہ عرض شد معلوم شد کہ نقباء نجباء را یاوری نیست مگر کم و اظہار وادعای ایشان بیفائدہ محض است پس این[۱] ایام محنت انجام از حکمت نیست کہ احدی از ایشان ابراز کند و اگر میشد خود امام بروز میکرد و غیبت خود امام ہم از ہمین جہت است چنانکہ در جلد سیم دانستی تا آخر قاصر گوید پس این دلیل او لت کہ باین ہمہ طول و تفصیل بیان کردی ہمہ باطل شد زیرا کہ میگوئی آن رکن رابع ہم حال در میان خلق ظاہر نیست و اگر میتوانست ظاہر شود خود امام ظاہر میشود پس میگوئیم او چون غائب است پس وجود او ہم قطع حجت خلق را نمی کند پس از کجا معلوم شد کہ موجود است و اگر بگوئی بدلیل ہای دیگر میگوئیم موجود است پس این دلیل کہ ہمہ غلط و باطل شد تا برویم بباقی ادلہ و ثانیا میگوئیم ہمان نحو علمائی کہ در زمانہای پیش در میان خلق بودند و بانہا قطع عذر مردم میشد حال ہم ہستند و کسی در وجود آنہا خلاف ندارد و محبت و ولایت آنہا چون شیعہ اند با موالی اند لازم است و در این زمانہا ہم ہستند و قبول نداریم کہ تمیز اہل این زمان بیشتر از پیشتر است و احتیاج بمعلم داشتہ باشند و آنگہی اینہا را کہ مدعی رکنیت آنہا ہستی نسبت بعلمائے سابق بمنزلہ طفل ابجد خوان اگر حساب شوند خوب است کی را میخواہی گول بزنی باری بقول خودت قول خودت باطل شد و بکار و خودت سرت بریدہ شد دیگر چرا زحمت بکشیم۔

---

[۱] پیش گذشت کہ می گوید، در ایراد نمبر ۷۳ این زمان ہم بعت اقتران۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس کی پہلی دلیل کا اول سے لے کر آخر تک حاصل یہ ہے کہ ہر زمانے میں خلق کے درمیان ایک نہ ایک عالم کا وجود ضروری ولازمی ہے تاکہ اس کے وجود کی وجہ سے مخلوق کے اوپر خدا کی حجت قائم رہے اور غائب امام کی موجودگی سے حجت قطع نہیں ہوتی ہے اور یہ ظاہری علماء آج کے زمانے کی ضروریات پوری کرنے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب "للہ" (نوکرانیاں اور خادمائیں) ہیں لہٰذا اب اس وقت کسی معلم کا وجود لازمی ہے۔

اور اسی قسمت کے صفحہ نمبر ۱۹۹ پر یوں کہتا ہے کہ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تمہیں یہ بات معلوم ہو گئی ہو گی کہ اس زمانے میں نقبا و نجبا (رکن رابع) کے یاور و انصار کی بہت ہی قلت ہے اور ان کا اظہار اور ادعا بیفائدہ محض ہے پس اسی لئے ان ایام محنت[۱] انجام میں یہ بات حکمت کے خلاف ہے کہ ان میں سے کوئی بھی آشکار ہو اور اگر اس زمانے میں نجبا و نقبا یعنی رکن رابع بروز کر سکتے ہوتے اور ظاہر ہو سکتے ہوتے تو خود امام علیہ السلام بہ نفس نفیس ہی کیوں نہ ظہور فرما لیتے۔ لہٰذا امام اسی جہت سے غائب ہیں کہ یہ زمانہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں ظہور کیا جا سکے۔ جیسا کہ تمہیں اس بارے میں جلد سوم میں بتایا جا چکا ہے۔ تا آخر۔

پس، تیری اس بات سے تیری پہلی دلیل جو تو نے اتنی طول و طویل اور اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کی تھی، سب کی سب باطل ہو گئی، کیونکہ تو یہ کہتا ہے کہ یہ رکن رابع بھی اب اس وقت خلق کے درمیان ظاہر طور پر نہیں ہے، کیونکہ تو نے کہا ہے کہ اگر رکن رابع ظاہر ہو سکتا ہو تو خود امام بھی ظاہر ہو سکتے ہیں پس ہم یہ کہتے ہیں کہ جب رکن رابع بھی غائب ہی ہے پس اس کے وجود سے بھی تو خلق کی حجت قطع نہیں ہوتی۔ پس یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی کہ وہ رکن رابع موجود ہے اور اگر تو یہ کہے کہ ہم دوسری دلیلوں کے ذریعہ کہتے ہیں کہ وہ رکن رابع موجود ہے پس جب تیری یہ پہلی دلیل ہی غلط اور باطل ہو گئی تو ہمیں باقی دلیلوں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے دوسرے ہم یہ کہتے ہیں

[۱] ایراد ہفتاد و سوم میں مبارک زمانہ کہا تھا

I am Sorry !!!!!

ایراد ہفتاد و نہم

درصفحہ نمبر ۲۲ قسمت چہارم میگوید پس از اینجا بفہم و بداں کہ عالم حقیقی امروز آنکسے است کہ تابع علمائے سابق باشد و علمش ماخوذ از علم ایشاں باشد و بواسطہ ایشاں متصل بعلم رسول خدا شود و ہر کس علمش منقطع از علماء باشد یا دو سہ پشت، یا زیادہ برود آنوقت منقطع شود آں داخل نیست است تا آخر۔

ـــــــــ ۞ ـــــــــ

ایراد هفتاد و نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید در ایراد ہفتاد و سوم گفت کہ ما باجماع علمای سابق بند نیستیم و آنہا ہمہ بر جہالت بودہ اند حال میگوئیم پس باعتراف خودت علم تو بتوسط علمای سابق نیست و بعد از دو سہ پشت منقطع میشود

کہ اسی طرح کے علماء جیسے کہ اب سے پہلے زمانوں میں خلق کے درمیان ہوتے رہے ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کا عذر قطع ہوتا تھا وہ اب بھی موجود ہیں اور کسی بھی شخص کو اُن کے وجود میں اختلاف نہیں ہے اور چونکہ وہ علماء شیعہ ہیں اور باموالی ہیں لہٰذا ان کی محبت وولایت لازم ہے اور ایسے علماء اس زمانے میں بھی موجود ہیں اور ہمیں تیری یہ بات تسلیم نہیں ہے کہ اس زمانے کے لوگوں کی تمیز پہلے زمانے کے لوگوں کی تمیز سے زیادہ ہے لہٰذا ان کو کسی نئے معلم کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ جنکی تو رکنیت کا مدعی ہے وہ رکن رابع علمائے سابق کی نسبت طفل ابجد خواں کی حیثیت رکھتے ہیں تو کس کو دھوکا دینا چاہتا ہے؟ بہرحال تیرے ہی قول سے تیرا اپنا قول باطل ہو چکا ہے اور خود تیری اپنی ہی چھری سے تیرا سر کٹ گیا ہے لہٰذا ہمیں اب مزید زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ـــــــــ ۞ ـــــــــ

ترجمہ ایراد ہفتاد و نہم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۲۲ پر کہتا ہے پس اس بات سے تم اچھی طرح سے سمجھ لو اور خوب جان لو کہ آج عالم حقیقی صرف وہی شخص ہے کہ جو علمائے سابق کا تابع ہو اور اس کا علم اُن علمائے سابق سے ماخوذ ہو اور انکے واسطے سے علم رسولِ خدا کے ساتھ متصل ہو لیکن جس کا علم ان علماء سابق سے منقطع ہو یا دو یا تین پشتیں گزر چکی ہوں یا زیادہ اس حال میں اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور ایسا شخص نیستی میں داخل ہے یعنی وہ شخص (علم کے لحاظ سے) نہ ہونے میں شمار ہونے والا ہے۔

ـــــــــ ۞ ـــــــــ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے ایراد ہفتاد و سوم میں کہا تھا کہ ہم علمائے سابق کے اجماع کے پابند نہیں ہیں اور وہ سب کے سب جہالت و نادانی پر قائم تھے۔

پس تو داخل نیست ہستی واگر بگوئی علم من بواسطہ انہا است میگوئیم پس آنہا کہ واسطہ میان تو و امام اند افضل از تو خواہند بود پس چرا آنہا را دده وللہ گفتی وگفتی اجماع آنہا بر جہالت است باری یا خود را داخل نیست بداں یا اجماع آنہا را حجت بداں والا تناقض گفتہ۔

ایراد ہشتادم

درصفحہ نمبر ۲۵ قسمت چہارم میگوید آنچہ در آنطرف زمین است از نیکی دنیا کہ ہمہ غافل از رسم دین وآداب اند واز پیغمبران معروف این سمت آگاہی ندارند۔

ایراد ہشتادم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد ہفتاد وہشتم گفت کہ باید درمیان خلق حاکم ظاہری باشد از جانب خدا والا نظم عالم از ہم خواہد پاشید حال میگوید در نیکی دنیا اسم پیغمبر ہم مذکور نیست پس حجت بر آنہا چگونہ تمام است وچگونہ نظم آنہا از ہم نمیپاشید۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ تیرے اس موجودہ قول کے مطابق اور تیرے خود اپنے اعتراف کے لحاظ سے تیرا اپنا علم علمائے سابق کے واسطے سے رسولِ خدا کی جانب سے نہیں آیا اور تیرے خود اپنے اعتراف کے بموجب دو تین پشت کے بعد وہ علم منقطع ہوجاتا ہے پس تو اپنے ہی قول کے مطابق داخل نیستی ہے یعنی دنیائے علم میں تیرا وجود کالعدم کے ہے اور اگر تو یہ کہے کہ میرا علم ان علمائے سابقین کے توسط سے ہی ہے اور میں نے جو کچھ بھی علم حاصل کیا ہے وہ علمائے سابقین کے واسطے سے ہی حاصل کیا ہے پس ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں وہ علمائے سابق کہ جو تیرے اور آئمہ علیہم السّلام کے درمیان واسطہ ہیں تجھ سے افضل ہوں گے اور جب حقیقت امر یہ ہو تو پھر تو یہ بتا کہ تو نے ان علمائے سابق کو "ددہ وللہ" ذوکرانیاں اور خادمائیں، کیوں کہا ہے؟ اور یہ کیوں کہا ہے کہ ان تمام علمائے سابق کا اجماع جہالت پر تھا۔ بہرحال دونوں صورتوں میں یا تو خود کو داخل نیستی جان اور بالکل کالعدم کے سمجھ یا اُن علمائے سابق کے اجماع کو حجت جان ورنہ یہ تضاد وتناقض ہے جو تو نے کہا ہے۔

ترجمہ ایراد ہشتادم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۲۵ پر کہتا ہے کہ زمین کی دوسری طرف جو بھی ہے نیکی دنیا سے وہ سب دین وآداب کے رسوم سے غافل و بے خبر ہیں اور زمین کے اس طرف آنے والے معروف پیغمبروں کا ان لوگوں کو کوئی علم ہی نہیں ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے ایراد ہفتاد وہشتم میں کہا تھا کہ یہ امر لازمی وضروری ہے کہ خدا کی طرف سے خلق کے درمیان کوئی نہ کوئی حاکم ظاہری طور پر موجود وقائم رہے اور اگر خدا کی طرف سے معین کردہ حاکم

ایرادِ ہشتاد و یکم

در صفحہ نمبر ۲۸ قسمت چہارم میگوید در قدح علمائے ظاہر و اگر آنہا جواب میدادند غالب مسائل مشکلہ حکماء و فلاسفہ لاینحل نمی ماند تا ما بیائیم و بہنود امام عصر آنہا را حل کنیم۔

تا در صفحہ بعد میگوید واحدی از ایشان بر متکلین رد نکرد و قدرت جواب ایشان را نداشت بلکہ کلام ایشان را نمی فہمیدند تا آنکہ ما آمدیم و بنیاد علم کلام را منہدم کردیم تا میگوید پس بغیر ازیں علمائے ظاہری باید در ہر عصر علمائے ربانی باشند کہ چوں بر دین حادثہ وارد آید بتوانند از عہدہ حادثہ برآیند والبتہ خداوند در حکمت بنی آدم بچنیں امر عظیمی اخلال نخواہد کرد۔

ظاہر خلق کے درمیان موجود و قائم نہ رہے گا تو نظام عالم درہم و برہم ہو جائیگا۔

اب یہ شخص یہ کہتا ہے کہ یکی دنیا میں پیغمبروں کا نام بھی مذکور نہیں ہے یعنی زمین کی دوسری طرف رہنے والوں کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ آج تک کوئی پیغمبر آیا بھی ہے یا نہیں، پس اب تو ہمیں یہ بتا کہ اُن لوگوں کے اوپر خدا کی حجت کس طرح سے تمام ہوئی، اور ان لوگوں کا نظم کیوں درہم و برہم نہ ہوا۔

ترجمہ ایرادِ ہشتاد و یکم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۲۸ پر سابقہ علمائے شیعہ کی مذمت اور تمام علمائے ظاہر کی بدگوئی اور قدح کرتے ہوئے کہتا ہے، کہ اگر وہ علماء جواب دیتے تو فلسفیوں اور حکماء کے مشکل مسائل آج تک یوں بغیر حل کے باقی نہ رہے ہوتے۔ یہانتک، کہ ہم آئیں اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے نور سے ان فلسفیوں اور حکماء کے مشکل مسائل کو حل کریں۔ یہانتک کہ اس سے اگلے صفحہ نمبر ۲۹ پر کہتا ہے کہ ان سابقہ علمائے شیعہ اور ان علمائے ظاہر میں سے کسی ایک نے بھی متکلین کے سوالوں کو رد نہیں کیا اور ان علمائے سابقہ میں اُن فلسفیوں کے جواب دینے کی قدرت و طاقت ہی نہیں تھی، بلکہ وہ علمائے سابقہ اُن کے کلام ہی کو نہیں سمجھتے تھے یہانتک کہ ہم آئے اور ہم نے علم کلام کی بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا۔ یہانتک کہ کہتا ہے پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ امر لازمی و ضروری ہے کہ ان علمائے ظاہری کے علاوہ بھی ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی علمائے ربانی میں سے موجود رہے کہ جب کبھی بھی دین کے اوپر کوئی حادثہ رونما ہو تو وہ علمائے ربانی اُس حادثہ سے عہدہ برآ ہو سکیں اور یقیناً خداوند تعالیٰ بنی آدم کی حکمت میں ایسے امر عظیم کے لئے کوئی خلل نہیں ڈالے گا۔

ایراد ہشتاد و یکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اگر چنیں کسان در ہر عصر بودہ اند پس چرا شبہات حکماء و فلاسفہ لاینحل ماند تا زمان شما و چرا آنہا بنیاد علم کلام و تصوف را باطل نکردند و بجہتہ شما گذاشتند و اگر بگوئی مصلحت ندانستند میگوئیم علمای ظاہر ہم مصلحت ندانستند و اگر بگوئی چنیں کسان پیشتر نبودند میگوئیم پس ہمہ دلیل باطل شد و اخلال بحکمت لازم آمد و ثانیا نمیدانیم شما کدام شبہ فلاسفہ را حل کردہ اید کہ تا حال لاینحل بود باری ایں کلمات پیش عوام رونقی دارد خوب گفتہ اند لاف در غریبی باری اگر تو کلمات فلاسفہ را بفہمی در کرامت تو بس است زیرا کہ حرف عادت است

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اگر ایسے علماء ہر زمانے میں موجود رہے ہیں جن کا وجود تمہارے نزدیک علمائے ظاہر کے علاوہ ہر زمانے میں ضروری ہے تو پھر آج تک فلسفیوں اور حکمائے یونان کے اعتراضات وشبہات لاینحل کیوں رہے، یہانتک کہ تمہارا زمانہ آگیا، تم سے پہلے ہر زمانے میں موجود رہنے والے عالم ربانی نے علم کلام وتصوف کی بنیاد کو اپنے اپنے زمانے میں کیوں باطل نہ کیا اور،

اور انہوں نے تمہارے لئے کیوں باقی چھوڑے رکھا۔

اگر تم یہ کہو کہ ان علمائے ربانی نے جو تمہارے قول کے مطابق علمائے ظاہر کے علاوہ ہر زمانے میں موجود رہے ہیں فلسفیوں اور حکما کے ان سوالوں کے جواب دینے کی مصلحت نہ سمجھی تو ہم یہ کہیں گے کہ پھر علمائے ظاہر نے بھی ان کا جواب دینے میں مصلحت نہ سمجھی.

اور اگر تم یہ کہو کہ اس قسم کے علمائے ربانی جو علمائے ظاہر کے علاوہ ہوں پہلے تھے ہی نہیں تو ہم یہ کہیں گے کہ اس طرح سے تمہاری ساری کی ساری دلیل ہی باطل ہوگئی کہ ہر زمانے میں علمائے ظاہر کے علاوہ علمائے ربانی کا وجود بھی ضروری ہے اور اس طرح سے تمہارے ہی قول کے موافق حکمت پروردگار میں خلل لازم آگیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ تم نے فلسفیوں کا کون سا شبہ حل کیا ہے. کہ جو آج تک لاینحل چلا آرہا تھا۔

بہرحال ایسی باتیں صرف عوام کی نظروں میں خوشنما معلوم دیتی ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے لاف در غریبی.

بہرحال اگر تو فلسفیوں کی باتوں کو سمجھ گیا ہے تو تیری کرامت کے لئے پس اتنا ہی کافی ہے کیونکہ حرف عادت ہے.

ایراد ہشتاد و دوم

درصفحہ نمبر ۴۴ قسمت چہارم میگوید دلی خاطر معزمان جمع است کہ دولت شیطان زائل است و دولت حق ثابت و دائم ہرچہ میخواہند خود را بہ تعب اندازند۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید مقصودش از دولت شیطان دولت علمای ظاہر است کہ او را تکفیر کردند و بر منابر او را لعن نمودند و باطراف نوشتند و خود را معزم می خواند یعنی کسی کہ منطر عزمیت میخواند و جنی را علاج میکند و در ایراد ہفتاد و سیم دانستی کہ علماء بمنزلہ برادر بزرگتر اند و اگر للہ ہم ہستند بافن پدراند پس تکلیف آنہا ہست کہ تا یقین نکنند بصدق تو نگزارند کہ تو علاج کنی کہ شاید تو خود آنہا را مصروع کنی پس تو اگر راست میگوئی اول ادعای خود را پیش آنہا ثابت کن بعد اطفال را از آنہا بگیر و الا اطفال خود تمیز نمی دہند کہ تو راست میگوئی یا دروغ و اگر راست میگفتی و از جانب پدر بودی علماء بہتر میدانستند بجہتہ اینکہ پدر بللہ میگوید طفل را بمعلم بسپر و بیا و در پس چونکہ آنہا میدانند دروغ تو را میخواہی عوام را از آنہا کم اعتقاد کنی کہ قول آنہا را متابعت نکنند و غرض تو درست شود و مثل آنگرگ کہ بگوسفنداں گفت کہ این شبان شما را خواہد کشت بیائید تا من شما را ببرم پشت این درّہ کہ مرغزاری است بسیار خوب و سبز و خرم و در اینجا براحت بچرید پس انہا شبان را غافل کردہ بہمراہ او رفتند و گرگ بخواطر جمع روزی یکی از انہا را سر نہار و یکی را صرف شام میکرد یا رمی این کلمات تو و بی ادبیہا کہ نسبت بعلماء میکنی کہ حقیقۃ نسبت بشرع و صاحب شرع است ضرر بکسے ندارد۔

ترجمہ ایراد ہشتاد و دوم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۴۴ پر کہتا ہے کہ صاحبان عزمیت (یعنی روسائے شیخیہ) خاطر جمع ہیں اور اپنے مقام پر مطمئن ہیں کیونکہ شیطان (یعنی کل علمائے شیعہ) کی حکومت ختم ہوجانے والی ہے اور حق (یعنی روسائے شیخیہ) کی حکومت ہمیشہ رہنے والی اور قائم ہے یہ علمائے ظاہر جو کچھ بھی چاہیں گے اپنی مراد کو نہ پہنچیں گے بلکہ خود اپنے آپ کو رنج و آزار پہنچائیں گے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

دولت شیطان سے اس شخص کی مراد علمائے ظاہر کی دولت ہے کہ ان علمائے ظاہر نے اُس کی تکفیر کی ہے اور سب نے متفقہ طور پر اُس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ممبروں پر اس شخص کے اوپر لعنت کی ہے اور اطراف عالم میں لکھ لکھ کر بھیجا ہے کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر ہے۔ اور لعنتی ہے۔

اور اس شخص نے اس ایراد میں اپنے آپ کو معزم کہا ہے یعنی وہ شخص کہ جو عزیمت کا منطر پڑھ کر آسیب زدہ آدمی کا علاج کرتا ہے اور جس شخص پر جن سوار ہو منطر پڑھ کر اسکا جن اتارتا ہو۔

اور ایراد ہفتاد و سوم میں تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ علماء بمنزلہ برادر بزرگ کے ہیں اور اگر وہ اطفال عالم کے لئے "للہ" بھی ہیں یعنی خادماؤں کا کام بھی کرتے ہیں تو بھی وہ باپ کے حکم سے کرتے ہیں پس ان علمائے ظاہر کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب تک اُن کو تیری اس بات کی صداقت کا یقین نہ ہو جائے کہ واقعاً تو جن اتارنے کا علاج کرتا ہے وہ ان کو تیرے پاس جن اُتروانے کا علاج کرانے کے لئے بھی نہ جانے دیں اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خود ہی ان کو مرض

ہ مہ فشاند نور و سگ عو عو کند
ہر کسی بر طینت خود میتند ہ

صرع میں مبتلا کر ڈالے پس اگر تو سچ کہتا ہے تو پہلے تو اپنے دعوے کو ان علمائے ظاہر کے سامنے ثابت کر اور پھر اس کے بعد ان اطفال عالم کو علاج کے لئے ان سے حاصل کر ورنہ بچوں کو خود اس بات کی تمیز نہیں ہے کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹ کہتا ہے۔ اور اگر تو سچ کہتا ہوتا اور باپ کی جانب سے ہوتا   تو اس بات کا علم علماء کو بہتر طریقہ سے ہوتا۔ کیونکہ باپ "للّہ" (خادمہ) کو ہی کہتا ہے۔ کہ بچے کو معلم کے پاس لے جایا کر اور لایا کر۔ پس چونکہ وہ علماء (جن کو تو نے للہ و دہ یعنی نوکرانیاں اور خادمائیں کہا ہے) اس بات سے واقف ہیں کہ تو جھوٹا ہے اس لئے تو یہ چاہتا ہے کہ عوام کو ان علماء کی طرف سے بدظن کر دے اور ان کی عقیدت کو علماء کی طرف سے کم کر دے تاکہ وہ ان علماء کے اقوال کی متابعت نہ کریں اور اس طرح سے تیرا کام بن جائے اور تیری غرض پوری ہو جائے۔ تیری مثال اس بھیڑیئے کی ہے کہ جس نے بھیڑوں سے یہ کہا کہ یہ چرواہا تو تمہیں مار ڈالے گا۔ آؤ تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں اس درّہ کے پیچھے لے چلتا ہوں وہاں پر ایک بہت ہی سرسبز و شاداب چراگاہ ہے۔ وہاں پر خوب مزے کرنا اور بڑے آرام کے ساتھ چرنا۔ پس وہ بھیڑیں چرواہے سے آنکھ بچا کر اور اس کو غافل پا کر اس بھیڑیئے کے ہمراہ چلی گئیں اور اس طرح وہ بھیڑیا بڑے اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ روزانہ ان میں سے ایک بھیڑ کو دوپہر کو کھانے میں تناول کرتا۔ اور ایک بھیڑ شام کے کھانے میں کھا لیا کرتا۔

بہرحال تیری یہ تمام باتیں اور تیری یہ تمام بے ادبیاں جو تو علمائے اعلم کی شان میں کر رہا ہے یہ صرف اُن علماء کی شان میں بے ادبی نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہ گستاخی شرع و صاحبِ شرع کی نسبت سے متعلق ہے اور تیری ان باتوں سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔

ہ مہ فشاند نور و سگ عو عو کند
ہر کسی بر طینت خود می تند

ایراد ہشتاد و سوم

در صفحہ نمبر ۲۶ قسمت چہارم میگوید رکن رابع پائے ہو پائے خدا است۔

ایراد ہشتاد و سوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

تا مرگوید شیخ احمد احسائی در جوامع الکلم میگوید جائز نیست کہ آئمہ را رجل اللہ بگویند۔ اگرچہ عین اللہ و ید اللہ و نفس اللہ جائز است بجہۃ اینکہ پا الت حرکت است و نسبت آں بخدا جائز نیست حال این میگوید رکن رجل اللہ است و خود معترف است بانیکہ شیخ معلم بودہ و رکن رابع است حال ما بچہ ہا بکدام معلم اقتدا کنیم آں میگوید رجل اللہ کہ جائز نیست و این میگوید بگو رجل اللہ و خبر نقل میکند پس این شخص بتصدیق خودش از شیخ مرتکب امر خلاف جائز شدہ است و عاصی است و ہر عاصی فاسق است و فاسق حرفش معتبر نیست و تبیین ازاں لازم است

ترجمہ ایراد ہشتاد و سوم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۴۶ پر کہتا ہے کہ رکن رابع خدا کے پاؤں ہیں کہ جن کے ذریعہ خدا چلتا پھرتا ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

شیخ احمد احسائی اپنی کتاب جوامع الکلم میں کہتا ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے لئے رجل اللہ (اللہ کے پاؤں) کہنا جائز نہیں ہے اگرچہ اُس کے لئے عین اللہ اور ید اللہ اور نفس اللہ کہنا جائز ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پاؤں آلت حرکت ہیں لہٰذا اس کی نسبت خدا کی طرف دینی جائز نہیں ہے اب یہ شخص یعنی محمد کریم خان یہ کہتا ہے کہ رکن رابع رجل اللہ (اللہ کے پاؤں) ہیں اور یہ خود اس بات کا معترف ہے کہ شیخ معلم تھا اور وہ رکن رابع تھا۔ اب ہم سب بچے (اطفال عالم)، ان دونوں معلموں میں سے کون سے معلم کی پیروی کریں۔ پہلا معلم یا پہلا رکن رابع تو یہ کہتا ہے کہ رجل اللہ (یعنی اللہ کے پاؤں)، کسی کو بھی مت کہو کہ ایسا کہنا جائز نہیں ہے اور تیسرا معلم یا تیسرا رکن رابع یہ کہتا ہے کہ رکن رابع کو رجل اللہ (یعنی اللہ کا پاؤں) کہو اور اس چیز کے لئے حدیث بھی بیان کرتا ہے پس یہ شخص شیخ احمد احسائی کو معلم ہونے کی تصدیق کرنے کے بعد خلاف جائز امر کا مرتکب ہوا ہے اور اس طرح سے وہ عاصی ہے اور ہر عاصی فاسق ہے اور فاسق کی باتیں ناقابلِ اعتبار ہوتی ہیں اور ان کا آشکار کرنا لازم ہے۔

ایراد ہشتاد وچہارم

درصفحہ نمبر ۶۵ قسمت چہارم میگوید ۔ دیگر ما ہیچ مطلب نداریم وکل این مجلد بلکہ این کتاب مبنی بر ہمیں سخن است کہ اقرار کنند کہ بہتر از مائی است وبس ۔

ایراد ہشتاد وچہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

تاصر گوید کی منکر این مطلب بودہ کہ تو یک مجلد بجہتہ آں بنویسی البتہ ہمہ عوام یقین دارند کہ علماء از انہا بہتر اند و علماء میدانند کہ انبیاءؑ از آنہا بہتر اند وآنہا میدانند کہ آئمہؑ از آنہا بہتر اند وآنہا معترف اند باینکہ حضرت خاتم الانبیاءؐ از انہا بہتر است پس این ہمہ زحمت بجہت این مطلب بدیہی چرا باید کشید پس یقین مقصودت این است کہ علمائی ظاہر اعتراف کنند کہ شیعہ از آنہا بہتر ہست انیہم اگر مقصود اعم از ظاہر این عالم وخفا است انہم معترف اند البتہ سلمان وامثال او و رجال الغیب وشہدای کربلا کہ ہمہ زندہ اند معلوم است کہ از ہمہ علماء بہتر اند وکسے منکر آنہا نبودہ ونیست وکتاب نوشتن نمی خواہد واگر مقصود آں است کہ آں شیعہ بہتر در ہمیں ظاہر دنیا است ومخفی نیست این دلیل ہای تو دلالت نمی کند برآں واین دلیل دویم کہ مجادلہ باشد ہمیں قدر میگوید باید واسط درمیان آئمہؑ وخلق باشد درباطن وجود میگوئی این اعراض دنیائی را اعتباری نیست پس در این اعراض لازم نشد کہ کسے در ظاہر بہتر از علماء باشد خصوصاً در ایراد ہفتاد وہشتم گذشت کہ خودش میگوید کہ نقباو نجبا مخفی اند وہر وقت امام میتواند ظہور کند اینہا ہم میتواند ظہور کند پس اینہا ہمہ بے فائدہ شد واگر ضمناً مقصود آں است کہ بر سانی کہ خودت

ترجمہ ایراد ہشتاد وچہارم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۶۵ پر کہتا ہے کہ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مطلب نہیں ہے، اور یہ تمام جلد بلکہ یہ سالم کتاب صرف اس ہی مقصد کے پیش نظر لکھی گئی ہے اور اسی مطلب پر مبنی ہے کہ یہ علمائے ظاہر اس بات کا اقرار کریں کہ ہم سے بہتر کوئی اور بھی ہے اور بس ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس حقیقت کا منکر ہی کون تھا جس کے لئے تجھے اس زحمت کے اٹھانے کی ضرورت پڑی کہ تو ایک جلد کتاب اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے لکھے ۔

یقیناً تمام عوام اس بات کو جانتے ہیں کہ علماء ان سے بہتر اور افضل ہیں اور علماء اس بات کو جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام ان سے بہتر ہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ تمام آئمہ طاہرین علیہم السلام ان سے بہتر وافضل ہیں اور وہ سب اس بات کے معترف ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء ان سے بہتر ہیں ۔

پس اس صاف اور واضح اور روشن مطلب کے ثابت کرنے کے لئے تجھے اتنی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی ؟

پس یقینی طور پر تیرا مقصد یہ ہے کہ علمائے ظاہر یہ اقرار کریں کہ شیعہ ان علماء سے بہتر ہیں اور افضل ہیں تو اس سے بھی اگر تیرا مقصود عمومی طور پر اس عالم کے ظاہر اور خفا سے ہو تو وہ اس کے بھی معترف ہیں یقیناً حضرت سلمان فارسی وامثالہم اور رجال الغیب اور شہدائے کربلا کہ جو سب کے سب علماء سے بہتر وافضل ہیں ۔ اور آج تک کوئی بھی اس بات کا منکر نہیں رہا اور نہ اب کوئی اس بات کا منکر ہے لہٰذا اس مقصد کو ثابت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں

آں شیعہ ہستے وحال میتر سی بروز بدہی از حال کتابت معلوم شد کہ ایں دعویٰ بے اصل است چراکہ شیعہ کامل عالم اعلم از ہمہ ایں ہمہ باطل و تناقض نمی گوید پس تو ضال و مضلے نہ شیعہ وہادی وعداوت علما با تو ہمیں جہۃ است کہ تو را شیعہ نمی دانند بلکہ مضل شیعہ میدانند پس چرا آنہا را بعبث ناصبے میخوانی اگر آنہا بدانند تو راست میگوئی و شیعہ البتہ بتو نمیگویند بلکہ خاک قدم تو را بچشم میکشند چہ فائدہ خلاف آں واضح وروشن شدہ است بر آنہا پس دفع شر تو از مجبین لازم است۔

تھی اور اس کے لئے یہ کتاب لکھنے کی حاجت ہی نہ تھی.

اور اگر تیرا مقصود یہ ہے کہ وہ شیعہ جو اُن علمار سے بہتر ہے اس دنیائے ظاہر میں ہے اور وہ مخفی نہیں ہے تو تیری یہ دلیلیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں اور تیری یہ دوسری دلیل جو کہ مجادلہ ہے بس اتنا ہی ظاہر کرتی ہے کہ ضروری ہے کہ آئمہ اور خلق کے درمیان کوئی واسطہ ہو۔ اور وجود باطن کے بارے میں تو یہ کہتا ہے کہ اس اعراض دنیاوی کا کوئی اعتبار نہیں ہے پس اس اعراض میں یہ لازم نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص علما سے بہتر ہو.

خصوصاً ایراد ہفتاد وہشتم میں گزر چکا ہے کہ یہ شخص وہاں پر خود کہتا ہے کہ نقبا و نجبا مخفی ہیں اور وہ وقت کہ جس وقت امام کے لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ ظہور کرے وہی وقت ان نقبا اور نجبا کے لئے بھی موزوں ہو سکتا ہے کہ وہ ظہور کر سکیں. پس یہ سب کے سب بے فائدہ ہو گئے۔

اور اگر ضمناً تیرا مقصود یہ ہے کہ تو اس بات کو لوگوں تک پہنچائے کہ تو خود وہ شیعہ ہے کہ جو علمار سے بہتر ہے اور اب ڈرتا ہے کہ اس دعویٰ کو آشکار و ظاہر طور پر بیان کرے تو کتاب کے حالات سے معلوم ہو گیا ہے کہ تیرا یہ دعویٰ بے اصل ہے کیونکہ شیعہ کامل عالم جو ان تمام علمار سے بڑھ کر اعلم ہو وہ ایسی باطل باتیں اور ایسی متضاد و متناقض مطالب بیان نہیں کیا کرتا. جیسی کہ تو نے بیان کی ہیں.

پس تو شیعہ اور ہادی نہیں ہے بلکہ تو تو ایک ضال (گمراہ) اور مضل (دوسروں کو گمراہ کرنے والا) شخص ہے.

اور علمار کی تیرے ساتھ عداوت کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ سب کے سب تجھ کو شیعہ نہیں جانتے بلکہ مضل شیعہ سمجھتے ہیں اور تجھے شیعوں کو گمراہ کرنے والا جانتے ہیں. پس تو کیوں فضول میں ان کو ناصبی کہتا ہے اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ تو سچ کہتا ہے اور تو شیعہ ہے تو یقیناً وہ تجھے بُرا نہ کہیں بلکہ تیری عزت کریں لیکن اسکا کیا فائدہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے جو ان پر بالکل واضح، صاف اور روشن ہو چکی ہے پس تیرے شر کو مومنین سے دفع کرنا ان کے اوپر لازم ہو گیا ہے۔

ایراد ہشتاد و پنجم

درصفحہ نمبر ۶۵ قسمت چہارم میگوید والیشان یعنی علماء در مسائل بشہرت، مابین علماء بدون نصی اکتفا میکنند و عامل باں را ناجی و متخلف از آنرا ہالک میدانند و ایں ہمہ آیات و اخبار و صحیح اعتبار کہ ذکر شد برایں مسئلہ و ذکر خواہد شد چگونہ کفایت ایشاں نمی کند۔

ایراد ہشتاد و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اول آنکہ بر فرض اگر کسے عمل بشہرت کند در فرع احکام میکند بجہۃ اینکہ از آئمہ منقول است بطرق معتبرہ کہ فرمودند خذ بما اشتہر بین اصحابک واترک الشاذ النادر یعنی بگیر آنچہ راکہ مشہور است در نزد طائفہ امامیہ وباں عمل کن وہر چہ مشہور نیست آں محل شک است آنرا عمل مکنی براین حدیث شریف اول دلیل است بر بطلان اینجر فہای تو کہ تا حال در میان امامیہ مشہور نبودہ است وثانیا چہ ربط با اصول دین وعقائد دارد اتفاقا در عقائد چیزی حجۃ نیست مگر علم وثالثاً ایں اخبار وروایات کہ ذکر کردہ مضمون ہمہ آں است کہ باید در میان شیعہ اشخاص خوب باشند فی الجملہ وکسے منکر آنہا نبودہ ونیست ومعرفت اعیان آنہا لازم نیست تا رکن ایمان باشد وکسے کہ آنہارا نشاسد کافر باشد مثل معرفت خدا وپیغمبر وامام بلے محبت با آنہا بنحو کلے لازم است وکسے در آں حرف ندارد دیگر اصطلاح تراشیدن ورکن رابع ساختن ومنکر آنرا ناصبی خواندن اینہا چہ چیز است مگر آنکہ زیر کاسہ نیم کاسہ است اگر نہ ایں حرف کہ شخص خوب ہست داد وبیداد وفغان ندارد بفہم وبیدار باش۔

ترجمہ ایراد ہشتاد و پنجم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۶۵ پر کہتا ہے کہ وہ یعنی علماء مسائل میں کسی نص کے بغیر ہی علماء کے درمیان شہرت کی بناء پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں اور اس پر عمل کرنے والے کو نجات پانے والا جانتے ہیں اور اس کے اختلاف کرنے والے کو ہلاک ہونے والا سمجھتے ہیں۔

اور یہ بات تمام آیات اور صحیح احادیث جو اس مسئلہ کے بارے میں بیان کی گئی ہیں، اور آگے چل کر بیان کی جائیں گی ان کے لیے کیسے کفایت نہ کریں گے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی عالم شہرت کی بناء پر عمل کرتا ہے تو وہ صرف فروعی احکام میں کرتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بطریق معتبرہ آئمہ علیہم السلام سے یہ حدیث منقول ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ خذ بما اشتہر بین اصحابک واترک الشاذ النادر۔

یعنی جو عمل طائفہ امامیہ میں مشہور ہے اُس کو اختیار کر لو اور اس پر عمل کرو اور جو بات مشہور نہیں ہے وہ محل شک میں ہے لہذا اس پر عمل نہ کرو۔

پس یہ حدیث شریف سب سے پہلے تو دلیل ہے تیری ان باتوں کے باطل ہونے پر جو طائفہ امامیہ کے درمیان بالکل مشہور نہیں تھیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کا اصول دین اور عقائد سے کیا ربط ہے عقائد میں کسی بات پر اتفاق ہو جانا حجت نہیں ہے مگر حقیقت کا علم اور اس کا یقین ہو جانا۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ تمام احادیث اور یہ تمام روایات جو تو نے بیان کی ہیں ان سب کا مضمون یہ ہے کہ ضروری ہے کہ فی الجملہ شیعوں میں کچھ لوگ اچھے نیک اور بھلے موجود ہوں۔

ایراد ہشتاد و ششم

درصفحہ نمبر ۶۶ قسمت چہارم در معنی حدیث ابن ابی العوجاء میگوید از زبان حضرت صادق ؑ باو فرمودند کہ فرض کنیم کہ حرف آنہا یعنی اہل طواف دروغ باشد و در واقع خدائی و جنتی و ناری و حسابی و بازخواستی نباشد نہایت امر این است کہ اینہا تا زندہ اند چنین اعتقادی دارند تا آخرہ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید دروغ بودن این حرف ہا آیا محال است یا ممکن اگر بگوئی ممکن است پس شک

اور آج تک نہ تو کسی کو پہلے کبھی اس بات کا انکار تھا۔

اور نہ اب کسی کو اس بات کا انکار ہے اور انکے عین کی معرفت لازم نہیں ہے۔ کہ وہ اچھا یا بھلا یا نیک شیعہ کونسا ہے تاکہ وہ رکن ایمان ہو اور جو شخص اس کو نہ پہچانے وہ کافر ہو جائے جیسے کہ خدا و پیغمبر و امام کی معرفت ہے کہ وہ لازم ہے ہاں ان شیعوں کے ساتھ بخوبی محبت رکھنا لازم ہے اور کسی کو بھی اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہے پھر نئی نئی اصطلاحیں گھڑنا اور رکن رابع بنانا اور اس کے منکر کو ناصبی کہنا۔ ان سب چیزوں کا کیا مقصد ہے سوائے اس کے کہ زیر کاسہ نیم کاسہ ہے اگر یہ بات نہیں ہے تو صرف اتنی سی بات کہ کوئی نہ کوئی اچھا آدمی بھلا آدمی ضرور ہے صرف اس بات کے لئے داد و بیداد اور آہ و فغاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے پس تم اس کو سمجھو ہوشیار و بیدار رہو اور غافل نہ بنو۔

ترجمہ ایراد ہشتاد و ششم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۶۶ پر ابن ابی العوجاء کی حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے جو وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان سے کہتا ہے کہ انہوں نے اس کو فرمایا کہ ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ ان اہل طواف (مسلمانوں) کی بات غلط اور جھوٹ ہے اور فی الواقع نہ تو کسی خدا کا کوئی وجود ہو اور نہ ہی کوئی جنت و دوزخ و حساب و بازگشت وغیرہ کچھ ہو تو اس کا نہایت امر یہ ہے کہ وہ جب تک زندہ ہیں اسی اعتقاد پر رہیں۔ تا آخرہ۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ تیرے نزدیک ان تمام باتوں کا جھوٹ ہونا آیا محال ہے یا ممکن ہے

داری در اینکہ خدای و بہشتی و جہنمی ہست یا نہ و کافری و اگر بگوئی محال است پس چگونہ محال را فرض میکنی و حال اینکہ در ایراد سی و چہارم گذشت کہ میگوید فرض محال محال است زیرا کہ فرض بدون تصور نمی شود و تصور محال محال دانستہ) و محال بعقل کسے در نمی آید پس یا از انحراف برگرد یا کافر بشو۔

ایراد ہشتاد و ہفتم

در صفحہ نمبر ۳، قسمت چہارم میگوید کہ مردم محتاج اند بکسی کہ اورا در ہنگام حاجت بہ بینند و مشاہدہ نمایند و دردِ دل خود را باو بگویند و شبہات خود را باو عرضہ نمایند و از او جواب بشنوند و امام غائب ضرور است بعلتہائے دیگر کہ در جلد سیم مذکور شد تا در صفحہ نمبر ۵ میگوید پس بحکم موعظہ حسنہ ہم ازیں فصول واضح شد کہ وجود عالم از عدل و حکمت است و ہمیشہ بودہ و ہمیشہ خواہد بود۔

اگر تو یہ کہے کہ ان تمام باتوں کا جھوٹ ہونا ممکن ہے پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تجھے اس بات میں شک ہے کہ کوئی خدا ہے بھی یا نہیں اور کوئی بہشت و جہنم ہے کہ نہیں، پس اس صورت میں تو پکا کافر ہے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ ان باتوں کا جھوٹ ہونا محال ہے پس تو محال امر کا تصور کس طرح سے کر سکتا ہے جبکہ تو نے یہ کہا ہے کہ فرض محال محال ہے کیونکہ فرض بغیر تصور کے نہیں ہو سکتا۔ اور محال کا تصور کرنا محال امر ہے جیسا کہ ایراد سی و چہارم میں گزر چکا ہے اور محال کسی کی عقل میں آ نہیں سکتا۔ پس اب تو یا تو اپنی اس بات سے انحراف کر یا کافر ہونا تسلیم کر۔

ترجمہ ایراد ہشتاد و ہفتم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۳، پر کہتا ہے کہ لوگ ایک ایسی ہستی کے لئے محتاج ہیں کہ وہ اپنی حاجت اور ضرورت کے وقت اُس کو دیکھ سکیں اور اس کا مشاہدہ کریں اور اپنا دردِ دل اس سے بیان کریں اور اپنا دکھڑا اسے سنائیں اور اپنے شبہات کو اس کے سامنے پیش کریں اور اس سے اُن کے جواب سُنیں اور دوسری وجوہات کی بناء پر جن کا ذکر جلد سوم میں ہو چکا ہے امام غائب ضرور ہے۔

یہانتک کہ صفحہ نمبر ۵، پر کہتا ہے کہ پس محکم موعظہ حسنہ ان فصول سے بھی یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ کسی عالم کا ظاہری طور پر موجود رہنا عدل و حکمت سے ہے۔ اور ایسا عالم ہمیشہ سے موجود رہا ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔

ایراد ہشتاد و ہفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

فاصر گوید در ایراد ہشتاد و چہارم گفت کہ ما ہیچ مقصودی نداریم مگر آنکہ بگویند بہتر از مائی ہست حال میگوید باید آں عالم بہتر ظاہر باشد و ہمہ او را مشاہدہ کنند و در ایراد ہفتاد و ہشتم گفت کہ آں نقبا و نجبا ہم حال مصلحت در ظہور انہا نیست و اگر مصلحت بود خود امام ظہور میکرد حال میگوید آنہا اگر ظاہر باشند ضرری ندارد و دشمنان بفکر آنہا نیستند و در صدد دفع آنہا نیستند و آنہا فارغ البال اظہار دین خدا کنند تا آخر اینہا ہمہ تناقض است و کسی کہ این ہمہ تناقض بگوید یقیناً متابعت او حرام است و تکذیب او در ادعای رکنیت واجب است و موعظہ حسنہ مقتضی ترک متابعت او است و ثانیا در کلمات شیخ احمد احسائی مکرر است کہ لازم نیست بر مردم معرفت این مطالب و اسرار و مقامات پس میگوئیم شبہ نیست کہ ہر کس بر طبق ظاہر شرع راہ رود ناجی است و عقاب ندارد باتفاق ہر دو فریق نہایت آں است کہ با اعتقاد حضرات مقامات عالیہ ندارد و ہر کس دست از ظاہر بردارد و این تاویلات و عقائد حضرات را داشتہ باشد با اعتقاد علمای ظاہر کافر و مخلد در آتش است پس در این راہ احتمال خطر است و عاقل از این راہ نمی رود۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد ہشتاد و چہارم میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس شخص نے یہ کہا تھا کہ ہمارا اس کتاب کے لکھنے سے مقصود سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ وہ اس بات کا اقبال کر لیں کہ ہم سے بہتر بھی کوئی موجود ہے اب اس مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ یہ امر ضروری ہے کہ وہ عالم بہتر ظاہر ہو اور تمام لوگ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہوں۔

اور ایراد ہفتاد و ہشتم میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس شخص نے یہ کہا تھا کہ ان نقبا اور نجبا کے لئے بھی ابھی اس بات میں مصلحت نہیں ہے کہ وہ ظہور کریں اور ظاہر بظاہر لوگوں کے سامنے اپنا اظہار کریں۔ اور اگر ظہور کرنے میں مصلحت ہوتی تو پھر امام بھی ظہور کر سکتے تھے۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ اگر وہ ظاہر ہوں تو ان کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور دشمنوں کو ان کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اور وہ ان کے دفع کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور وہ فارغ البال ہو کر دین خدا کا اظہار کر سکتے ہیں تا آخر۔

اس کی یہ تمام باتیں ایک دوسری کے متضاد و متناقض ہیں اور ایسا آدمی کہ جو اس قدر تضاد بیانی سے کام لے اور جس کی باتوں میں اتنا تناقض ہو۔ یقیناً ایسے شخص کی متابعت حرام ہے اور اس کے دعوائے رکنیت میں اس کی تکذیب کرنا اور اس کو جھٹلانا واجب ہے اور موعظہ حسنہ اس امر کا مقتضی ہے کہ اس کی متابعت نہیں کرنی چاہیئے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی نے بار بار یہ کہا ہے کہ لوگوں پر ان مطالب و اسرار اور ان مقامات کی معرفت حاصل کرنا لازم نہیں ہے پس ہم کہتے ہیں کہ اس بات میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ جو شخص ظاہر شرع کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور ظاہر شرع پر چلتا ہے وہ نجات پانے والا ہے اور اس کے لئے کوئی بھی عقاب و عذاب و سزا نہیں ہے اور اس پر حضرات شیخیہ کا اتفاق ہے اور انتہائی بات جو حضرات شیخیہ کے نزدیک ان مطالب و

ایرادِ ہشتاد و ہشتم

در صفحہ نمبر ۸، قسمت چہارم میگوید خداوند غیب الغیوب مجہول الکنہ خود را اول برائے خلق اول کہ ولی مطلق است بمحمد بن عبداللہ ستودہ پس محمد وصف اول خدا است کہ خدا خود را باں برائے ولی کہ خلق اول است ستودہ۔ وحقیقت خلق اول مقام ولی است واخبار و آثار ہمہ بآں شہادت میدہند تا میگوید و ہمچنیں آں اخبار کہ اول ما خلق اللہ عقلی من و روح من است۔ عقل نبی غیر نبی است و روح نبی غیر نبی است۔ وعقل ونفس و روح نبی ولی است، و مضاف غیر مضاف الیہ است پس نفس نبی ہماں ولی است بنصِ قرآن ونفس بر روح وعقل اطلاق میشود۔ تا میگوید پس اول ما خلق اللہ ولی است بقولِ مطلق و نبی آں مثال خدا است و نورِ خدا است کہ در آئینۂ دل ولی افتادہ است پس او موضع الرسالۃ است یعنی موضع رسول است کہ رسول در او است و بایں معنی اشارہ است کہ فرمودند بین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی مابین قبر من و منبر من کہ علی و مہدی باشد آئمہ ہستند تا آخرہ۔

اسرار کی معرفت نہ رکھنے کی صورت میں ہے وہ صرف یہ ہے کہ ایسا شخص مقامات عالیہ نہیں رکھتا لیکن اس کے برعکس ہر وہ شخص کہ جو ظاہر شریعت سے دستبردار ہو جائے علمائے ظاہر کے اعتقاد کے مطابق ایسا شخص کافر ہے اور جہنمی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ آتش جہنم میں رہنے والا ہے اور کوئی عقلمند انسان اس راستہ کو اختیار نہیں کر سکتا۔

ترجمہ ایرادِ ہشتاد و ہشتم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۸، پر کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے کہ جو خود غیب الغیوب ہے اور ایسی ہستی ہے کہ جس کی کنہ معلوم نہیں ہو سکتی۔ سب سے پہلے اپنی تعریف یوں کی کہ خود کو خلق اول کے طور پر کہ وہ ولی مطلق ہے، محمد بن عبداللہ کہا، پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ خدا کا وصفِ اول ہیں کہ خدا نے خود کی اس کے ذریعہ سے ولی کے طور پر کہ وہ خلقِ اول ہے تعریف کی۔

اور خلق اوّل کی حقیقت مقام ولی ہے اور اخبار و آثار سب کے سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں یہاں تک کہ کہتا ہے کہ اس طرح وہ احادیث کہ جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ اول ما خلق اللہ میری عقل ہے اور میری روح ہے (بھی اس بات پر گواہ ہیں)

عقل نبی غیر نبی ہے اور روح نبی بھی غیر نبی ہے اور عقل و روح و نفس نبی کی اصل حقیقت ولی ہے اور مضاف غیر مضاف الیہ ہوا کرتا ہے پس نص قرآن کی رو سے نفس نبی ہی ولی ہے۔ اور نفس کا عقل و روح پر اطلاق ہوتا ہے یہاں تک کہتا ہے کہ پس اول ما خلق اللہ ولی ہے قول مطلق کی رو سے اور اس کا نبی مثال خدا ہے اور نورِ خدا ہے کہ جو ولی کے دل کے آئینہ میں پڑا ہے پس وہ ولی موضع الرسالۃ ہے یعنی موضع رسول ہے کہ رسول اُس ولی کے اندر ہے اور اس جہت سے وہ ولی قبر رسول ہے اور اس کا محل ہے اور اسی حقیقت کی طرف اس حدیث

ایراد هشتاد و ہشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اول آنکہ در ایراد اول و باقی ایراد ها گذشت کہ میگوید ہر چہ غیر از ذات خدا است ہمہ خلق اند و حادث اند حال میگوید اول خلق ولی است کہ حضرت امیر باشد پس باید پیغمبر بعد از او خلق شدہ باشد چراکہ در ایراد بیست و سویم گفت کہ اول خلق دو نمی شود والا باید خالق دو باشد و این خلاف ضروری است کہ پیغمبر بعد خلق شدہ باشد و متناقض کلمات خودش است در ایراد ہای سابقہ کہ میگفت آلت کلی خلق کہ از آن کلی تر نیست حضرت پیغمبر است و او محرک ہمہ خلق است وثانیا در ایراد چہارم معنی وحی توحید را کرد و حقیقت پیغمبر را تشبیہ کرد بآئینہ و نور خدا را کہ در او افتادہ است وحی گرفت حال میگوید حقیقت پیغمبر خود نور خدا است کہ در آئینہ دل ولی افتادہ است پس بنا بر آن تحقیق باید ولی بگوید انما انا لبشر مثلکم یوحی الی تا آخر۔ وثالثا در ایراد بیست و سیم گفت قرآن ہماں عقل نبی است چراکہ علم نبی از قرآن است واگر قرآن غیر از آں باشد باید بعد از آں خلق شدہ باشد پس باید اول ما خلق اللہ اول جاہل باشد و بعد ------ عالم شود حال میگوید عقل نبی ولی است و معلوم است کہ مرتبہ ولی بعد از نبی است و نبی آلت کلی است

میں اشارہ کیا گیا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ بین قبری و منبری روضة من ریاض الجنة۔ کہ میری قبر اور میرے ممبر کے درمیان ایک باغ ہے۔ بہشت کے باغوں میں سے یعنی میری قبر اور میرا ممبر علی و مہدی ہیں۔ میری قبر علی ہیں اور میرا ممبر مہدی ہیں اور ان دونوں کے درمیان آئمہ علیہم السلام ہیں تا آخرہ۔

جواب آیت اللہ العظمیٰ آقائے شہرستانی

سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ ایراد اول میں اور باقی دوسرے سابقہ ایرادات میں گزر چکا ہے کہ جہاں پر یہ شخص کہتا ہے کہ غیر از خدا جو کچھ بھی ہے وہ سب کی سب خلق ہیں اور حادث ہیں اب یہ شخص یہ کہتا ہے کہ اول خلق ولی ہے کہ وہ ذات جناب امیر علیہ السلام ہے پس اس کی اس بات سے لازم ہوا کہ ذات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ذات جناب امیر سے بعد میں خلق ہوئی ہو۔ کیونکہ اس نے ایراد بیست و سیم میں یوں کہا تھا۔ کہ اول خلق دو نہیں ہو سکتے ورنہ اس سے لازم و ضروری ہو گا کہ خالق بھی دو ہوں۔

اس شخص کی یہ بات خلاف ضروری اسلام ہے کہ یہ کہا جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ ذات جناب امیر سے بعد میں خلق ہوئے ہوں اور یہ بات خود اس شخص کی بیان کردہ اپنی ہی تمام باتوں کے خلاف ہے اور خود اس کے اپنے دعوؤں کے متضاد و متناقض ہے جیسا کہ اس کا بیان ایراد ہائے سابقہ میں گزر چکا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ آلت کلی خلق کہ اس کلی سے کلی تر کوئی نہیں ہے وہ ذات حضرت پیغمبر ہے اور وہی تمام مخلوق کی جنبانندہ و محرک ہے یعنی ذات حضرت پیغمبر ہی باقی تمام مخلوق کی خالق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایراد چہارم میں وحی کے معنی بتلاتے ہوئے وحی کو توحید خداوندی قرار دیا تھا اور حقیقت محمدیہ کو یعنی پیغمبر صلعم کو آئینہ کے ساتھ تشبیہ دی تھی اور نور خدا کو جو کہ اس آئینہ کے اندر پڑا تھا اور اس

پس باید علم نبی بواسطہ ولی باشد و در مرتبہ خود جاہل باشد و رابعاً در ایراد سی و سیم گفت کہ نفس یکدرجہ از عقل پائین تر است و در عالم ملکوت و عالم عقل عالم جبروت و مقام ولی را مقام نفس میداند پس چگونہ اطلاق عقل بران صحیح است و چگونہ اول ما خلق اللہ بیشود نفس پس عالم لاہوت و جبروت کجا میروند باری این حرف اینجا مناقض باہمہ حرفہای سابق است و ظاہراً در اینجا حیرت زدہ است و خامساً در ایراد یازدہم گفت باید کلام آقا را برہمان ظاہرش گذاشت و تاویل کار را خراب میکند حال حدیث را ببین چگونہ معنی میکند و انصاف بدہ کہ تاویل چیزی غیر ازین است

نورِ خدائے واحد کو ہی جو آئینہ میں منعکس ہو رہا تھا۔ وحی تبلایا تھا اب اس مقام پر یہ شخص یہ کہتا ہے کہ حقیقتِ محمدیہ یعنی حقیقت پیغمبر خود نور خدا ہے کہ ولی کے دل کے آئینہ میں پڑا ہے پس اس صورت میں حقیقتِ محمدیہ تو خدا ہوئی اور اس کے نور کا عکس ولی کے دل کے آئینہ میں پڑنے کی وجہ سے وہ توحید کی وحی بن گئی پس اس صورت میں تو ولی کو یہ کہنا چاہیئے کہ انا بشر مثلکم یوحی الی تا آخر۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایراد بست و سوم میں اس شخص نے یہ کہا ہے کہ قرآن وہی عقل نبی ہے یعنی عقل نبی کا دوسرا نام قرآن ہے کیونکہ نبی کا علم قرآن سے ہی ہے اور اگر قرآن عقل نبی کا غیر ہوگا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ قران اس کے بعد خلق ہوا ہوگا۔ پس اس سے یہ ضروری ہوگا کہ اوّل ما خلق اللہ پہلے جاہل ہوا اور اس کے بعد عالم بنے اب یہ شخص یہ کہتا ہے۔ کہ عقل نبی فی الحقیقت ولی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ ولی کا مرتبہ نبی کے بعد ہے اور نبی آلت کلی کلّی ہے پس اس صورت سے یہ بات لازم آئے گی کہ علم نبی بواسطہ ولی ہوا ہو اور وہ نبی خود اپنے مقام و مرتبہ میں جاہل ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ایراد سی و سوم میں گزر چکا ہے کہ اس شخص نے یہ کہا ہے کہ نفسِ عقل سے ایک درجہ نیچے ہے اور وہ عالمِ ملکوت ہے اور عالم عقل کو عالم جبروت کہا ہے اور مقام ولی کو مقامِ نفس جانتا ہے پس عقل کا ولی کے اوپر اطلاق کس طرح سے صحیح و درست ہو سکتا ہے ؟ اور نفس اول ما خلق اللہ کیسے بن سکتا ہے ؟ اور عالمِ لاہوت اور عالمِ جبروت کہاں چلے جائیں گے ؟ بہرحال اس شخص کی یہ بات اس کی سابقہ تمام باتوں کے خلاف و متضاد و متناقض ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ اس شخص نے ایراد یازدہم میں یہ کہا تھا۔ کہ یہ بات ضروری و لازمی ہے کہ آقا کے کلام کا وہی مفہوم مُراد لیا جائے۔ جو اس کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتے ہیں اور تاویل کام کو خراب کر دیتی ہے اب تو خود اس حدیث کے الفاظ کی طرف دیکھ اور اُن

ایراد ہشتاد و نہم

درصفحہ نمبر ۸۳ قسمت چہارم میگوید. کتاب وسنت را ترجمہ نہ کردہ است مگر مشائخ ما وتا زمان ایشاں کتاب وسنت برطاق نسیاں گذاشتہ بود تا میگوید. پس نمی دانستہ از کتاب مگر ظاہر عربی آنرا وہم چنیں از اخبار کجا قرار بود کہ جمیع علوم وحقائق ومعارف را علماء از احادیث استنباط کنند وشاہد از احادیث داشتہ باشند تا می گوید پس اگر نہ ایں بود کہ ترجمان کتاب وسنت نقبا بودند چگونہ حل نمی شد مگر بایں علم ودرمیان کل علماء وحکماء اولین وآخرین ایں منصب شریف چگونہ مخصوص ایں قوم بود نہ غیر ایشاں تا آخرہ۔

معنی میں غور کر جو تو نے کئے ہیں اور خدا انصاف کر کہ کیا تاویل اس کے سوا اور کسی کو کہتے ہیں؟

ترجمہ ایراد ہشتاد و نہم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۸۳ پر کہتا ہے کہ آج تک کسی نے بھی کتاب الٰہی اور سنت رسالت پناہی کا ترجمہ نہیں کیا اب ہمارے مشائخ نے آکر کتاب الٰہی اور سنت پیغمبر کی ترجمانی کی ہے جب تک ہمارے مشائخ دنیا میں نہیں آئے کتاب خدا بھلا دی گئی تھی اور سنت پیغمبر طاق نسیاں پر رکھی ہوئی تھی۔

یہاں تک کہ کہتا ہے پس اب تک کسی کو کتاب خدا کی حقیقت کا کچھ علم نہ ہو سکا سوائے اس کی ظاہری عربی کے اور اس طرح سے علماء میں یہ کہاں طاقت تھی کہ احادیث سے تمام علوم وحقائق ومعارف کو استنباط کر لیتے اور اپنے مطلب پر احادیث میں سے کسی حدیث کی شہادت پیش کر سکتے یہاں تک کہ کہتا ہے کہ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتاب خدا اور سنت پیغمبر کے ترجمان حقیقی نقباہی تھے، اگر وہ ہوتے تو یہ مطالب کیسے حل نہ ہوتے؟ مگر ان کا حل صرف ان کے علم پر موقوف تھا۔ اور کل علماء وحکماء اولین وآخرین کے درمیان یہ منصب شریف (یعنی نقباو نجبا ورکن رابع کا منصب) کس طرح سے اس قوم کے ساتھ مخصوص ہو چکا تھا اور ان کے علاوہ یہ منصب کسی اور کے حصہ میں نہ آیا تھا تا آخرہ۔

ایراد هشتاد و نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اگر ہمہ استنباطات ایشاں مثل حدیث قبری و خمبری باشد (چنانکہ در ایراد سابق گذشت) کہ بسیار سہل است ہر مطلبے را بخواہند از ہر آیہ قرآن و خبری استنباط کنند میشود مثل اینکہ اول ماخلق اللہ پیغمبر است بدلیل یوم نطوی السماء کطے السجل للکتب کہ اہل حکمت می فہمند ولفہم عوام نمی رسد و بدلیل خلق لکم ما فی الارض جمیعا و بدلیل اذا قمتم الی الصلواۃ فاغسلوا وجوھکم و بدلیل اقیمو الصلواۃ واتوا الزکواۃ و بدلیل والمرسلات عرفا و بدلیل وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر وغیر اینہا و اگر باید انہ آں فہمیدہ شود بنحو متعارف بی لغز و معما پس ہیچ مطلب از مطالب خود شاہدے از کتاب و سنت ندارند و تصدیق آنہا بی معجزہ نمیتواں کرد و ثانیا غرض از ایں دلیل حکمت ایں بود کہ ثابت کند لزوم وجود نقبا را در ہر زمان و حال میگوید ایں منصب مختص بمشایخ ما است و بیشتر نبودہ پس ہمہ دلیل باطل و عاطل شد باعتراف خود ت حال زحمت بکشش و ثابت کن نقابت خود و مشایخ خود را

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اگر ان مشائخ کے تمام استنباطات یعنی روسائے شیخیہ کے کتاب و سنت سے مطالب اخذ کرنے کا انداز تمام کا تمام اسی طور پر ہے جس طور سے کہ انہوں نے حدیث "بینہ قبری و ممبری" کا مطلب بیان کیا ہے جس کا بیان ایراد سابق میں ابھی ابھی گزرا ہے اور جس کا مطلب انتہائی صاف، سادہ، آسان اور سہل ہے، تو پھر تو وہ جس مطلب کو بھی چاہئیں اور جس آیت اور جس حدیث سے بھی چاہئیں استنباط کر سکتے ہیں اور جو مطلب چاہئیں استنباط کر سکتے ہیں اور جو مطلب چاہیں جس آیت و حدیث سے اخذ کر سکتے ہیں۔

مثلاً یہ کہ اول ماخلق اللہ پیغمبر ہیں اور دلیل کے طور پر اس آیت سے استنباط کریں اور یہ کہیں کہ یہ مطلب اس آیت سے اخذ ہوتا ہے کہ جو خدا نے فرمایا ہے "یوم نطوی السماء کطے السجل الکتب" یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ اول ماخلق اللہ پیغمبر ہیں مگر اس کے وجہ استدلال کو صرف اہل حکمت (فلاسفہ) ہی سمجھتے ہیں اور عوام کی سمجھ میں یہ بات آنے والی نہیں ہے۔

اور اسی طرح اس مطلب کو ان آیات سے اخذ کر کے پیش کریں اور یہ کہیں کہ پیغمبر کے اول مخلوق ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ:۔ "خلق لکم ما فی الارض جمیعاً"۔ اور ایک دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ "اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو وجوھکم" اور ایک دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ:۔ "واقیمو الصلوٰۃ وآتو الزکوٰۃ" اور ایک دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ:۔ "والمرسلات عرفا" اور ایک دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ "وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر" وغیرہ وغیرہ

اور اگر کتاب خدا اور سنت پیغمبر سے بطریق متعارف مفہوم مراد لیا جائے اور ان کے مفہوم کو چیستان و معما کے طور پر حل نہ کیا جائے۔ تو پھر یہ بات سب پر عیاں ہو جائے گی کہ ان کے پاس اپنے مطالب اور اپنے دعاوی کے ثابت کرنے کے لئے

ایراد نودم

در صفحہ نمبر ۸۴ قسمت چہارم میگوید آنچہ دریں دنیا است از قرانات و انفصالات عرضی است و عبرتی با نہا نیست در نزد خدا و رسول و آئمہ و اولیاء و کلمات آنہا باین اعراض منصرف نمی شود

ایراد نودم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد ہشاد و ہفتم گفت باید آں واسطہ در ظاہر دنیا باشد و مردم او را بنیند و درد دل با نہا بگویند حال میگوید اعراض ایں دنیا قابل نیست و محل اعتنا نیست و کلام باں منصرف نیست پس آں کلام باطل شد و تناقض گردید۔

کتاب خدا اور سنت پیغمبر سے ایک بھی شاہد موجود نہیں ہے اور ان کی باتوں کی تصدیق سوائے معجزہ کے اور کسی چیز سے نہیں ہوسکتی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حکیمانہ دلیل سے ان حضرات کی غرض یہ تھی کہ وہ یہ ثابت کریں کہ ہر زمانے میں نقبا کا وجود لازمی ہے اور اب یہ شخص کہتا ہے کہ یہ منصب شریف ہمارے مشائخ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس سے پہلے یہ منصب تھا ہی نہیں پس اس سے خود تیرے اپنے اعتراف سے ہی تیری تمام دلیل باطل و عاطل ہوگئی لہذا اب تو اس امر کے ثابت کرنے کے لئے زحمت اٹھا کہ تو خود اور تیرے مشائخ کس طرح سے نقبا بنتے ہیں؟

ترجمہ ایراد نودم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۸۴ پر کہتا ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے خواہ وہ قرانات سے ہوں یا انفصالات سے کوئی چیز ہوں، سب کی سب عرضی ہے اور خدا و رسول و آئمہ اطہار اور اولیاء کے نزدیک وہ سب کی سب ناقابلِ اعتبار ہیں اور ان کے کلمات ان اعراض کی طرف منصرف نہیں ہوتے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے ایراد ہشتاد و ہفتم (۸۷) میں کہا تھا کہ ضروری ہے کہ آئمہ طاہرین اور خلق کے درمیان وہ واسطہ ظاہر بظاہر دنیا میں موجود ہو تا کہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس سے اپنا دردِ دل

ایراد نود و یکم

در صفحه نمبر ۸۸ قسمت چهارم نقل می کند حدیثی را که بعضی مضمونش این است. در اقسام فقهاء و بعضے دیگر قومی ناصبی اند که نمی توانند که قدح در ما کنند پس بعضی از علوم صحیحه ما را یاد میگیرند و رئیس می شوند در نزد شیعه و کم قدر می شوند نزد ناصبیان پس زیاد می کنند بانچه از ما یاد گرفته اند اضعاف آنرا و اضعاف اضعاف آنرا از دروغهائے بر ما که ما از آں بیزاریم پس قبول می کنند از آں تسلیم کنندگان شیعه بگمان اینکه آں از علمهائے ما است پس گمراه شدند آں ناصبیان و گمراه کردند و آنها ضررشان بر شیعان ما بیشتر است از جیش یزید ابن معویه بر حسین علیه السلام در اصحاب او تا آخر۔

بیان کریں. اب یہ شخص یہ کہتا ہے کہ اس دنیا کے اعراض قابل نہیں ہیں اور محل اعتنا و اعتبار نہیں ہیں اور ان کا کلام اس کی طرف منصرف نہیں ہوتا. پس اس سے اس کا وہ کلام باطل ہوگیا اور متضاد و متناقض ہوگیا۔

ترجمہ ایراد نود و یکم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۸۸ پر ایک حدیث نقل کرتا ہے کہ اس حدیث کے مضمون کا ایک حصہ یہ ہے "اقسام فقہاء میں، اور بعض دوسرے لوگ ناصبی قوم ہے کہ جو کھلم کھلا ہماری مزمت اور قدح کرنے کی طاقت و ہمت نہیں رکھتے پس ان کا طریق کار یہ ہے کہ وہ ہمارے علوم صحیحہ میں سے کچھ کو یاد کر لیتے ہیں اور شیعوں کے پاس رئیس بن جاتے ہیں اور ناصبیوں کے نزدیک کم قدر ہو جاتے ہیں اس کے بعد وہ ان باتوں میں جو انہوں نے ہمارے علوم میں سے یاد کی ہیں بڑھانا شروع کرتے ہیں اور ہماری باتوں کو بڑھاتے بڑھاتے دوگنا کر دیتے ہیں اور اس دوگنی بنائی ہوئی باتوں کو پھر چارگنی کر دیتے ہیں اور ان تمام جھوٹ اور دروغ باتوں کی نسبت ہماری طرف دیتے ہیں کہ ہم ان کی ان تمام باتوں سے بری و بیزار ہیں. پس اُن کی اُن باتوں کو ہمارے شیعہ اس گمان کی بناء پر تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان کی یہ بیان کردہ باتیں تمام کی تمام ہمارے علم سے حاصل کر کے بیان کی گئی ہیں. پس وہ ناصبی اس طرح سے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ہمارے شیعوں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں. ان لوگوں کا ہمارے شیعوں کے اوپر یہ ضرر اُس ضرر کی نسبت کہیں زیادہ ہے کہ جو یزید ابن معاویہ کے لشکر کی طرف سے حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو پہنچا تھا تا آخر۔

ایراد نود و یکم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید انصاف بدہ کہ این فقرہ حدیث چہ قدر مناسب حال صاحب کتاب ارشاد است اما ناصبی بودنش بجہتہ اینکہ نسبت بعلمای گذشتہ نسبت ہای بد دادہ و آنہا را جاہل گفتہ و دوہ وللہ نموادہ و افترا بر آنہا بستہ و علمای احیار را سب و لعن کردہ و شیطان نمودہ و حال آنکہ آنہا ہمہ دوستان و موالیان اہل بیت اند و خودش میگوید ناصبی کسی است کہ با شیعیان دشمنی داشتہ باشد و اما باقی فقرات پس بجہتہ اینکہ این شخصی است کہ مدتی در علوم ظاہر درس خواندہ چون یافت کہ او را قابلیت تکمیل این مقام نیست و باین سبب نمی تواند رئیس شود لہذا رفت و قدری علوم صحیحہ آئمہ را یاد گرفت و اضعاف اضعاف آنہا دروغ بر آنہا افزود و رئیس شد و قبول نمودند از او تسلیم کنندگان شیعہ بگمان اینکہ آن از علوم آئمہ است پس گمراہ شد و گمراہ نمود و ضرر او بر شیعیان بیشتر از ضرر یزید است بر اصحاب سید الشہداؑ چرا کہ اینہا بدرجہ شہادت رسیدند و اینہا بدرک شقاوت فرو رفتند و این فقرہ ربط بعلمای ظاہر ندارد بجہتہ اینکہ طریقہ آنہا خلفا عن سلف ہمین نحو بودہ است تا زمان آئمہ و ہمہ ہمتشان در فہم احکام ایشان است از کتاب و سنت و چیزی از خود بران نمی افزایند و اگر اختلافی در فروع احکام بکنند یا زیاد و کم کنند ضرری بدین مت ابعان نمیرسد بخلاف اصول دین کہ تخلف در آن باعث خلود در آتش است پس چہ خوب حدیث شریفی است اگر تابعین این شخص در آن تامل کنند کہ باعث نجات آنہا خواہد شد۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ذرا انصاف کر اور دیکھ کہ اس حدیث کی یہ عبارت صاحب کتاب ارشاد العوام کے حال کے کس قدر مناسب ہے کیونکہ اس کا ناصبی ہونا تو اس بات سے ظاہر ہے کہ اُس نے تمام علمائے گذشتہ کی طرف بہت بُری بری نسبتیں دی ہیں اس نے ان سب کو جاہل کہا ہے۔ اُس نے اُن سب کو "دوہ وللہ" کا خطاب دیا ہے۔ یعنی نوکرانیاں اور خادمائیں کہہ کر یاد کیا ہے۔ ان کے اوپر طرح طرح کی تہمتیں اور بہتان باندھے ہیں اور تمام علمائے موجودین کو گالیاں نکالی ہیں۔ اور لعن کیا ہے اور اُن سب کو شیطان کہا ہے۔ حالانکہ وہ سب کے سب شیعہ ہیں اور دوستان و موالیان اہل بیت ہیں۔ درآنحالیکہ یہ شخص خود ہی یہ کہتا ہے کہ ناصبی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو شیعوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو۔

اب رہا باقی فقرات کا حال پس اس کا سبب یہ ہے کہ یہ شخص وہ ہے کہ جس نے کچھ عرصہ علوم ظاہری کا سبق پڑھا ہے، جب اس نے یہ محسوس کیا کہ اس میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ ان علوم کی تکمیل کرے اور منزل کمال کو پہنچے، لہذا اُس نے اندازہ لگایا کہ وہ اس طریقہ سے رئیس بننے کی اہلیت نہیں رکھتا لہذا وہ چلتا بنا۔ اور آئمہ اطہار کے کچھ علوم صحیحہ کو یاد کر لیا۔ اور اُن میں اپنی طرف سے جھوٹ بڑھا بڑھا کر دوگنا چوگنا کر کے اضافہ کیا اور اس طرح سے رئیس بن بیٹھا اور شیعوں میں سے اس کی باتوں کو بعض قبول کرنے والوں نے اس گمان پر تسلیم کر لیا کہ یہ علوم آئمہ علیہم السلام سے ہیں، پس یہ شخص خود بھی گمراہ ہو گیا۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ اور اس کا ضرر شیعوں کے لئے اُس ضرر سے کہیں زیادہ ہے کہ جو ضرر لشکر یزید ابن معویہ سے اصحاب سید الشہداؑ کو پہنچا تھا۔ چونکہ اصحاب سید الشہداؑ تو شہید ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہو گئے لیکن ان گمراہوں نے درک شقاوت کیا اور بدبختی کے کنوئیں میں غرق ہو گئے۔ اور حدیث کا یہ فقرہ علمائے ظاہر کے ساتھ کوئی ربط نہیں رکھتا، کیونکہ ان کا طریقۂ کار تا زمان آئمہ خلف سے لیکر سلف

ایراد نود و دوم

در صفحہ نمبر ۹۲ قسمت چہارم میگوید. وچنیں باب از برائے ایشاں ہست یعنی آئمہ بجہت آنکہ خدا امر کردہ است کہ داخل بیت ولایت شویم از بابش۔ اگر درش بستہ بود چگونہ امر بہ فوق طاقت بمردم میکرد۔

تک اسی طور پر رہا ہے کہ انہوں نے آئمہ اطہار کے احکام کو سمجھنے میں اپنی تمام ہمتیں صرف کر دی ہیں۔ اور انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ کتاب وسنت سے صحیح طور پر استنباط کر کے بیان کیا ہے۔

اور انہوں نے آج تک کوئی چیز فرمودات خدا وپیغمبر وآئمہ اطہار میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے نہیں بڑھائی ہے اور اگر اُن کے درمیان فروع احکام میں کوئی اختلاف ہوتا ہے یا کوئی زیادتی یا کمی ہوتی ہے تو اُس کی وجہ سے متابعت کرنے والوں کے دین میں کسی قسم کا کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا لیکن اسکے برخلاف اگر اصول دین میں اختلاف پڑ جائے تو اس میں تخلف آتشِ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا سبب بن جائے گا۔

پس یہ حدیث شریف کتنی اچھی اور بہترین حدیث ہے۔ اگر اس شخص کے تابعین اس حدیث کے مضمون میں تامل کریں اور اس میں اچھی طرح سے غور وفکر کریں تو یہ حدیث ان کی نجات کا باعث بن جائے گی۔

ترجمہ ایراد نود و دوم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۹۲ پر کہتا ہے کہ ایسا باب (دروازہ) اُن یعنی آئمہ علیہم السلام کے لئے موجود ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم بیت ولایت میں ان کے دروازوں سے داخل ہوں، اگر اس (بیت ولایت) کا دروازہ بند ہوتا تو لوگوں کو اس امر کا حکم کس طرح سے دیا جا سکتا۔ تھا کہ جو اُن کی طاقت سے مافوق اور قوت سے باہر ہو۔

ایراد نود و دوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اولاً در ایراد نودم گفت کلمات خدا و رسول باین اعراض دنیا منصرف نمیشود پس میگوئیم بان قاعده مراد از باب بیوت نه درے است که در این دنیا ظاهر باشد بلکه مراد در عالم رجعت است یا قیامت مثل اینکه باقی اخبار را باین نحو حمل میکردی و ثانیاً در ایراد هشتاد و نهم گفت که این منصب نقابت و نجابت که باب آئمه اند مختص مشایخ ما است و این منصب را احدی از حکمای متقدمین و متاخرین نداشته اند پس میگوئیم کسانی که پیش از مشایخ شما در این دنیا بودند. آیا مکلف نبودند که داخل بیوت شوند از در یا بودند اگر نبودند حال هم نباشند کی گفت که این آیۃ تا فلان زمان حکم ندارد و بعد عمل بان واجب است و اگر مکلف بودند پس باب آن بیوت پیش از مشایخ شما کی بود اگر علمای ظاهر بودند حال هم باشند و اگر نقبا و نجبا بودند تو گفتی این منصب را پیش از مشایخ ما کسی نداشته و کتاب و سنت به طاق نسیان گذاشته بود و شبہات حکما و فلاسفہ لاینحل مانده بود و اگر آنها هم نبودند پس در بسته بود و تکلیف فوق طاقت مردم بود باری هر چه نسبت بزمان سابق بمشایخت میگوئی ما در این زمان هم میگوئیم و قبول نداریم که اینها افضل از علمای گذشته باشند و خودشان هم ادعا نمی کردند.

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس شخص نے ایراد نودم میں یوں کہا ہے کہ خدا و رسول کے کلمات اس دنیا کے اعراض پر منصرف نہیں ہوتے۔ پس ہم تیرے اس بیان کردہ قاعدہ کے مطابق کہتے ہیں کہ باب بیوت سے مراد ایسا دروازہ نہیں ہے کہ جو اس دنیائے ظاہر میں موجود ہو۔ بلکہ اس سے مراد عالم رجعت میں ہے یا قیامت میں ایسا ہو گا جیسا کہ تو نے باقی احادیث کو اسی نحو سے محمول کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تو نے ایراد ہشتاد و نہم (۸۹) میں کہا ہے کہ یہ منصب نقابت و نجابت کہ جو باب آئمہ علیہم السلام ہیں۔ ہمارے مشائخ کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور حکماء و علماء متقدمین و متاخرین میں سے کسی کے پاس بھی یہ منصب نقابت و نجابت یا بابیت آئمہ نہیں تھا۔

پس ہم تجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ وہ تمام لوگ کہ جو تمہارے مشائخ سے پہلے اس دنیا میں موجود تھے آیا وہ اس بات کے لئے مکلف نہیں تھے کہ وہ ان بیوت ولایت کے اندر دروازوں سے داخل ہوں؟ یا وہ بھی اس بات کے لئے مکلف تھے۔

پس اگر وہ تمام لوگ جو تمہارے مشائخ سے پہلے اس دنیا میں گزر چکے ہیں اگر وہ اس بات کے لئے مکلف نہیں تھے کہ وہ ان بیوت ولایت کے اندر (باب) (دروازوں) تھے داخل ہوں تو پھر اب بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، کہ کوئی شخص اس بات کے لئے مکلف ٹھیرایا جائے آخر یہ بات کس نے کہی ہے کہ یہ آیت فلاں زمانے تک معطل ہے اور ناقابلِ نفاذ و عمل ہے اور اس زمانے اور اتنے بڑے عرصے کے بعد اس آیت پر عمل کرنا واجب ہو گا۔

اور اگر وہ تمام لوگ جو تمہارے مشائخ سے پہلے اس دنیا میں ہو گزرے ہیں اگر وہ بھی اس امر کے سلئے مکلف تھے تم پھر بتاؤ کہ تمہارے مشائخ سے پہلے اُن لوگوں کے واسطے بیت ولایت کے باب (دروازے)، کون تھے۔

ایراد نود و سوم

درصفحه ۱۰۸ قسمت چهارم درضمن اخباری که بانها استدلال میکند بر رکن رابع میگوید واز آنجمله حدیثی است که حضرت عسکری از پدر بزرگوارش روایت فرموده است که فرمود اگر نه کسانی بودند که باقی می ماندند بعد از غیبت قائم شما از علمای دعوت کنندگان بسوی امام علیه السلام و دلالت کنندگان بر او و رانندگان از دین او بحجتهائے خدا و نجات دهندگان ضعفای بندگان خدا از دامهای ابلیس و مردہ او و از بلیهای ناصبیان هر آئینه باقی نمی ماند احدی مگر آنکه مرتد می شد از دین خدا ولکن ایشان کسانی اند که نگاہ میدارند مهار دلهائے ضعفائے شیعه را چنانکه نگاہ می دارد صاحب کشتی سکان کشتی را و ایشانند افضلون در نزد خدا پس می گوید شک نیست که این علماء که دعوت بسوی امام می کنند و دلالت بر او میکنند این علمائے ظاهر نیستند تا آخر۔

اگر وہ علمائے ظاہر تھے تو اب پھر اب بھی وہی ہوں گے اور اگر اس وقت بھی وہ بیت ولایت کے باب نقبا و نجبا ہی تھے تو تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ تمہارے مشائخ سے پہلے یہ منصب اور کسی کو آج تک ملا ہی نہیں ہے اور کتاب وسنت طاق نسیاں پہ رکھی ہوئی تھی اور حکماد وفلاسفہ کے شبہات اُسی طرح لاینحل چلے آرہے تھے اور اگر سابق زمانے میں تمہارے یہ نقبا ونجبا یا باب بیوت ولایت موجود نہیں تھے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت یہ دروازہ بند تھا، لہذا اس دروازے میں کہ جو موجود ہی نہیں تھا لوگوں کو داخل ہونے کا حکم اُن لوگوں کی طاقت سے باہر تھا۔ بہرحال تو اپنے مشائخ سے پہلے کے زمانے کے بارے میں جو کچھ بھی کہے گا اس زمانے کے لئے ہمارا جواب بھی وہی ہوگا۔ اور ہمیں تیری یہ بات ہرگز بھی قبول نہیں ہے کہ تیرے یہ مشائخ علمائے گزشتہ سے کسی طرح بھی افضل تھے۔ اور خود انہوں نے بھی کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

ترجمہ ایراد نود و سوم

قسمت چہارم کے صفحہ ۱۰۸ پر ان احادیث کے ضمن میں کہ جن سے رکن رابع کو ثابت کرنے کے لئے استدلال کیا ہے بیان کرتا ہے کہ ان احادیث میں سے ایک حدیث وہ ہے کہ جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے قائم علیہ السلام کی غیبت کے بعد ایسے لوگ ہونے کہ جو تمہارے قائم کے بعد علماء میں سے باقی رہے کہ جو تمہارے امام کی طرف لوگوں دعوت کریں اور ان کی طرف رہنمائی کریں اور حجت ہائے خدا کے ذریعہ سے اس کے ین کی مشکلات کو دور کریں اور بندگان خدا میں سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو ابلیس کے ال میں پھنسنے سے نجات دلائیں اور اس کے مردہ اور ناصبیوں کے پہلوانوں سے چھٹکارا دلائیں

ایراد نود و سوم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید در ایراد ہشتاد و نہم گذشت کہ میگوئید این منصب نقابت مخصوص بما و مشائخ ماست و پیش از ایشان کتاب و سنت بر طاق نسیان گذاشتہ بود و کسے آنہا را نمی فہمید و در ایراد ہفتاد و سیم علمای بعد از زمان غیبت را دوہ وللہ گفتہ بود و اجماع ہمہ را بر جہالت میدانست حال باین حدیث شریف استدلال میکند کہ بعد از زمان غیبت در ہر زمان نقبا بودند بغیر از علمای ظاہر پس میگوئیم اگر علما باین اوصاف بودہ اند پیش از شما پس چگونہ این منصب در میان اولین و آخرین مختص شما شد و چرا آن علماء را دوہ وللہ گفتے و اگر نبودہ اند پس چرا باین حدیث استدلال میکنے و چہ چیز را میخواہی اثبات کنی باید این حدیث شریف در شان ہمیں علمای ظاہر است کہ بقدر مقدور کوتاہی نکردند در نشر احادیث اہل بیت و حفظ ضعفای

تو یقیناً کوئی بھی شخص ایسا باقی نہ رہتا مگر یہ کہ وہ دینِ خدا سے پھر جاتا اور بالکل مرتد ہو جاتا مگر تمہارے قائم امام زمانہ کی غیبت کے بعد باقی رہنے والے علماء وہ لوگ ہیں کہ جو ضعفائے شیعہ کے دلوں کی مہار کو تھامے ہوئے ہیں اور جس طرح سے کہ صاحب کشتی ساکنین کشتی کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح سے وہ ضعفائے شیعہ کی حفاظت کریں گے اور وہی خداوند تعالیٰ کے نزدیک افضل ہیں (ختم ہوا مفہوم حدیث) اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں ہے کہ یہ علماء کہ جو امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے رہنمائی کرتے ہیں اُن سے مُراد یہ علمائے ظاہر نہیں ہیں تا آخر۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد ہشتاد و نہم (۸۹) میں گزر چکا ہے کہ یہ شخص وہاں پر یوں کہتا ہے کہ نقابت کا یہ منصب صرف ہمارے اور ہمارے مشائخ کے لئے مخصوص ہے اور اس کے مشائخ یعنی روسائے شیخیہ سے پہلے کتاب و سنت طاق نسیاں پر رکھی ہوئی تھی اور کوئی بھی شخص ان کو سمجھتا نہیں تھا۔ اور ایراد ہفتاد و سوم (۷۳) میں اس شخص نے صاحب العصر علیہ السلام کی غیبت کے بعد ہونے والے تمام علمائے شیعہ کو دوہ وللہ یعنی نوکرانیاں اور خادمائیں کہا ہے اور اُن سب علمائے شیعہ کے اجماع کو جہالت پر اجماع جانتا ہے۔

اب یہ شخص اس حدیث شریف سے یہ استدلال کرتا ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام کی غیبت کے بعد کے زمانے سے ہر زمانے میں نقباء رہے ہیں اور اس سے مراد علماء ظاہر نہیں ہیں بلکہ وہ ان علماء ظاہر کے سوا دوسرے لوگ ہیں پس اب ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر ان اوصاف کے حامل علماء تم سے پہلے بھی رہے ہیں تو اولین و آخرین کے درمیان یہ منصب صرف تمہارے ساتھ کس طرح سے مختص ہوا۔ اور پھر تو نے اُن سب علماء کو جو امام زمانہ کی غیبت سے لے کر تمہارے زمانے

شیعہ از دامہای شیاطین ببیان خود و امید است کہ ایں رسالہ ہم از آنجملہ باشد کہ باں حفظ شود قلوب ضعفا وعوام شیعہ از دامہای کہ دراین کتاب بجہت ایشاں مہیا شدہ است وبداں ای برادر عزیز کہ محبت و ولایت آئمہ اطہار وشیعان ایشاں وبرائۃ از اعداء ایشاں البتہ واجب و لازم است وہیچ کس را دراین تاملے وتنازعی نیست کہ بجہت اثبات آں کتاب بنویسد وسمی اختراع کند بلے شناختن خصوصی اینکہ فلاں شیعہ است یا نہ واجب نیست بلے حرفی کہ ہست ایں است کہ ایں شخص مدعی است کہ خودش ومشائخش شیعہ اند ومحبت ایشاں بالخصوص لازم است ودشمن ایشاں ناصبے وکافر است وایں دعوی اثباتش بمعجزہ است یا کرامت واو معجزہ وکرامت خود ومشائخش را علم میداند وبرما معلوم نشدہ است

تک ہوگئے ہیں ودہ وللہ یعنی نوکرانیاں اور خادمائیں بچے کھلانے والیاں کیوں کہا ہے ؟ اور اگر امام عصر کی غیبت کے بعد ان اوصاف کے حامل علماء موجود نہیں رہے ہیں تو پھر تو اس حدیث سے کیوں استدلال کرتا ہے ؟ اور تو اس حدیث سے کس بات کو ثابت کرنا چاہتا ہے ؟ بہر حال یہ حدیث شریف انہیں علمائے ظاہر کی شان میں وارد ہوئی ہے کہ جنہوں نے امام زمانہ کے غائب ہونے کے بعد اہل بیت علیہم السلام کی احادیث کے نشر کرنے میں اور ضعفائے شیعہ کو شیاطین کے جال میں پھنسنے سے بچانے میں بقدر مقدور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور مجھے امید ہے کہ میرا یہ رسالہ بھی ان کوششوں میں سے ایک ہے کہ جس سے ضعفائے شیعہ اور عوام شیعہ کے دلوں کی حفاظت ہو گی اور وہ اس جال میں پھنسنے سے بچ جائیں گے ۔ جو اس کتاب (ارشاد العوام) میں ان کے واسطے پھیلایا گیا ہے ۔ اور اے برادرِ عزیز تجھے یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہو جانی چاہیئے ۔ کہ آئمہ اطہار اور ان کے شیعوں کی محبت وولایت اور ان کے دشمنوں سے برائت وبیزاری یقیناً واجب ولازم ہے اور مسلمانوں میں سے کسی کو بھی اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک یا نزاع نہیں ہے کہ جس کو ثابت کرنے کے لئے کوئی کتاب لکھی جائے اور اس کے لئے کوئی نام اختراع کیا جائے ہاں خصوصی طور پر پہ شناخت کرنا اور اس بات کی معرفت حاصل کرنا اور اس بات کو جاننا کہ فلاں شخص شیعہ ہے یا نہیں یہ بات واجب نہیں ہے اب اس مقام پر جو بات اصل ہے وہ یہی ہے کہ یہ شخص مدعی ہے کہ وہ اور اس کے تمام مشائخ یعنی رؤسائے شیخیہ سب کے سب شیعہ ہیں اور انکی محبت بالخصوص لازم ہے اور ان کا دشمن ناصبی اور کافر ہے ۔ اور اسکے اس دعوے کو ثابت کرنے کیلئے یا معجزہ کی ضرورت ہے یا کرامت کی اور وہ یہ کہتا ہے کہ میرا اور ہمارے مشائخ یعنی رؤسائے شیخیہ کا معجزہ اور کرامت یہی ہے کہ ہم صاحب علم ہیں لیکن ہمیں اس کے علم کی بھی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی بلکہ بہت سے مطالب میں اس کی جہالت معلوم ہوئی ہے ، تناقض کھل کر سامنے آیا ہے اور تضاد بیانی ظاہر ہوئی ہے پس اگر ہم اسکے دشمن ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم سب کے سب علمائے شیعہ اس کو شیعہ نہیں جانتے بلکہ ہم اس کو مضل یعنی گمراہ کنندہ

اعلمیت ایشاں بلکہ جہل او در بسیاری از مطالب معلوم شدہ است وتناقضہای او ظاہر شدہ است پس اگر ما دشمن او باشیم از این جہتہ است کہ او را شیعہ نمی دانیم بلکہ معقل دوستان میدانیم پس بر ما درایں باب حرجی نیست وتورا ہم نصیحت میکنم کہ بسخنان دوستانہ او فریب نخوری لیبا باشد کہ او ہم غرضی ندارند و بر خود ش ہم امر مشتبہ شدہ است باری در ہر باب تدبر و تفکر را از دست مدہ ودر این مطالب کہ در ایں رسالہ مسطور است بسیار تامل کن شاید نجات یابی والسلام علی من اتبع الھدی ۔

ایراد نود وچہارم

درصفحہ نمبر ۱۱۱ قسمت چہارم میگوید وآزاں جملہ در دعای سوم شعبان است، درصفت حسین علیہ السلام میفرماید ۔ مدد یافتہ است بہ نصرت روز رجعت، وعوض دادہ شدہ است از قتلش اینکہ آئمہ از نسل او است، وشفا در تربت او است ونور با او در رجعت او است واوصیاء از عترت او است بعد قائمشاں وغیبت او تا اینکہ طلب خون خود کنند و خدا را راضی کنند و باشند بہترین انصار تا آخر دعا، تدبر کن درایں حدیث شریف، کہ بعد ازیں کہ فرمودہ است کہ آئمہ از نسل او است، میفرماید اوصیاء را از عترت او قرار دادہ است بعد از قائم و بعد از غیبت قائم تا آخر ۔

دوستان اہل بیت سمجھتے ہیں پس ہم پر اس بارے میں کوئی کسی قسم کا حرج اور اعتراض نہیں ہے اور میں تمہیں بھی اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس کی بظاہر دوستانہ باتوں کے دھوکے میں نہ آجانا اکثر ایسا ہوگا کہ اس کی بھی کوئی غرض نہ ہوگی اور اس کے اوپر بھی امر حقیقت مشتبہ ہوا ہوگا۔ بہرحال ہر بات میں تدبر سے کام لے اور ہر امر میں اچھی طرح غور کر اور تدبر وتفکر کو ہاتھ سے نہ چھوڑ اور ان مطالب میں جو اس رسالہ میں بیان کئے گئے ہیں خوب اچھی طرح سے غور وتامل کر شاید ہے کہ تو نجات پائے ۔

ترجمہ ایراد نود وچہارم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۱۱ پہ کہتا ہے کہ ازاں جملہ دعائے سوم شعبان میں امام حسین علیہ السلام کی صفت میں بیان ہوا ہے کہ فرماتے ہیں کہ وہ روز رجعت نصرت سے مدد یافتہ ہیں اور ان کے قتل کا ان کو یہ عوض ملا ہے کہ آئمہ اس کی نسل سے ہوئے ہیں اور ان کی تربت میں خداوند تعالیٰ نے شفا قرار دی ہے اور رجعت میں ان کا نور ان کے ساتھ ہوگا۔ اور ان کے قائم کے بعد اور اس کی غیبت کے بعد اوصیاء اس کی عترت سے ہوں گے۔ یہاں تک کہ اس کے خون کا انتقام لیں گے۔ اور خدا کو راضی وخوشنود کریں گے اور وہ بہترین انصار ہوں گے تا آخر دعا۔ اس حدیث شریف میں غور کرو کہ اس میں اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ آئمہ اس کی نسل سے ہوں گے یہ کہا ہے کہ قائم آل محمد کے بعد اس کی عترت میں اوصیاء کو قرار دیا ہے تا آخر ۔

ایراد نود و چہارم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید اگر کسے اندکے سواد عربی داشتہ باشد از ایں ترجمہ کردن میفہمد کہ ایں مترجم بقدر قاطرچی ہای عرب ہم عربی نمی فہمد چہ جای آنکہ اعلم از ہمہ علما باشد یا اینکہ نقیب و نجیب باشد زیرا کہ معنی دعا ایں نیست کہ فہمیدہ و فقرہ دعا ایں است. الفوز معہ فی اوبتہ والاوصیاء من عترتہ لبعد قائمھم وغیبتہ لیثاروا الثار و یرضوا الجبار ویکونوا خیر انصارہ. ضمیر جمع راجع باوصیاء است پس قائم از ہماں اوصیاء است پس خود آئمہ مراد است نہ اوصیای دیگر و اوصیاء مکسور است بعطف بر ضمیر مضاف الیہ اوبتہ و معنی آں ایں است کہ عوض قتل او یکے آں است کہ فوز با او است در رجعت او و در رجعت اوصیاء او عترت او کہ ہمہ رجعت کنند با او بعد از انقضای غیبت قائمشاں بجہت طلب خون او و یاری کردن او و مراد از اوصیاء ہماں آئمہ اند کہ از نسل او نید ذکرا ہم نیست چنانکہ اگر فی الجملہ عربی خواندہ باشی می فہمی کہ غیر از ایں معنی معنی دیگر ندارد و او خیال کردہ است کہ اوصیاء منصوب است بعطف بہ فوز و ایں غلط است و معنی فقرات بعد بقبل مربوط نمی شود و ہمیں فقرہ بہ کمی فہم و علم او و کذب دعاوی او خوب شاہدی است.

عطف بر ضمیر مجرور بدون اعادہ جار شائع است در قرآن مثل صلی اللہ علیہ و آلہ منہ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اگر کوئی شخص عربی زبان کی تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہو تو وہ اس شخص کے اس طرح کا ترجمہ کرنے سے ہی یہ سمجھ لے گا کہ یہ شخص عرب کے گدھے چراتے والوں یا خچر ہانکنے والوں کی عربی دانی جتنی بھی عربی نہیں سمجھتا کجا یہ کہ یہ شخص تمام علماء کی نسبت سب سے زیادہ اعلم ہو یا یہ کہ یہ شخص نقیب یا نجیب ہو کیونکہ دعا کے یہ معنی نہیں جو کہ یہ سمجھا ہے اور دعائے مذکور کا اصل فقرہ یہ ہے۔ "الفوز معہ فی اوبتہ والاوصیاء من عترتہ لبعد قائمھم وغیبتہ لیثاروا الثار و یرضوا الجبار ویکونوا خیر انصارہ۔ اس دعا میں قائمھم میں ہم ضمیر جمع خود اوصیاء کی طرف ہی راجع ہے پس یہ قائم ان اوصیاء میں سے ہی ہے پس ان اوصیاء سے مراد خود آئمہ طاہرین علیہم السلام ہی ہیں نہ کہ دوسرے اور کوئی اوصیاء اور لفظ اوصیاء مکسور ہے جو ضمیر مضاف الیہ اوبتہ پر عطف ہے اور اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کے قتل کے عوض میں سے ایک عوض یہ ہے کہ اس کی رجعت اور اس کی عترت میں سے ہونے والے اوصیاء کی رجعت میں فوز اس کے ساتھ ہے کہ وہ سب کے سب اوصیاء ان کے قائم کی غیبت کے زمانے کے ختم ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ رجعت کریں گے تاکہ وہ اس کے خون کا بدلہ لیں اور اس کی نصرت کریں۔ اور اس دعا میں اوصیاء سے مراد وہی آئمہ علیہم السلام ہی ہیں کہ جو اس کی نسل سے ہیں اور یہ لفظ "نکرا" بھی نہیں ہے چنانچہ اگر کچھ بھی تو نے عربی پڑھی ہو تو تو سمجھ جائے گا اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اس دعا کے اس فقرے کا اس معنی کے سوا اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اس شخص نے یہ خیال کیا ہے کہ لفظ اوصیاء اس دعا میں منصوب ہے عطف کے ساتھ فوز پر اور یہ بات بالکل غلط ہے اور بعد کے فقرات کے معنی قبل کے ساتھ مربوط نہیں ہو سکتے۔ اور صرف یہی ایک فقرہ اس شخص کی کم سمجھی اور کم علمی اور اس کے دعوے کے جھوٹا ہونے کے ثبوت میں بہترین گواہ ہے۔

ایراد نود و پنجم

درصفحہ نمبر ۱۱۵ قسمت چہارم می گوید. واین بے بضاعت راچوں فرصت جمع اخبار وکتب وعادتی بتالیف ندارم ہرچہ درباءدی نظر آید از آیات واخبار ذکر می کنم یا ہر حدیثی کہ موضع معین داشتہ باشد وبسہولت پیدا شود در ہنگام استشہاد ذکر میشود وآنچہ در موضع بعیدہ است واشکال دارد دیگر درپی آنہا نمی روم

ایراد نود و پنجم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید درصفحہ ۳ قسمت چہارم میگوید بہ ورق ورق توراۃ وانجیل وزبور وسائر کتب انبیاء مطلع حال پس چرا بہ ورق ورق کتب اخبار خود شیعہ مطلع نیستے تا پیدا کردن خبر از بدایت اشکالی نداشتہ باشد پس معلوم شد کہ ہمہ آنہا دروغ است کسے کہ درمیان شیعہ بزرگ شدہ وپیدا کردن خبر از کتاب شیعہ از برایش اشکال داشتہ باشد از جزئیات کتاب زند وپازند گبرہا چگونہ مطلع خواہد بود بلے میدان خالی پیادہ چابک سوار. از کسے پرسیدند چہ کارہ گفت پیش شاعر منجم وپیش منجم شاعر پیش ہردو ہیچ وپیش ہیچ ہردو.

ترجمہ ایراد نود و پنجم

قسمت چہارم کے صفحہ ۱۱۵ پر کہتا ہے کہ اس بے بضاعت کو چونکہ کتابوں اور احادیث کے جمع کرنے کی فرصت نہیں ہے اور تالیف کی عادت نہیں رکھتا لہذا جو کچھ ظاہری طور پر آیات واحادیث سامنے آجاتی ہیں ان کا ذکر کر دیتا ہوں یا وہ حدیث جو کہ کوئی مقررہ مقام رکھتی ہو اور سہولت سے مل سکتی ہو وہ مقام ثبوت میں ذکر کر دی جاتی ہے اور جو احادیث مقام بعیدہ میں ہیں. یعنی دسترس سے باہر ہیں اور ان میں کچھ اشکال ہے تو میں ان کی تلاش وجستجو کے پیچھے نہیں لگتا.

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۳ پر خود اپنی تعریف میں یوں بیان کیا ہے کہ میں توریت وانجیل وزبور اور تمام انبیاء کی تمام کتابوں کے ایک ایک ورق پر مطلع ہوں. اب یہ کیا بات ہوئی کہ خود شیعوں کی کتب احادیث کے ورق ورق کی تجھے اطلاع نہیں ہے تاکہ کسی حدیث کو اس کتاب میں سے نکالنے کی تجھے کوئی مشکل پیش نہ آتی. پس اس سے معلوم ہوا. کہ تیری وہ تمام باتیں بالکل جھوٹی ہیں وہ آدمی جو کہ شیعوں کا بزرگ بنا ہوا ہو اور شیعوں کی کتابوں سے ہی کسی حدیث کا نکال کر پیش کرنا اس کے لئے مشکل ہو تو وہ گبر ومجوس کی کتابوں زند وپازند کی جزئیات سے کیسے مطلع ہوگا. ہاں ٹھیک ہے میدان خالی پیادہ چابک سوار لوگوں نے کسی آدمی سے پوچھا تھا کہ تو کیا کام کرتا ہے اس نے کہا کہ میں شاعر کے سامنے منجم ہوں اور منجم کے سامنے شاعر ہوں اور جب دونوں موجود ہوں تو میں کچھ بھی نہیں اور اگر یہ دونوں موجود نہ ہوں تو پھر میں منجم بھی ہوں اور شاعر بھی.

ایراد نود و ششم

درصفحہ نمبر ۱۲۱ قسمت چہارم میگوید۔ شیعہ اسم عامی نیست کہ ہرکس آئمہ ع را دوست دارد شیعہ باو تواں گفت بلکہ شیعہ اسمش یا از معنی مشایعت است یعنی متابعت تامیگوید یا آنکہ از معنی شعاع است و شعاع ہر صاحب نوری بر صفت صاحب نور است چنانکہ نور آفتاب می بینی کہ برنگ و طبع و شکل آفتاب است و نور ماہ مثل ماہ پس شیعہ کسے است کہ برنگ و شکل و طبع ایشاں باشد تامیگوید کہ ہرکس عاصی است و مرتکب صفات غیر محبوبہ خدا است اگر ادعائے تشیع کند حقیقۃ عاصی است و اگر بفہمد و بگوید کافر میشود بجہتہ اینکہ معنی کلامش این است کہ گفتہ است امام مرتکب قبایح است العیاذ اللہ۔

——— ⁂ ———

ایراد نود و ششم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید در ایراد پنجاہ و ہشتم و شصت و چہارم گفت ہرچہ در عالم امکان است از نور آئمہ است مثل آفتاب و نور آفتاب و ایراد سی و یکم گفت کہ خلق از شعاع ایشاں خلق شدہ اند تا آخر پس میگوئیم از جملہ خلائق کفار و فساق و عصاۃ اند و مقتضای این حرف آں است کہ ہمہ آنہا را شیعہ گفتہ باشی و شبیہ ایشاں دانستی باشی چراکہ ہمہ را از شعاع ایشاں میدانی و بقول خودت کفر و ارتداد خودت ثابت شد دیگر ما چہ نویسیم و بگوئیم کفی اللہ المومنین القتال۔

——— ⁂ ———

ترجمہ ایراد نود و ششم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۲۱ پر کہتا ہے کہ شیعہ عام اسم نہیں ہے کہ جو کوئی بھی آئمہ علیہم السلام کو دوست رکھتا ہو اس کو ہی شیعہ کہا جا سکے۔ بلکہ شیعہ کا نام یا تو مشایعت کے معنی میں ہے یعنی متابعت و پیروی۔ یہاں تک کہ کہتا ہے کہ یا شعاع کے معنی میں ہے اور ہر صاحب نور کی شعاع صاحب نور کی صفت پر ہوتی ہے جیسا کہ تم آفتاب کی روشنی کو دیکھتے ہو کہ وہ رنگ میں طبع میں اور شکل میں بالکل آفتاب کی طرح ہوتی ہے اور چاند کی روشنی بالکل چاند جیسی ہوتی ہے۔ پس شیعہ وہ ہو سکتا ہے کہ جو آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ہمرنگ و ہمشکل ہو۔ وہ اُن جیسی طبع رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ کہتا ہے کہ جو شخص عاصی (گنہگار) ہے اور ایسے صفات کا مرتکب ہوتا ہے کہ جو غیر پسندیدہ خدا ہیں اگر ایسا شخص بھی یہ دعویٰ کرے کہ میں شیعہ ہوں تو وہ حقیقۃ عاصی (گنہگار) ہے اور اگر سمجھ بوجھ کر کہے تو اس صورت میں خود کو شیعہ کہنے والا شخص کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کے کلام کا مطلب یہ ہوگا جیسا کہ اس نے یہ کہا ہو کہ امام علیہ السلام ان قبایح کے مرتکب ہیں یعنی خود امام علیہ السلام یہ کام کرتے ہیں العیاذ باللہ۔

——— ⁂ ———

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

اس شخص نے اس سے پہلے کہا تھا جیسا کہ ایراد پنجاہ و ہشتم ۵۸ اور شصت و چہارم ۶۴ میں گزر چکا ہے کہ عالم امکان میں جو کچھ بھی ہے وہ آئمہ علیہم السلام کا نور ہے جیسا کہ آفتاب سے نور آفتاب ہوتا ہے اور ایراد سی و یکم ۳۱ میں گزر چکا ہے کہ اس نے یہ کہا تھا کہ تمام مخلوق آئمہ طاہرین کی شعاع سے خلق ہوئی ہے تا آخر۔

پس ہم کہتے ہیں کہ کل مخلوق میں کافر و فاسق و عصاۃ (گنہگار) سب ہی ہیں اور تیری اس

ایراد نود و ہفتم

در صفحہ نمبر ۱۲۵ قسمت چہارم میگوید پس اگر صاحب الامر امام است باید در ہر عصری برائے او ماموم باشد کہ اقتدا با و کند در اعمال و اخلاق و اقوال خود تا آخر۔

ایراد نود و ہفتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید معنے امامت ایشاں آں است کہ بر ہمہ کس واجب است اقتدا کردن با ایشاں در اعمال و اقوال و اگر کسی نکرد عاصی و فاسق است و ضرر بامامت ایشاں ندارد و ثانیا در ایراد نودم گفت کہ ایں اعراض دنیا محل اعتنا نیست و کلمات خدا و رسول باہم ناظر نیست پس امام بودن اقتضا می کند وجود ماموم را امامہ در ایں دار اعراض بلکہ در عالم ہای دیگر و در آنجا

بات کا اقتضایہ ہے کہ تو اُن سب کو خواہ وہ کافر ہوں یا فاسق ہوں یا عاصی و گنہگار ہوں شیعہ کہے اور اُن سب کو آئمہ علیہم السلام کی شبیہ جانے کیونکہ تو ان سب کافروں کو اور فاسقوں کو اور عاصیوں کو ان کی شعارع سے جانتا ہے اور تیرے خود اپنے ہی قول سے خود تیرا اپنا کفر ثابت ہو گیا لہذا اب ہمیں اور کچھ لکھنے اور کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

"کفی اللہ المومنین القتال"۔

ترجمہ ایراد نود و ہفتم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۲۵ پر کہتا ہے کہ پس اگر صاحب الامر امام ہیں تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ہر زمانے میں ان کا کوئی نہ کوئی ماموم بھی ہو کہ جو اپنے اعمال و اخلاق و اقوال میں ان کی اقتدار کرتا ہو تا آخر۔

(مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا ماموم موجود نہ ہو کہ جو ان کے اعمال و اخلاق و اقوال میں ان کی پیروی کرتا ہو تو صاحب الامر بھی امام نہیں کہلا سکتے۔ یعنی کوئی ماموم ہو تو وہ امام ہیں۔ اور کوئی ماموم نہ ہو تو وہ امام نہیں ہیں) (مترجم)

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی امامت کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات سب لوگوں کے اوپر واجب ہے کہ وہ امام زمانہ کی اپنے اعمال و اقوال میں پیروی کریں، لیکن اگر کوئی شخص بھی امام کی پیروی نہیں کرتا، تو وہ عاصی و فاسق ہے لیکن کسی کے بھی پیروی نہ کرنے سے امام زمانہ کی امامت کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچتا دوسری بات یہ ہے کہ اس نے ایراد نودم میں کہا ہے کہ یہ اعراض دنیا محل

ہمیشہ شیعان ایشاں ہستند مانند سلمان والوذر وغیر آنہا پس ہمہ این ادلہ دلالت نکرد برانیکہ باید دراین دار اعراض ہمیشہ شیعہ از برای ایشاں باشد یا اینکہ باید آں حرف غلط بود ہر یک راخواہی اختیار کنی ۔

ایراد نود و ہشتم

درصفحہ نمبر ۱۲۷ قسمت چہارم میگوید پس دریں مطلب شریف واضح شد بطور عیاں کہ کاملانی چند از ورای ناقصاں ہستند وانکار ایشاں عمداً کفر وجہلاً عصیاں است ۔

ایراد نود و ہشتم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید بلے ہستند اما دراین عالم اعراض لازم نیست باشد بمقتضائے حرف خودت در ایراد نودم وثانیا در ایراد ہشتاد و نہم گفت کہ منصب نقابت مختص بمشایخ ماست و پیش از ایشاں عالم بدست دده وللہ ہا بوده وکتاب وسنت برطاق نسیاں بود در زمانہای پیش پس اگر عمداً گفتہ کافری والا فاسق و عاصی بحرف خودت ۔

اغنا نہیں ہیں اور خدا اور رسول کے کلمات اس دنیا کے اعراض سے متعلق نہیں ہیں پس امام کا ہونا وجود ما موم کا مقتضی ہوگا۔ لیکن اس دار اعراض میں نہیں، بلکہ دوسرے عالم ہیں، ہمیشہ ان کے شیعہ ما مومنین ہیں مثل سلمان والوذر وغیرہ۔ پس تیرے اس قول کے مطابق تیری یہ تمام دلائل اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ اس دار اعراض میں بھی ضروری طور پر ہمیشہ ان کے شیعہ موجود رہیں، یا یہ بات ہے کہ تیری وہ پہلی بات غلط تھی۔ جو تو نے پہلے کہی تھی۔ اب جونسی بات کو تو چاہیے اختیار کر لے ۔

ترجمہ ایراد نود و ہشتم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۲۷ پر کہتا ہے کہ پس اس مطلب شریف میں یہ بات خوب اچھی طرح اور صاف طور پر واضح وروشن ہوگئی ہے کہ ناقصوں کے علاوہ کچھ کامل ہستیاں (یعنی روسائے شیخیہ۔ مترجم) بھی موجود ہیں اور ان کا (یعنی روسائے شیخیہ کا۔ مترجم) انکار ارادۃً وعمداً کفر ہے اور جہالت ولاعلمی کی بنا پر اگر ان کا انکار ہو تو وہ عصیان ہے

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ہاں ہیں، ایسے کامل لوگ ہیں لیکن ان کا اس عالم اعراض میں موجود ہونا لازم نہیں ہے بلکہ وہ تیرے بیان کردہ ایراد نودم کے اقتضا کے بموجب دوسرے عالم میں ہوں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ تو نے ایراد ہشتاد و نہم (۸۹) میں یہ کہا ہے کہ منصب نقابت ہمارے مشائخ یعنی روسائے شیخیہ کے ساتھ مختص ہے اور ان مشائخ سے پہلے دنیا للہ ددہ (نوکرانیوں، خادماؤں، بچے کھلانیوالیوں یعنی تمام علمائے شیعہ) کے ہاتھوں میں تھا اور کتاب وسنت طاق نسیاں پر رکھی ہوئی تھی اور ان سے پہلے جتنے بھی علماء تھے وہ سب کے سب جہالت پر اجماع کئے ہوئے تھے پس تو نے اپنی اس بات میں پہلے زمانوں میں کامل لوگوں اور شیعوں کے وجود سے انکار کیا ہے

ایراد نود و نهم

درصفحه نمبر ۱۳۲ قسمت چهارم میگوید پس همینکه ناقصان دوام نعمت خود را می بینند باید یقین کنند که مومنان کامل هستند و فیض بواسطه ایشان بایشان میرسد۔

ایراد نود و نهم

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

قاصر گوید همان حرف که در ایراد نودم گفتی جواب این دلیل هم میشود زیرا که وجود ایشان لازم نیست که دراین دار اعراض باشد که محل اعتنای خدا و رسول نیست و بالجمله همه این ده دلیل را این یک جواب بس است و وجود شیعیان چوں سلمان و ابوذر و شهدای کربلا و غیرهم که حقیقةً حی اند و روزی میخوانند کفایت میکند در واسطه فیض بودن و ماموم بودن، و رئیس کامل اگر ممکن بود وجودش و ظهورش دراین زمان خود امامؑ ظهور می فرمود چنانکه خود در ایراد هفتاد و هشتم گفت پس این حجتها و دلیلهای عشره باطل و عاطل شد بحرف خودت علاوه بر آنها که ماگفتیم دیگر احتیاجؑ بنوشتن کتاب نیست اگر دیده بینا باشد همین چهار پنج جزو کفایت همه مطالب این کتاب را میکند بفضل اللہ ومنہٖ۔

ع چوں نوشته است که اگر علمای ظاهر راست میگویند یک صفحه از کتاب مرا رد کنند۔

پس اگر تو نے یہ بات عمداً کہی ہے تو اس صورت میں تو تو خود (اپنے وضع کردہ اصول کے بموجب بھی) کافر ہے اور اگر جہالت و لاعلمی کی بنا پر کہی ہے تو پھر تو خود اپنے قول کے بموجب فاسق و عاصی ہے۔

ترجمہ ایراد نود و نہم

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۳۲ پر کہتا ہے کہ پس اب جبکہ ناقص لوگ اپنی دوام نعمت کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ اس بات کا یقین کریں کہ کچھ مومنان کامل اس دنیا میں ایسے موجود ہیں کہ جن کے واسطے سے ان کو یہ فیض پہنچ رہا ہے۔

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

تیری وہی بات جو تو نے ایراد نودم (۹۰) میں کہی ہے وہی تیری اس دلیل کا جواب بھی ہو جاتی ہے کیونکہ انکا وجود لازم نہیں ہے کہ اس دار اعراض میں ہو کیونکہ یہ خدا و رسول کے نزدیک محلِ اعتنا نہیں ہے اور فی الجملہ تیری ان دس کی دس دلائل کے لئے بس یہی ایک جواب کافی ہے اور سلمان و ابوذر اور شہدائے کربلا وغیرہ جیسے شیعوں کا وجود اس عالم میں کہ جو حقیقۃً زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی جانب سے روزی کھاتے ہیں واسطہ فیض ہونے اور ماموم ہونے کیلئے کافی ہے اور ایسے رئیس کامل کا وجود اگر اس دنیا کے ظاہر میں ممکن ہو سکتا اور اس زمانے میں وہ ظہور کر سکتا ہوتا تو خود امام عصر عجل اللہ فرجہٗ ہی ظہور فرما لیتے جیسا کہ تو نے ایراد ہفتاد و ہشتم (۷۸) میں خود بیان کیا ہے۔ پس اب تیری یہ دس کی دس دلیلیں خود تیری اپنی ہی باتوں سے باطل و عاطل ہو چکی ہیں اور ہم نے تیری دلیلوں کو رد کرنے کے لئے خود اپنی طرف سے کچھ دلائل پیش کئے ہیں وہ مزید ہیں لہذا اب تیری اس کتاب کو رد کرنے کیلئے کسی اور کتاب کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اگر دیدۂ بینا ہو تو یہی چار یا پانچ جزو تیری اس کتاب کے تمام مطالب کو رد کرنے کے لئے کافی ہیں بفضل اللہ تعالیٰ۔

ایراد تمام المائۃ

درصفحہ نمبر ۱۴۲ قسمت چہارم میگوید خلاصہ برائے انسان مراتب بسیار است وہر مرتبہ کہ ظاہر میشود آں اسم ورسم بداں راست می آید دادمی شود او در آں مقام چنانکہ انسان صاحب رتبہ مثال است اگر آں دراو جلوہ کردہ باشد والا فلا وصاحب مرتبہ مادہ است ورتبہ طبائع ورتبہ نفس ورتبہ روح ورتبہ عقل ورتبہ فواد ورتبہ صفات واسماء ورتبہ مسمی ورتبہ بے اسم و رسم وہم چنیں رتبہائے بسیار بالاتر ازیں (مختصر نقل کردم عبارات اوراکہ بسیار طول داشتہ ولیکن مطلب ہمیں است)

ایراد تمام المائۃ

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ناصر گوید درایراد پنجاہ وششم گفت کہ خلق از اعلیٰ مقام خود کہ فواد است بالاتر نتواند تعدی رفت حال بالاتر از فواد مقامات میشمارد و در ایراد سی وسیم اول مراتب را عقل دانست واتفاق حکما را ادعا کرد باری اگر بخواہم ہمہ تناقضہای آں کتاب را یک یک بنویسیم از ہزار تجاوز کند اما بجہۃ تنبیہ انام ومنصفین عوام ہمیں صد ایراد کہ حقیقۃ پانصد تا است کفایت میکند اگر در ادعای اعلمیت صادق است کاغذ وقلم موجود است یکے از ایں تناقضہا را از کتاب خودش رفع کند بنحوی کہ اہل انصاف تسلیم کنند والا سر خود را گرفتہ مانند باقی دوستاں انقیاد وتسلیم از علماکند شاید نجات یابد وہمیں قدر کافی است والسلام علی من اتبع الہدی در روز یک شنبہ بست ودوم رجب المرجب سنہ ہزار و دویست وہفتاد و ... پنج از

ترجمہ ایراد تمام المائۃ

قسمت چہارم کے صفحہ نمبر ۱۴۲ پر کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے لئے بہت سے مراتب ہیں اور جو مرتبہ ظاہر ہوتا ہے وہی اسم ورسم یعنی نام ونشان اس پر صادر آتا ہے اور اس مقام میں وہ اسی مرتبہ کے نام سے پکارا جاتا ہے مثلاً اگر انسان رتبہ مثال میں جلوہ گر ہو تو اس صورت میں اس کو صاحب رتبہ مثال کہیں گے والا فلا اور اسی طرح سے صاحبِ رتبہ مادہ وصاحبِ رتبہ طبائع وصاحبِ رتبہ نفس وصاحبِ رتبہ فواد وصاحبِ رتبہ صفات واسمار وصاحبِ رتبہ مسمی وصاحبِ رتبہ بے اسم ورسم اور اسی طرح بہت سے اور رتبہ ہیں جو ان رتبوں سے بلند تر ہیں (میں نے اس کی عبارات کو مختصر کر کے لکھا ہے کیونکہ وہ بہت لمبی چوڑی تھیں لیکن ان کا مطلب یہی ہے)

جواب آیت اللہ آقائے شہرستانی

ایراد پنجاہ وششم ۵۶، میں اس شخص نے یہ کہا تھا کہ خلق اپنے اعلیٰ مقام سے بالاتر نہیں جاسکتا۔ کہ وہ اعلیٰ مقام اس کا مقام فواد ہے اب یہ شخص یہاں پر فواد سے بالاتر مقامات شمار کر رہا ہے اور ایراد سی وسوم (۳۳)، میں اس نے سب مرتبوں میں سے سب سے اول مرتبہ عقل کا قرار دیا تھا۔ اور اس پر تمام حکمار کے اتفاق کا دعوٰی بھی کیا تھا (اب اس نے یہاں عقل سے بالاتر مقامات بھی گنوائے ہیں)

بہر حال اگر میں اس کتاب کے تمام تضادات اور تناقضات کو ایک ایک کر کے بیان کروں تو وہ ایک ہزار سے بھی متجاوز ہوں گے لیکن تنبیہ الانام اور منصفین عوام کے لئے بس۔ یہی ایک سو ایراد کہ جو حقیقۃ میں پانچ سو ہیں کفایت کرتے ہیں، اگر اپنے دعوائے اعلمیت

ہجرت باتمام رسید علی ید الاقل الجانی مولفہ الفانی محمد حسین الحسینی الشہرستانی عفی اللہ عن سیاتہ بحق آئمۃ وساداتہ فی بلد کربلا المشرفہ علی مشرفہا السلام

تمام شد استنساخ ایں کتاب از نسخہ اصل بردست حقیر عبدالرضا بن زین العابدین نجل المؤلف محمد حسین الشہرستانی بتاریخ بیستم شوال سنہ ہزار و سیصد و شصت وچہار

میں صادق ہے تو کاغذ و قلم موجود ہے اپنی کتاب میں سے کسی ایک ہی تناقض کو اس طور سے دور کر کے دکھاوے کہ اہلِ انصاف اس کو تسلیم کرلیں ورنہ باقی دوستوں کی طرح علمائے کے سامنے اپنے سر کو جھکا دے اور علماء کی اطاعت و فرمانبرداری کر شاید کہ نجات پا جائے۔ بس اسی قدر کہنا کافی ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

روز یک شنبہ بست و دوم رجب المرجب سنہ ہزار و دویست و ہفتاد و پنج (۱۲۷۵ھ) از ہجرت باتمام رسید علی ید الاقل مولفہٗ الفانی محمد حسین الموسوی الحسینی الشہرستانی عفی اللہ عنہ سیاتہ بحق آئمۃ وساداتہ فی بلد کربلا المشرفہ علی مشرفہا السلام تمام شد استنساخ ایں کتاب از نسخہ اصل بردست حقیر عبدالرضا بن زین العابدین نجل المؤلف محمد حسین الشہرستانی بتاریخ بیستم شوال سنہ ہزار و سیصد و شصت وچہار۔

غیر مطبوعہ آثار مترجم

عقائد شیخیہ کی رد و ابطال میں درج ذیل کتابیں طباعت کے لئے تیار ہیں

ایک پُراسرار جاسوسی کردار یعنی "شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت کے کٹہرے میں" شیخ احمد احسائی اور شیخیت پر ایک تحقیقی کتاب --،

مصنف: سید محمد حسین زیدی برستی

"آئینہ شیخیت" عقائد شیخیہ پر تحقیقی مواد پیش کیا گیا ہے۔

مصنف: سید محمد حسین زیدی برستی

"الفرق بین الشیعہ والشیخیہ" جلد اول

آقائے آیت اللہ شہرستانی کی کتاب "تریاق فاروق" کا ترجمہ ایک عالم جلیل و فاضل نبیل کی عقائد شیخیہ پر لکھی گئی بہترین کتاب کا اردو ترجمہ

مترجم: سید محمد حسین زیدی برستی

"شیخ احمد احسائی اور نوع نبی و امام"

متذکرہ صدر کتابیں انشاء اللہ العزیز اس کتاب کی نکاسی کے ساتھ ہی جلد منصۂ شہود پر آرہی ہیں۔ مصنف: سید محمد حسین زیدی برستی

ادارہ: انتشارات حقائق الشیعہ
لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ